صف بندی کے احکام ومسائل

امام وموذن کب کھڑے ہوں:

سوال: قصبہ سکندر پور کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے وقت نور الہدی صاحب مڈل پاس نے بیان کیا کہ جب خطیب خطبہ پڑھ چکے تو امام اور مقتدی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں، تنہا مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور جب پہلی حی علی الصلوۃ پکارے تو امام مصلّی پر اور مقتدی صف بندی کر کے کھڑے ہو جائیں، جب قد قامت الصلوٰۃ کہے امام نیت باندھے، یہ طریقہ مسنون ہے، سنا گیا ہے کہ اس طریقہ کو امام مدنی جامع مسجد کلکتہ نے تھوڑے دنوں سے رائج فرمایا ہے، چونکہ یہ طریقہ بالکل نیا ہے؛ اس لیے مسلمانان سکندر پور آنخضرت سے استفسار کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں فتویٰ صادر فرماویں کہ یہ قابل عمل ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

طریقہ مسنون یہی ہے کہ موذن جب حی علی الصلوۃ کہے، تب امام ومقتدی صف بصف کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوۃ کے وقت نماز شروع کر دے۔

شرح وقایہ میں ہے:

”**ويقوم الإمام والقوم عند حي على الصلاة ويشرع عند قد قامت الصلاة**“.(۱)

مگر واضح رہے کہ جماعت بڑی ہو اور صف بندی حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوتے ہی نہ ہو سکتی ہو، تب ضروری ہے کہ سب لوگ کھڑے ہو کر پہلے صف درست کر لیں؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستی صفوف کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

”**سووا صفوفكم**“.(۲)

---

(۱) شرح الوقاية، باب الآذان: ۱ / ۱۵۵

(۲) صحيح البخاري، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، رقم الحديث: ۷۲۳-۱/۱۵۲، بيت الأفكار / صحيح ابن حبان، ذكر الأمر بتسوية الصفوف، رقم الحديث: ۲۱۶۵ / مسند ابن الجعد، رقم الحديث: ۵۶۳، انيس) ==

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل برابر اسی طرح رہا ہے کہ پہلے چند شخص کو صف درست کرنے پر مقرر فرماتے، جب ساری صفیں درست ہوجاتی تھیں، تب نماز شروع ہوتی۔

"أن عمربن الخطاب كان يأمر بتسوية الصفوف فإذا جاؤوا فأخبروه أن قد استوت.(۱)

"أن عثمان ابن عفان أنه كان يقول في خطبته ...فإذاأقيمت الصلاة فاعدلواالصفوف،حاذوا بالمناكب،فإن اعتدال الصف من تمام الصلٰوة،ثم لايكبر،حتٰى يأتيه رجال قد وكلهم لتسوية الصفوف،يخبرونه إنها قد استوت،فيكبر.(۲)

== سووا صفوفكم.(الصحيح لمسلم،كتاب الصلاة،باب تسوية الصفوف وإقامتها والفصل الأول منها والازدحام على الصف،رقم الحديث:۴۳۳-۱/۱۸۵،بيت الأفكار/مسند أبي داؤدالطيالسي،رقم الحديث:۲۰۹۴،انيس)

سووا صفوفكم.(سنن أبي داؤد،كتاب الصلاة، تفريع أبواب الصفوف،باب تسوية الصفوف،رقم الحديث:۶۶۸-۱/۹۴،بيت الأفكار/مسند أبي يعلى الموصلي،رقم الحديث:۲۹۹۷،انيس)

لتسون صفوفكم.(جامع الترمذي،كتاب الصلاة،باب ماجاء في إقامة الصفوف،رقم الحديث:۲۲۷ - ۱/۲۲۸،بيت الأفكار/مسند السراج،رقم الحديث:۷۳۸،انيس)

أقيموا صفوفكم.(سنن النسائي،كتاب الصلاة،باب حث الإمام على رص الصفوف والمقاربة بينهماء رقم الحديث: ۸۱۳-۱/۴۲۶،دارالمعرفة،انيس)

سووا صفوفكم.(سنن ابن ماجة،كتاب إقامة الصلاة،باب إقامة الصفوف،رقم الحديث:۹۹۳-۱/۱۱۴،بيت الأفكار /مستخرج أبي عوانة،رقم الحديث:۱۳۷۲،انيس)

سووا صفوفكم.(كتاب الآثار لأبي يوسف،رقم الحديث:۱۵۹-۱/۲۳،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

فسووا صفوفكم.(مسند الإمام أحمد بن حنبل،مسند أبي هريرة رضي اللّٰه عنه،رقم الحديث:۷۱۹۹-۱۲/۱۲۷، الموسوعة الحديثية،انيس)

(۱) المصنف لعبد الزراق،كتاب الصلاة،باب الصفوف،رقم الحديث:۲۴۳۸-۲/۴۷،المجلس العلمي ، انيس)

(۲) المصنف لعبد الرزاق،كتاب الصلاة،(باب)بقية الصفوف،رقم الحديث:۲۴۴۲-۲/۴۹،المجلس العلمي،انيس)

(عليه أن يأمر بتسوية الصفوف،ويشرف بنفسه أو بأحد أعوانه علٰى تسويتهاولايبدأ بالصلاة حتٰى تسوى، أما أمره بتسوية الصفوف فقد قال علقمة:كنا نصلي مع عمرفيقول:سووا صفوفكم لتلتقي مناكبكم لايتخللكم الشيطان كأنهابَنَاتُ حَذَفٍ.(المصنف لعبد الرزاق،كتاب الصلاة،باب الصفوف ،رقم الحديث : ۲۴۳۳- ۲/۴۶، المجلس العلمي/كتاب الآثار لأبي يوسف:۱۵۹،انيس)

أما مباشرته تسوية الصفوف بنفسه فعن أبي عثمان(النهدي)قال:مارأيت أحداً كان أشد تعاهداً للصف من عمر إن كان يستقبل القبلة حتٰى إذا قلنا قد كبر،التفت فنظر إلى المناكب والأقدام،وإن كان يبعث رجالاً يطردون الناس حتٰى يلحقوهم بالصفوف.(مصنف ابن أبي شيبة:۱/۵۴،ماقالوا في إقامة الصف،رقم الحديث:۳۵۳۷/سنن البيهقي:۳/۱۱۳)

وقال:كان عمر يأمر بتسوية الصفوف ويقول:تقدم يافلان. (كنزل العمال:رقم الحديث:۲۲۹۹۳)

أما استعانه ببعض أعوانه لإقامة الصفوف،فعن نافع مولى ابن عمرقال:كان عمريبعث رجلاً ==

پس ظاہر ہے کہ ’’حی علی الصلوٰۃ‘‘ پر کھڑے ہونا اور ’’قد قامت الصلوٰۃ‘‘ پر شروع کرنا فعل مسنون ہے اور اگر صف کی درستی اتنی جلدی نہ ہو سکے، تب بلا صف درست کئے نماز شروع کرنا خلاف سنت ہے؛ کیوں کہ صحابہ چند شخصوں کو مقرر کرتے تھے کہ صفوں کو سیدھا اور درست کریں اور مونڈھے سے مونڈھا ملائیں، جب وہ اشخاص خبر دیتے کہ صف درست ہوگئی، تب نماز شروع کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ درستی صف صحابہ کے نزدیک ’’حی علی الصلاۃ‘‘ کے وقت کھڑے ہونے سے زیادہ اہم تھی۔ **فافهم ولا تكن من الغافلين فإن هٰذا من أهم المسائل** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد حفیظ الحسن، ۲۷؍صفر ۱۳۴۴ھ، الجواب صواب: محمد عثمان غنی۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/ ۳۴۱۔۳۴۲)

امام کو مصلی پر امامت کے لیے کب کھڑا ہونا چاہیے:

ہمارے یہاں ایک جماعت اقامت میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑی ہوتی ہے اور کچھ لوگ اس کو ناجائز سمجھ کر سختی سے مخالفت کرتے ہیں حتی کہ مخالفین نے اشتہار چھپوا کر تقسیم بھی کئے ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسئلہ کا ثبوت احادیثِ کریمہ، یا شرح احادیث، یا کتبِ فقہ سے بھی ہے، یا نہیں؟

مسئلہ حی علی الصلوۃ کے عاملین مشکوٰۃ شریف وشرح مرقات واشعۃ اللمعات اور فتاویٰ عالمگیری وشرح وقایہ کی عبارت حتی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حوالہ میں پیش کرتے ہیں، آیا ان کتب معتبرہ کے حوالہ جات صحیح ہیں، یا نہیں؟ اگر صحیح ہیں تو اس کو ناجائز سمجھنے والے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نہ ماننے والے از روئے شرع وہ حضرات کیا حکم رکھتے ہیں؟

۲-مخالفین فرماتے ہیں کہ علماء فرنگی محل کے نزدیک اقامت میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا جائز نہیں ہے، کیا واقعی ان کا قول صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو حضرت مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی کا شرح وقایہ جلد اول میں حاشیہ پر اس کے جواز پر دلیل لکھنا اور عدمِ جواز کو مکروہ جاننا کیا معنی رکھتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جب امام اور سب مقتدی مصلے پر پہلے سے اس طرح موجود ہوں کہ یا تو صف بھی سیدھی کر چکے ہوں، یا صف

== يقوم الصفوف ثم لايكبر حتٰى يأتيه فيخبروه أن الصفوف قد اعتدلت. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب الصفوف، رقم الحديث: ۲۴۳۷-۱/ ۴۷، المجلس العلمي، انيس) المؤطا: ۱/ ۱۵۸، المحلى: ۴/ ۵۸-۱۱۵)/ (موسوعة فقه عمر بن الخطاب عصره وحياته، ص: ۵۷۳) (مؤطا الإمام محمد، باب تسوية الصفوف، ص: ۸۸)

سیدھی کرنے میں دیر نہ لگے گی اور تکبیر تحریمہ کی فضیلت فوت نہ ہوگی تو ادب یہ ہے کہ لوگ حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں، قد قامت الصلوٰۃ پر، یا اس کے بعد معاً نماز کا تحریمہ بندھ جائے۔

ادب کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پہلے اگر کھڑے ہوجائیں تو مکروہ، یا برا نہ ہو، مستحق عتاب ونکیر نہ ہوگا۔

فقہاء کرام نے اس مسئلہ کو اسی ادب کے موقع میں لکھا ہے، چنانچہ صاحب تنویر الابصار اور اس کی شرح الدر المختار میں اس طرح ہے:

(ولها آداب)تركه لايوجب إساءة ولاعتاباً كترك سنة الزوائد ؛لكن فعله أفضل،(نظره إلٰى موضع سجوده حال قيامه)إلٰى قوله (والقيام)لإمام وموتم (حين قيل:حي على الفلاح)(إن كان الإمام بقرب المحراب وإلا فيقوم كل صنفٍ ينتهي إليه الإمام على الأظهر،وإن دخل من قدام قاموا حين وقع بصرهم عليه". (۱)

اسی عبارت کا یہ جملہ: "**إن كان الإمام بقرب المحراب**" مفہوم بالا کا پورا پتہ دیتا ہے، اس کا حاصل یہ ہوا کہ صرف جواز میں کلام نہیں؛ لیکن اس کو واجب اور ضروری قرار دینا کہ جو پہلے کھڑا ہوجائے، اس پر نکیر، یا طعن وتشنیع کی جائے، جیسا کہ اس پر اصرار کرنے والے کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

اور اگر امام قربِ محراب موجود نہ ہو اور نماز پڑھانے کے لیے پیچھے سے آئے تو جس صف میں آئے، اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں اور اگر سامنے سے آئے تو جس وقت لوگوں کی نظر امام پر پڑے اور سمجھ لیں کہ جماعت کرانے آرہے ہیں تو امام پر نظر پڑتے ہی سب لوگ کھڑے ہوجائیں، جیسا کہ عبارتِ بالا کے اس جملہ "**وإلافيقوم كل صنف،إلخ**" سے معلوم ہوتا ہے۔

اور اس میں حکمت یہ ہے کہ فوراً کھڑے ہوجانے میں امام کے مصلے پر پہنچنے تک صفیں سیدھی ہوکر تکبیر اولیٰ میں امام کی معیت بھی مل جائے گی اور یہی طریقہ جو فقہ کی مذکورہ بالا عبارت میں مذکور ہے، جناب سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کے عمل میں ملتا ہے، کتب صحاح حدیث اور غیر صحاح، جیسے مسلم شریف، ابوداؤد شریف، اور مصنف عبدالرزاق وغیرہا میں ایسا ہی معمول ملتا ہے، جیسا کہ بذل المجہود جلد ۱، ص ۳۰۷ میں دفعِ تعارض بین الروایات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**ويجمع بينهمابأن بلالاً كان يراقب خروج النبي صلى الله عليه وسلم،فأول ما يراه يشرع في الإقامة قبل أن يراه غالب الناس،ثم إذا رأوه قاموا فلايقوم في مكانه حتٰى تعتدل صفوفهم.**

قلت:ويشهد له ماروا ه عبد الرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب:أن الناس كانوا ساعة يقول

(۱) الدر المختار: ۱/٤٤٦-٤٤٧، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،آداب الصلاة،انيس

المؤذن: اللّٰہ أکبر یقومون إلی الصلاۃ، فلا یأتي النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقامہ حتیٰ تعتدل صفوف، إلخ". (۱)

ان ہی احادیث وروایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے منتظر ومراقب رہتے تھے، جیسے ہی حجرۂ مبارک سے پردہ اٹھا اور اندازہ ہوا کہ جماعت کرانے تشریف لا رہے ہیں، فوراً تکبیر شروع فرما دیتے تھے اور لوگ بھی کھڑے ہو کر صف سیدھی کرنے میں مصروف ہو جاتے یہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک سے نکل کر آ کر مصلے پر بیٹھ جائیں، اس کے بعد مکبر تکبیر شروع کرے اور پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگ کھڑے ہوں، جیسا کہ آج کل کے بدعتی لوگ کرتے ہیں، یہ ان کا من گھڑت طریقہ اور خلاف سنت ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب تک سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کرانے کے لئے نہ نکلتے، اس وقت تک لوگ بیٹھے رہا کرتے اور انتظار فرماتے۔

شروع زمانہ میں بعض مرتبہ لوگ پہلے ہی سے کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے تو اس سے روکا گیا، جیسا کہ ابوداؤد شریف کی روایت:

"**إذا أقیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتیٰ تروني**". (ابوداؤد ا/۸۰)(۲) سے معلوم ہوتا ہے؛ یعنی "**فلا تقوموا منتظرین للصلاۃ**". (شرح ابوداؤد شریف)(۳)

اور یہیں سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور ابھی جماعت میں کچھ دیر ہے، یا امام ابھی نہیں آیا

(۱) بذل المجهود، کتاب الصلاۃ، باب في الصلاۃ تقام ولم یأت الإمام، ینتظرونه قعودا، رقم الحدیث: ۵۳۷- ۳/۳٦٤، دار البشائر الإسلامیة، انیس)

(۲) سنن أبي داؤد، باب في الصلاۃ تقام ولم یأت الإمام ینتظرونه قعودا، رقم الحدیث: ۵۳۹- ۸۲/۱، بیت الأفکار، انیس

إذا أقیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتیٰ تروني. (صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب: متیٰ یقوم الناس، إذا رأوا الإمام عند الإقامة، رقم الحدیث: ٦۳۷-۱۳۸/۱، بیت الأفکار)/ الصحیح لمسلم، کتاب المساجد، باب متیٰ یقوم الناس للصلاۃ، رقم الحدیث: ٦۰٤-۲٤۰/۱، بیت الأفکار)/ جامع الترمذي، کتاب الجمعة، باب ماجاء في الکلام بعد نزول الإمام من المنبر، رقم الحدیث: ۵۱۷-۱۰٦/۱، بیت الأفکار، انیس)

"إذا نودي للصلاۃ فلا تقوموا حتیٰ تروني". (سنن النسائي، قیام الناس إذا رأوا الإمام، رقم الحدیث: ۷۸۹-٤۱٦/۱، بیت الأفکار/ مسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبي قتادۃ الأنصاري، رقم الحدیث: ۲۲۵۳۳-۲۱۸/۳۷، مؤسسة الرسالة بیروت لبنان، انیس)

(۳) بذل المجهود شرح سنن أبي داؤد، باب في الصلاۃ تقام ولم یأت الإمام ینتظرونه قعودا: ۱۱۵/٤، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس

ہے، یامکبر نے بغیر امام کی موجودگی کے تکبیر شروع کردی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار نہ کرے کہ یہ فعل مکروہ ہے، بیٹھ جائے اور بیٹھ کر منتظرِ صلوٰۃ ہو اور اسی کو مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محل علیہ الرحمۃ نے، یا عالمگیری وغیرہ نے لکھا ہے۔

اس تفہیم وتشریح کے بعد تمام روایات فقہیہ وحدیثیہ آپس میں منطبق اور احناف کا صحیح مسلک واضح ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۳۰۵/۱-۳۰۸)

جب مؤذن تکبیر کہے تو مقتدی کس وقت کھڑے ہوں:

سوال: یہاں عموماً رواج ہے کہ جس وقت تکبیر کہی جاتی ہے جب تک پوری نہیں ہوتی اس وقت تک مقتدی تمام بیٹھے رہتے ہیں اور امام بھی بیٹھا رہتا ہے جب تکبیر پوری ہوجاتی ہے جب نماز پڑھائی جاتی ہے یہ مسئلہ درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جس وقت تکبیر پڑھنے والا "حي على الصلاة" پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہوجانا چاہئے اور اگر اس سے پہلے شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہوجائیں، تب بھی جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں اور جب کہ امام پہلے سے مصلے پر موجود نہ ہو باہر سے آئے تو جس وقت امام مصلے پر کھڑا ہو تو بہتر ہے کہ سب اسی وقت کھڑے ہوجائیں۔

قال في المحلى شرح الموطأ: قال أبوحنيفة ومحمد يقومون عند حي على الصلاة وشرع الإمام عند قدقامت الصلاة (إلٰى قوله) وأما إذا لم يكن الإمام معهم فالجمهور علٰى أنهم لايقومون حتٰى يروه لما في البخاري: إذا أقيمت الصلاة فلا تقوموا حتٰى تروني. (المحلى شرح الموطأ) (۱) والله تعالٰى أعلم (امداد المفتین: ۲۹۴/۲)

اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں:

سوال (۱) موذن، یا مکبر جب نماز کے لئے اقامت کہے تو امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے، یا ابتداء اقامت؛ یعنی "اللہ اکبر" کے وقت ہی، یا "أشهد أن محمداً رسول الله" یا "حي على الفلاح" کہنے کے وقت، اولی، افضل اور مسنون طریقہ کیا ہے؟ احادیث شریفہ اور مستند فقہی حوالہ جات کے ساتھ جواب مرحمت فرمایا جائے؟

(۲) جن حضرات کا کہنا ہے کہ ابتداء اقامت کے بجائے "أشهد أن محمداً رسول الله" یا "حي على الفلاح" کے وقت کھڑا ہونا ہی مسنون اور افضل ہے، اس کے خلاف ناجائز، مکروہ اور غلط ہے تو ان کا یہ قول صحیح ہے، یا غلط؟ نیز ان کا یہ عمل کہ قبل سے مستقل بیٹھے رہیں اور خاص کر "أشهد أن محمداً رسول الله" کے وقت

(۱) المحلى شرح الموطأ: ۵۸/٤-۱۱۵، انیس

کھڑے ہوجائیں، درست ہے، یا نادرست؟

(۳) اس بارے میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جمہور صحابۂ کرام، تابعین عظام، چاروں ائمہ اور بزرگان دین کا معمول کیا رہا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ابتداء اقامت سے کھڑا ہونا بھی جائز ودرست ہے، اس کو ناجائز، مکروہ اور بے بنیاد کہنا کتاب وسنت سے ناواقفیت کی دلیل ہے، احادیث اور آثار صحابہ سے ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عن ابن جريج قال: أخبرني ابن شهاب: أن الناس كانوا ساعة يقول المؤذن: الله أكبر، الله أكبر، يقيم الصلاة، يقوم الناس إلى الصلاة، فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه حتى يعدّل الصفوف". (المصنف لعبدالرزاق: ۵۰۷/۱)(۱)

(ابن شہاب سے مروی ہے کہ جس وقت مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا تو لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک صفیں درست ہوجاتی تھیں۔)

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

سمع أباهريرة رضى الله عنه يقول أقيمت الصلاة فقمنا فعدّلنا الصفوف، قبل أن يخرج إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم. (الصحيح لمسلم: ۲۲۰/۱)(۲)

(حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نماز کھڑی ہوتی تو ہم کھڑے ہوجاتے اور حضور اکرم صلی علیہ وسلم کے ہماری طرف نکلنے سے پہلے ہی ہم صفیں درست کرلیتے۔)

جہاں تک اقوال فقہا کا تعلق ہے تو امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں مذاہب کی تفصیل بیان کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

امام شافعیؒ اور ایک جماعت کے نزدیک اقامت ختم ہونے کے بعد کھڑا ہونا مستحب ہے، امام مالکؒ کے نزدیک قاضی عیاض کی روایت کے مطابق شروع اقامت سے کھڑا ہونا مستحب ہے، البتہ موطا کی تشریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص حد میں قیام واجب نہیں ہے؛ بلکہ لوگوں کی سہولت پر چھوڑ دیا جائے، بھاری بدن والا اور کمزور آدمی دیر میں اٹھتا ہے اور ہلکا آدمی جلدی اٹھ جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک "قد قامت الصلاة" پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (دیکھئے: نووی: ۲۲۱/۱)(۳)

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب قيام الناس عند الإمامة، رقم الحديث: ۱۹۴۲، انيس

(۲) الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، متى يقوم الناس للصلاة، رقم الحديث: ۶۰۵-۲۴۰/۱، بيت الأفكار، انيس

(۳) مذهب الشافعي رحمه الله تعالى وطائفة: أنه يستحب أن لايقوم أحد حتى يفرغ ==

مذہب حنفی کی پوری تفصیل عالمگیری اور بدائع الصنائع میں ہے:

''اگر مقتدی امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو دونوں ''حیّ علی الفلاح'' کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور اگر امام مسجد سے باہر ہو تو یہ تفصیل ہے کہ اگر امام صفوں کی طرف سے داخل ہو تو جس صف سے امام گذرے، اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں اور اگر امام مقتدی کے سامنے سے داخل ہو تو اس کو دیکھتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائیں اور جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو، مقتدی کھڑے نہ ہوں''۔(۱)

کتب فقہ حنفی میں اس مسئلہ کے سلسلہ میں جو تفصیل مذکور ہے، اس میں صرف ایک صورت میں جب کہ امام ومقتدی پہلے سے مسجد میں ہوں اور امام محراب سے قریب ہو تو ''**حی علی الفلاح**'' یا ''**حی علی الصلاة**'' کے وقت کھڑے ہونے کا ذکر ہے اور یہ حکم بھی کوئی فرض، واجب یا سنت نہیں ہے؛ بلکہ فقہا نے اس کو ''آداب صلوٰۃ'' کے تحت ذکر کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر عمل کریں گے تو ثواب ملے گا اور عمل نہیں کریں گے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا اور نہ ایسے شخص کی کوئی ملامت کی جائے گی۔

علامہ ابن نجیم نے ''البحر الرائق'' اور علامہ طحطاوی نے ''طحطاوی علی الدر المختار'' میں اس مسئلہ پر جو گفتگو کی ہے، اس سے تو مسئلہ بالکل بے غبار اور واضح ہو جاتا ہے اور اس صورت میں کوئی بھی اشکال باقی نہیں رہتا ہے۔

علامہ ابن نجیم نے ''**حی علی الفلاح**'' پر کھڑے ہونے کی یہ علت بیان کی ہے: **(القیام حین قیل حیّ علی الفلاح)؛ لأنه أمر به فیستحب المسارعة إلیه**''. (البحر الرائق: ۲۳۱/۱)(۲)

یعنی ''**حی علی الفلاح**'' پر کھڑا ہونا اس لیے افضل ہے کہ چوں کہ اس میں کھڑے ہونے کا حکم ہے؛ اس لیے جلدی سے کھڑا ہو جانا مستحب اور بہتر ہے؛ تا کہ حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ''**حی علی الفلاح**'' تک کھڑا ہو جانا چاہیے، اس کے بعد بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں ہے، اگر کوئی شخص شروع سے کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ کیوں کہ اس میں مسارعت زیادہ پائی جا رہی ہے، چناں چہ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے:

== المؤذن من الإقامة، ونقل القاضی عیاض عن مالک رحمه اللّٰه تعالیٰ وعامة العلماء: أنه یستحب أن یقوموا إذا المؤذن فی الإقامة وکان أنس رحمه اللّٰه تعالیٰ یقوم إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة، وبه قال أحمد رحمه اللّٰه تعالیٰ، وقال أبو حنیفة رضی اللّٰه عنه والکوفیون: یقومون فی الصف إذا قال: حی علی الصلاة. (النووی شرح مسلم: ۲۲۱/۱) (کتاب الصلاة حتیٰ یقوم الناس للصلاة، انیس)

(۱) الفتاویٰ الهندیة: ۵۷/۱ (الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان والإمامة وکیفیتهما، انیس)

(۲) البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة: ۵۳۱/۱، دار الکتب العلمیة، انیس

”والقيام لامام ومؤتمّ حين قيل حيّ على الفلاح مسارعة لامتثال أمرو الظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتٰى لو قام أول الاقامة لابأس به“.(۱)

بہرکیف! صرف ایک صورت میں ”حی علی الفلاح“ پرکھڑے ہونے کی بات ہے اور وہ بھی نماز کے آداب میں سے ہے اور البحر الرائق اور طحاوی علی الدر المختار کی مذکورہ تصریح کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ”حی علی الفلاح“ کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے، بعض جگہوں میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ امام صاحب اقامت کے وقت آکر مصلّٰی پر بیٹھ جاتے ہیں اور تمام لوگوں کو بیٹھا دیتے ہیں اور جو لوگ نہیں بیٹھتے ہیں ان کو ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور حسب موقع طعن وتشنیع بھی کی جاتی ہے اور بعض دفعہ لڑائی کی نوبت آجاتی ہے اور جب مکبر ”حی علی الفلاح“ کہتا ہے تو اس وقت امام ومقتدی سب کے سب کھڑے ہوتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے اور نہ ہی امت میں کسی فقیہ کا مذہب ہے۔

دوسری طرف اقامت صفوف اور تسویت صفوف کی احادیث میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور صفیں سیدھی نہ ہونے پر بہت سخت وعیدیں بھی آئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ صفیں سیدھی رکھا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بگاڑ دیں گے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ صفوں میں سیدھے کھڑے رہا کرو، آگے پیچھے نہ رہا کرو، ورنہ تمہارے دل بدل جائیں گے، آپس میں پھوٹ پڑجائے گی اور نااتفاقی پھیل جائے گی۔(۲)

ترمذی شریف میں خلفاء راشدین حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا معمول درستگی صف کا نقل کیا گیا ہے کہ ان حضرات نے باقاعدہ آدمی مقرر کیا تھا صفوں کی درستگی کے لیے، پیچھے سے جب آواز آتی کہ صفیں درست ہوگئی ہیں تو نماز شروع کی جاتی، اسی بنیاد پر صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ائمۂ اربعہ؛ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس بات پر متفق ہیں کہ صفوں کی درستگی ضروری ہے، جو نماز شروع ہونے سے قبل مکمل ہوجانی چاہیے۔

بہرحال! صفوں کی درستگی ایک عظیم اور اہم کام ہے، جو نماز شروع ہونے سے قبل مکمل ہوجانی چاہیے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ابتداء اقامت سے کھڑے ہوکر صفیں سیدھی کرلی جائیں، چوں کہ اس زمانہ میں لوگوں کے اندر سستی اور غفلت عام ہے؛ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ابتداء اقامت سے کھڑے ہوکر صفیں سیدھی کرلی جائیں۔ ”حی علی الفلاح“ پر کھڑے ہونے کی صورت میں نماز شروع ہونے سے قبل صفیں سیدھی نہیں ہوسکتی ہیں، اس صورت میں دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں یا تو نماز شروع ہوجانے کے بعد مقتدی صفیں درست کرنے میں مشغول ہوں گے، جس سے انتشار بھی ہوگا، یا صفوں کو بغیر درست کئے ہوئے امام کے ساتھ نماز شروع کردیں گے۔ پہلی صورت میں تکبیر اولیٰ فوت ہوگی اور

(۱) حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: ۳۳۱/۱(باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، انیس)
(۲) مشکوة المصابيح: ۹۸/۱، رقم الحديث: ۱۰۸۵/و رقم الحديث: ۱۱۰۲، انیس

دوسری صورت میں ایک فعل منکر کا ارتکاب لازم آئے گا، جو بہرحال غلط ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے کہ پہلے صفیں درست کرالی جائیں اور لوگوں کو بٹھا دیا جائے، پھر سبھی لوگ "**حی علی الفلاح**" کے وقت کھڑے ہوں۔

خلاصۂ جواب:

(الف) صحابۂ کرام کا عام معمول ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے کا تھا، لہذا یہ عمل مکروہ اور غلط نہیں ہوسکتا ہے، اس کو غلط اور مکروہ کہنے والے احادیث وروایات سے ناواقف ہیں۔

(ب) حنفیہ کے نزدیک صرف ایک صورت میں (جب کہ امام ومقتدی اقامت سے قبل مسجد میں ہوں اور امام محراب سے قریب ہو) "**حی علی الفلاح**" پر کھڑا ہونا آداب صلوٰۃ میں سے ہے، نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب، اور اس ایک صورت میں بھی ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ "**حی علی الفلاح**" تک کھڑے ہوجانا چاہیے، اس کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے، **کما فی البحر الرائق و طحطاوی علی الدر المختار**، نیز ائمۂ اربعہ میں سے کوئی امام بھی ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے کو مکروہ قرار نہیں دیتا ہے۔

(ج) فقہاء امت میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں ہے کہ امام اقامت کے وقت باہر سے آکر مصلّی پر بیٹھ جائے اور بیٹھنے کو ضروری سمجھے اور کھڑے ہونے والے مقتدیوں کو کھڑے ہونے سے روکے اور جو لوگ کھڑے ہوں ان پر طعن وتشنیع کی جائے اور لڑائی تک کی نوبت آجائے۔

(د) باجماع صحابہ وتابعین اور باتفاق ائمۂ اربعہ صفوں کی درستگی ایک عظیم اور اہم کام ہے، جو نماز شروع ہوجانے سے قبل مکمل ہوجانی چاہیے "**حی علی الفلاح**" پر کھڑے ہونے کی صورت میں یا تو کچھ لوگوں کی تکبیر اولیٰ فوت ہوگی، یا صفوں کی درستگی نہیں ہوسکے گی۔

(ر) لہٰذا مذکورہ بالا بحث کے پیش نظر اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ابتداء اقامت سے کھڑے ہوکر نماز شروع کرنے سے قبل صفیں سیدھی کرلی جائیں۔

واضح رہے کہ اس طرح کے فروعی مسائل کو باہمی اختلاف وانتشار کا ذریعہ نہ بنایا جائے، جہاں جس طرح پہلے سے عمل ہوتا چلا آرہا ہے، اسی پر عمل ہونے دیا جائے، اس وقت ملک وبیرون ملک کے جو حالات ہیں اور مسلمانوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے جارہے ہیں، ان کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مسلمان باہمی اختلاف کو ختم کرکے اور مسلکی تعصب سے بالاتر ہوکر محض کلمہ کی بنیاد پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور باہم متحد ومنظم ہوکر باطل طاقتوں کا منہ توڑ جواب دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۷۹/۲-۳۸۴)

امام مصلی پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے رہیں:

سوال(۱) جب امام مصلی پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت ''حی علی الفلاح'' پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں ''حین قیل حی علی الفلاح ''مصرّ ح ہے، یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے، یا نہیں؟ اور صحیح ہے، یا غلط؟

(۲) کیا مسئلہ نیا ہے اور ''حی علی الفلاح'' پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے؟

(۳) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں؟

الجواب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم أقول وباللّٰہ التوفیق

(۱-۳) بے شک فقہا نے آدابِ نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبّر ''حی علی الفلاح'' کہے تو ائمہ ثلاثہ؛ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ (کذا فی الدر المختار) اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے، اس وقت سب کھڑے ہو جاویں۔

عبارت درمختار یہ ہے:

(ولها آداب) تركه لايوجب إساءةً ولاعتاباً كترك سنة الزوائد؛ لكن فعله أفضل (نظره إلٰی موضع سجوده حال قيامه (إلٰی أن قال) (والقيام) لإمام ومؤتم (حين قيل "حی علی الفلاح" إلخ، إن كان الإمام بقرب المحراب وإلا فيقوم كل صنف ينتهي إليه الإمام على الأظهر، الخ، وشروع الإمام) في الصلاة (مذ قيل: قدقامت الصلاة) ولو أخر حتیٰ أتمها لابأس به إجماعاً، وهو قول الثاني والثلاثة، وهو أعدل المذاهب، إلخ، وفي القهستاني: إلخ، أنه الأصح، قوله: (أنه الأصح) لأن فيه محافظةً علیٰ فضيلة المؤذن وإعانةً له على الشروع مع الإمام. (ردالمحتار)(۱)

پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن وطعن قرار دینا نہایت ظلم وتعدی ہے، جیسا کہ خود علامہ شامیؒ نے شروع إمام میں ''قدقامت الصلاة'' کہنے پر بحث کی ہے کہ أصح وأعدل المذاهب یہ ہے کہ جب تک مکبّر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو، اس وقت تک امام نماز شروع نہ

(۱) رد المحتار، باب صفة الصلاة، فصل آداب الصلاة: ۱/۴۴۶-۴۴۷، ظفیر

کرے؛ کیوں کہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے، جو کہ مستحب ومسنون ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبّر ''قد قامت الصلاۃ'' کہتا تھا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **أقامها الله وأدامها** پڑھتے تھے۔(۱)

اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے:

سووا صفوفکم فإن تسویة الصفوف من إقامة الصلاة...ومن تمام الصلاة.(۲)

اورحرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبّر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے:

سوّوا صفوفکم. (الحدیث)(۳)

الغرض اس بارہ میں شرعاً وسعت ہے اور قول فقہا ''**والقیام حین قیل حی علی الفلاح**'' کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام ومقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہوجاویں۔(۴) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند:۳/۲:۲۱۲-۲۱۴)

☆ ☆ ☆

(۱) عن أبی أمامة أوبعض أصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن بلالاً أخذ فی الإقامة فلما أن قال: قد قامت الصلوٰة،قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:أقامها اللّٰه وأدامها وقال فی سائر الإقامة کنحوحدیث عمر فی الأذان.{رواه أبوداؤد}(مشکوٰة المصابیح،باب فضل الأذان وإجابة المؤذن،الفصل الثانی)(کتاب الصلاة،رقم الحدیث: ٦٧٠ ، انیس)

(۲) مشکوٰة المصابیح،باب تسویة الصف،الفصل الأول:٩٨،ظفیر)(کتاب الصلاة،رقم الحدیث :١٠٨٥،انیس)

(۳) صحیح البخاری،کتاب الأذان،باب إقامة الصف من تمام الصلاة،رقم الحدیث: ٧٢٣-١/١٥٢،بیت الأفکار/الصحیح لمسلم،کتاب الصلاة،باب تسویة الصفوف وإقامتها والفصل الأول منها،والازدحام علی الصف، رقم الحدیث:٤٣٣-١/١٨٥،بیت الأفکار،انیس

(۴) والقیام لإمام ومؤتم،إلخ.(الدر المختار)

لامتثال أمره والظاهر أنه احتراز عن التأخیر لا التقدیم حتیٰ لوقام أول الإقامة لابأس.(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار،باب صفة الصلاة،آداب الصلاة: ١/٢١٥،ظفیر)

صف اول- فضائل ومسائل

صف اول کی فضیلت:

سوال (۱) کیا نماز میں پہلی صف میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے؟

(۲) اور صف میں دائیں، یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

(المستفتی: ۲۲۰۳، فرزند علی صاحب (برما) ۱۷/ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰/ جنوری ۱۹۳۸ء)

الجواب

(۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے۔

(۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے، پھر دائیں طرف۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۹/۳)

صف اول کی تعریف:

سوال (۱) بوجہ ازدحام ایک صف امام کے دائیں بائیں کھڑی ہوئی ہے، جو امام اور منبر کی وجہ سے کٹتی ہے اور ایک صف اس کٹی ہوئی صف کے بعد کھڑی ہوتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صف اول کا درجہ کونسی صف کو دیا جائے گا؟ آیا اس صف کو جو امام اور منبر کی وجہ سے کٹی ہوئی ہے، یا اس صف کو جو اس کٹی ہوئی صف کے بعد والی ہے اور پوری ہے؟ واضح رہے کہ صف اول میں امام کے حذاء میں کوئی نہیں ہے تو وہ رحمت جو اس شخص پر نازل ہوتی ہے، جو امام کے حذا میں ہے، کس پر نازل ہوگی؟

(۲) جو صف امام کے دائیں بائیں بحالت مجبوری ازدحام کی وجہ سے کھڑی ہوتی ہے، وہ پہلے پُر کریں، یا مدرسہ اور مسجد کا بالائی حصہ؟

---

(۱) والقيام في الصف الأول أفضل من الثاني وفي الثاني أفضل من الثالث...وأفضل مكان المأموم حيث يكون أقرب إلى الإمام،فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام،إلخ.(الفتاویٰ الهندية،الباب الخامس في الإمامة،الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم: ۸۹/۱،ط،ماجدية، كوئٹة،بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم جلد ۳/ ۳۴۹-۳۵۰)

الجواب ــــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

فقہاء کرام کی تعریف کے مطابق صف اول وہ صف ہے، جو امام کے پیچھے ہو اور کسی مقتدی کے پیچھے نہ ہو، اس تعریف سے علامہ شامی نے ایک جزئیہ یہ مستنبط کیا ہے کہ اگر صف اول منبر کی وجہ سے کٹ رہی ہو تو اس منبر کے بالمقابل دوسری صف میں جو شخص ہو، وہ بھی صف اول میں شمار ہوگا اور اس کو بھی صف اول کا ثواب ملے گا؛ اس لیے کہ وہ امام کے پیچھے ہے، اس کے آگے کوئی مقتدی نہیں ہے۔

ویؤخذ من تعریف الصف الأوّل بما هو خلف الإمام: أی لاخلف مقتد آخر أن من قام فی الصف الثانی بحذاء باب المنبر یکون من الصف الأول لأنه لیس خلف مقتدآخر. (ردالمحتار: ۳۸۳/۱)(۱)

فقہاء کرام کی مذکورہ بالا تعریف اور شامی کے مذکورہ بالا جزئیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منبر کی وجہ سے درمیان سے منقطع صف، صف اول شمار ہوگی؛ اس لیے کہ وہ کسی مقتدی کے پیچھے نہیں ہے؛ بلکہ امام کے پیچھے ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں امام کے متصل جو صف ہے، وہ صف اول قرار پائے گی، گرچہ منبر کی وجہ سے بیچ سے کٹتی ہے اور جو شخص امام کے پیچھے دوسری صف میں ہے، اس پر امام کے بعد اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔

(۲) اگر یہ معلوم ہے کہ نمازیوں کی تعداد ہمیشہ اتنی ہوتی ہے کہ نیچے اوپر تمام جگہیں پُر ہو جاتی ہیں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے امام سے متصل دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کی صف مکمل کر لی جائے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۰۹/۱۲/۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۳۱/۲-۴۳۲) ☆

نماز کی صفوں میں، سب سے زیادہ ثواب کس جگہ کا ہے:

سوال: جماعت میں ثواب زیادہ اوّل جماعت والوں کو ہے، یا سب میں برابر ہے، یا دائیں بائیں والوں میں،

(۱) ردالمحتار: ۳۱/۲، دار الکتب العلمیة، ط: ۱۹۹٤م (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول، انیس)

(۲) عن جابر بن سمرة قال: خرج علینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فرآنا حلقا فقال: مالی أراکم عزین؟ ثم خرج علینا فقال: ألا تصفون کما تصف الملائکة عند ربها، فقلنا یارسول اللّٰه و کیف تصف الملائکة عند ربها قال: یتمون الصفوف الأولیٰ ویتراصون فی الصف. {رواه مسلم}(مشکوٰة المصابیح، باب تسویة الصف: ۹۸/۱)(رقم الحدیث: ۱۰۹۱، انیس)

☆ پہلی صف کون سی ہے:

سوال: بعض مسجدوں میں جگہ کی قلت کی وجہ سے امام کے قریب سے صف بنتی ہے، کیا یہ پہلی صف ہوگی، یا امام کے پیچھے مکمل ایک صف والی صف پہلی صف ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام کے قریب سے جو صف بنتی ہے، وہ پہلی صف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد خانپوری، یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ، الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (محمود الفتاویٰ: ۴۴۱/۱)

یا جو شخص امام کے پیچھے ہے؟ ان میں بروئے ثواب تفاوت ہے؟ تحریر فرماویں۔

الجواب

اول صف کو زیادہ ثواب ہے اور اول صف میں امام کے پیچھے کو زیادہ، پھر داہنے کو، پھر بائیں کو۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص،ص:۴۲)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۵۷)

صف اول میں امام کے پیچھے پھر داہنی اور پھر بائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت:

سوال: جماعت کی نماز میں صف اول سب سے بہتر جگہ اس شخص کی ہے، جو امام کے پیچھے ہوتا ہے اور اس کے بعد جو داہنی طرف اور بعد ازاں وہ شخص جو بائیں طرف ہے، اس ترتیب مراتب کے بارے میں جو فقہا کی عبارت ہو، وہ بجنسہ تحریر فرمانے کا ارشاد فرماویں؟ یہ ترتیب غالباً البحر الرائق میں مذکور ہے، کتاب یہاں میسر نہیں آئی۔

الجواب

قال الشامی: روی فی الأخبار إن اللّٰه تعالٰی إذا أنزل الرحمة علی الجماعة ینزلها أولا علی الإمام، ثم تتجاوز عنه إلٰی من بحذائه فی الصف الأول، ثم إلی المیامن، ثم إلی المیاسر، ثم إلی الصف الثانی، إتمامه فی البحر، آه. (۱/۵۹٤)(۲)

قلت: والحدیث أخرجه فی کنز العمال نحوه قریبًا منه والظاهر من جلالة السیوطی أنه لا یسکت عن الموضوع فلا بأس فی الفضائل. (۳) **واللّٰه تعالٰی أعلم**

۲/رمضان ۴۷ھ (امداد الاحکام:۱۵۳/۳-۱۵۴)

پہلی صف میں کھڑے ہونا کس کا حق ہے:

سوال: بوڑھوں کی موجودگی میں نوجوان پہلی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب

نماز جماعت کے لئے پہلی صف میں کھڑے ہونا افضل ہے، عمر کے تفاوت کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ امام کے پیچھے ایسے شخص کو کھڑا ہونا چاہیے، جو خود بھی امامت کی صلاحیت رکھتا ہو؛ تا کہ بوقت ضرورت اس کو خلیفہ بنایا جا سکے، ایسی حالت میں بے علم بوڑھوں کی جگہ ایسے نوجوان کا امام کے قریب ہونا بہتر ہے، جو نماز پڑھا سکتا ہو۔

(۱-۲) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب، انیس

(۳) ''الرحمة تنزل علی الإمام ثم علی من علی یمینه الأول فالأول''، أبو الشیخ فی الثواب عن أبی هریرة، الإکمال. (کنز العمال، الفصل الثانی فی الإمامة وما یتعلق بها (ح: ۲۰۳۷٦)/الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر: ۱۳٤/۲، دار الفکر بیروت، انیس)

وكل من يصلح إمامًا للإمام الذى سبقه الحدث فى الابتداء يصلح خليفة له ومن لايصلح إمامًا له فى الابتداء لايصلح خليفة له، كذا فى المحيط. (۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۲۴)

صف میں کہاں ثواب زیادہ ہے:

سوال(۱) صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے، یا برابر ثواب ملتا ہے؟ اور جو امام کے مقابل کھڑا ہو، اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے، یا کیا؟ اور امام کے قریب علما کو کھڑا ہونا چاہیے، یا جاہل بھی کھڑا ہوسکتا ہے؟ جاہل کو امام کے قریب سے اٹھا سکتے ہیں، یا نہ؟

مسجد میں جگہ حاصل کرنے کا حکم:

(۲)　مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھ کر قبضہ کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اگر کوئی شخص مسجد سے اٹھ کر حوائج ضروریہ کے لیے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے تو یہ اس جگہ کا مستحق ہوگا، یا نہیں؟ اور اگر کوئی اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے، یا نہیں؟

مسجد میں پہلے آنے کا زیادہ ثواب ہوگا، یا نہیں:

(۳)　جو مسجد میں پہلے آوے گا، اس کو ثواب زیادہ ملے گا، یا کس کو؟

معتکف ضرورت سے باہر آیا تو کہاں بیٹھے:

(۴)　اگر کوئی معتکف حوائج ضروریہ کے لیے مسجد سے باہر جاوے، واپس آنے پر مقررہ جگہ پر بیٹھے، یا جس جگہ چاہے، بیٹھ سکتا ہے؟

دائیں اذان اور بائیں طرف اقامت کا کوئی ثبوت نہیں:

(۵)　دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت ہونے کا ثبوت شرعی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱)　شامی میں ہے:

قوله:(وخير صفوف الرجال أولها)إلخ؛لأنه روى فى الأخبار أن اللّٰه تعالىٰ إذا أنزل الرحمة

---

(۱)　**الفتاوىٰ الهندية،فصل فى الاستخلاف: ۹۵/۱**

عن عبد اللّٰه بن مسعود قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:ليلنى منكم أولو الأحلام والنهى ثم الذين يلونهم (ثلثاً)وإياكم وهيشات الأسواق.(الصحيح لمسلم،باب تسوية الصوف: ۱۸۱/۱)(كتاب الصلاة،رقم الحديث:۴۳۳،انیس)

علی الجماعة ینزلها أولاً علی الإمام ثم یتجاوز عنه إلٰی من بحذائه فی الصف الأول،ثم إلی المیامن،ثم إلی المیاسر،ثم إلی الصف الثانی،إلخ. (۱)

پھراس کے بعدفرمایا:

قال فی المعراج: أن الأفضل أن یقف فی الصف الآخر إذا خاف إیذاء أحدٍ،إلخ. (۲)

ان عبارات سےمعلوم ہوا کہ صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے،جوشخص امام کے محاذی ہے، اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے؛مگر دوسرے نمازیوں کوتکلیف ہوتو پھرافضل یہ ہے کہ اس جگہ کوچھوڑ دےاور بہتر یہ ہے کہ قریب علما،صلحا کھڑے ہوں؛(۳)لیکن جاہل کوبھی اٹھانا نہ چاہیےاوراس کوایذا نہ دینی چاہیے۔

(۲)　شامی میں ہے:

وینبغی تقییده بما إذا لم یقم عنه علٰی نیة العود بلامهلة،کما لوقام للوضوء مثلاً،ولاسیما إذا وضع فیه ثوبه لتحقق سبق یده. (۴)

اس سےمعلوم ہوا کہ اگرکوئی شخص پہلے سے آ کرمسجد میں کسی جگہ بیٹھااور پھر بہ ضرورت وضووغیرہ وہاں سے اٹھااور اس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے،اس جگہ کے ساتھ،پس اگرکوئی دوسرا اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کواٹھا سکتا ہے اور بدوں اس حالت مذکورہ کسی جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھانہیں ہے۔

(۳)　جو پہلے آوے گا،اس کوثواب زیادہ ملے گا۔

(۴)　مسجد میں جس جگہ چاہے،بیٹھ سکتا ہے۔

(۵)　اس کا کچھ ثبوت نہیں۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۴۹-۳۵۱)

پہلی اور دوسری صف والے ثواب میں برابر ہیں:

سوال:　کیا جماعت میں پہلی صف اور دوسری صف میں کھڑے ہونے والے نمازی کے ثواب میں کچھ فرق ہے،یانہیں؟

(۱)　کشف الخفاء،حرف الراء المهملة: ۱/۴۸۹،المکتبة العصریة،انیس

(۲)　دیکھئے:ردالمحتار (باب الإمامة،مطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب:۲/۳۱۰، دار الکتب العلمیة، انیس)

(۳)　ارشادنبوی ہے:" لیلنی منکم أولو الأحلام والنهٰی ثم الذین یلونهم ثلاثا .(مشکوۃ،ص :۹۸،ظفیر)(کتاب الصلاة ،باب تسویة الصف،رقم الحدیث: ۱۹۸۹/مسند أبی یعلی الموصلی،رقم الحدیث: ۵۱۱۱/شرح المصابیح لابن ملک،باب تسویة الصفوف:۲/۱۰۴،إدارة الثقافة الإسلامیة،انیس)

(۴)　رد المحتار ،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،مطلب فیمن سبقت یده إلٰی مباح: ۱/۶۲۰،ظفیر(مطلب فی الغرس فی المسجد،انیس)

الجواب

حامدًا و مصليًا،الجواب بالله التوفيق:

وفی الحديث: خير صفوف الرجال أولها. (مسلم)(۱)

قال ابن الملك: المراد بالخير كثرة الثواب،فإن الصف الأول أعلم بحال الإمام فتكون متابعته أكثر وثوابه أوفر". (مرقاة شرح المشكوة)(۲)

اس روایت سے واضح ہوا کہ پہلی صف کو بنسبت دیگر صفوف کے ثواب زیادہ ملتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(مرغوب الفتاوی:۲/۲۴۱-۲۴۲)

دوسری تیسری صفیں کہاں سے شروع کرنی چاہیے:

سوال: مسجد میں صف اول قائم ہوجانے کے بعد دوسری تیسری صفیں کہاں سے شروع کی جائیں،آیا امام ومؤذن کے قریب سے داہنے یا بائیں کو صفیں قائم کرتے جاویں یا مسجد کے داہنے کونے سے صف شروع کرکے بائیں طرف کو صف پوری کرتے آویں؟

الجواب

حامدًا و مصليًا،الجواب بالله التوفيق:

جس طرح صف اول امام کے پیچھے داہنے وبائیں کھڑے ہوکر پوری کی جاتی ہے،یہی حکم تمام پچھلی صفوف کا ہے،مسجد کے داہنے،یا بائیں کونے سے شروع کرکے دوسری جانب ختم کردینا تصریحات فقہا کے خلاف ہے،امام وموذن کے پیچھے داہنے،بائیں کھڑے ہوکر صفوں کو پورا کرنا مستحب ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی:۲/۲۳۹)

(۱) مشكاة،باب تسوية الصفوف (كتاب الصلاة،الفصل الأول: ۳٤١،رقم الحديث: ١٠٩٢،المكتب الإسلامی)/ (الصحيح لمسلم: ١٨٢/١،باب تسوية الصفوف وإقامتها،إلخ (كتاب الصلاة،رقم الحديث: ٤٤٠،انيس)

عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير صفوف الرجال أولها. (سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة،باب صف النساء وكراهية التأخير عن الصف الأول: ٦٨٨/١،رقم الحديث: ٦٧٨،بيت الأفكار/سنن الترمذی، كتاب الصلاة،باب ماجاء فی فصل الصف الأول: ٢٢٨/١،رقم الحديث: ٢٢٤،بيت الأفكار/سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة،باب صفوف النساء: ١١٤/١،رقم الحديث: ١٠٠١،بيت الأفكار/سنن النسائی، ذكر خير صفوف النساء،وشر صفوف الرجال: ٤٢٨/١،رقم الحديث: ٨١٩،دار المعرفة/مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی هريرة: ٣٢٠/١٢،رقم الحديث: ٧٣٦٢، مؤسسة الرسالة،انيس)

(۲) المرقاة: ٧٠/٣، باب تسوية الصفوف(شرح المصابيح لابن ملك: ١٠٦/٢،إدارة الثقافة الإسلامية،انيس)

(۳) (وقوله ويقف الأكثر من واحد)صادق بالأثنين وكيفيته أن يقف واحد بحذائه والآخر عن يمينه،إلخ. (الطحطاوی مع المراقی،ص: ٢٤٧،باب الإمامة فصل فی بيان الأحق بالامة)

دومنزلہ مسجد میں پہلی منزل جہاں امام ہو، وہاں صف مکمل کریں:

سوال: دومنزلہ مسجدوں میں امام کے سامنے اوپر کو کھلا ہونا (جیسا کہ دیکھا جاتا ہے) ضروری ہے، یا بغیر اس کے بھی بیک جماعت دونوں منزلوں میں نماز جائز ہے؟

الجواب

جب مسجد کی منزل اسفل نمازیوں سے بھر جاوے تو اوپر کی منزل میں کھڑے ہوکر مقتدی جماعت میں شریک ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ امام سے آگے نہ بڑھیں اور امام کے افعال کی اطلاع ہوتی رہے،(۱) امام کے سامنے اوپر کا حصہ کھلا ہونا شرط نہیں، البتہ اس سے اطلاع احوال امام میں سہولت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۲۴؍شعبان ۴۲ھ (امدادالاحکام:۲؍۱۲۴-۱۲۵)

لوگوں کو تکلیف پہونچا کر صف اول میں جانے کا حکم:

سوال: صفوں کو چیرتے ہوئے لوگوں کو پھاندکر، یا کسی کو ہٹا کر صف اول میں جگہ بنانا اور اظہار تفاخر نسب، یا زمین داری کے لیے امتیازی جگہ لینا کیسا ہے؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

تفاخر اور ایذا مسلم حرام ہے، صفوں کو چیرتے ہوئے جانا اور کسی کو ہٹا کر خود صف اول میں ملنا، اس کو ایذا مسلم سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

---

(۱) اس لیے کہ امام کی متابعت اور امام سے آگے نہ رہنا صحت نماز کے لیے ضروری ہے۔

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه. (صحيح البخاري، باب إقامة الصف من تمام الصلاة (ح: ٧٢٢)/صحيح لمسلم، باب ائتمام المأموم بالإمام (ح: ٤١٤)/مسند أبي يعلى الموصلي، الأعرج عن أبي هريرة (ح: ٦٣٢٦) انيس)

(ومنها) أن لا يكون المقتدى عند الإقتداء متقدما على إمامه عندنا. (بدائع الصنائع، فصل في شرائط أركان الصلاة: ١٤٥/١، دار الكتب العلمية بيروت)

وإن كان وقوفه متقدما على الإمام لا يجزئه لانعدام معنى التبعية كما لو كان في جوف المسجد وكذلك لو كان على سطح بجنب المسجد متصل به ليس بينهما طريق فاقتدى صح اقتدائه عندنا، الخ. (بدائع الصنائع، فصل في واجبات الصلاة: ١٤٦/١، دار الكتب العلمية، انيس)

لأن متابعة الإمام واجبة. (حاشية الشلبي على التبيين، فصل في الشروع وبيان إحرامها: ١١٥/١، المطبعة الكبرىٰ الأميرية بولاق القاهرة، انيس)

حدیث میں ہے:

"من ترک الصف الأول مخافة إیذاء المسلم أضعف لہ أجر الصف الأول". (رد المحتار: ۳۸۲/۱)(۱)

یعنی: جو صف اول میں اس ڈر سے شامل نہ ہو کہ مسلمانوں کو تکلیف پہونچے تو اس کو صف اول کا اجر دونا ملے گا۔

ہاں! صف اول میں کثرت ثواب کے خیال سے بلا ایذا پہنچنا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲/۷/۱۳۵۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۹۴/۲-۱۹۵)

اگلی صف میں جگہ قبضہ کرنے اور مصحف کو پشت کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) ایک شخص کے لیے مسجد کی صف اول میں رومال، یا ٹوپی رکھ کر جگہ قبضہ کرنا کیسا ہے؟

(۲) اگلی صف میں نمازی بیٹھے ہیں، زید پیچھے صف میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کی پشت قرآن مجید کی طرف ہوتی ہے، کیا زید کا یہ طریقہ جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالرحمٰن حمید علی پارک اچھرہ، لاہور......۹/۸/۱۹۸۷ء)

الجواب

(۱) یہ ممنوع نہیں ہے، البتہ کسی کو اپنے مقام سے اٹھانا مکروہ ہے۔ (۲)

---

(۱) قال فی المعراج: الأفضل أن یقف فی الصف الآخر إذا خاف إیذاء أحد، قال علیہ الصلاة والسلام: من ترک الصف الأول مخافة أن یؤذی مسلمًا أضعف لہ أجر الصف الأول، وبہ أخذ أبو حنیفة ومحمد، وفی کراھة ترک الصف الأول مع إمکانہ، خلاف. (ردالمحتار: ۳۱۰/۲)(کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی کراھة قیام الإمام فی غیر المحراب، انیس)

ترغیب وترہیب میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے:

"من ترک الصف الأول مخافة أن یؤذی أحدًا أضعف اللہ لہ أجر الصف الأول". (لا یروی ھذا الحدیث عن ابن عباس إلا بھذا الإسناد تفرد بہ: سلام الطویل. (المعجم الوسیط للطبرانی: ۱۷۱/۱، رقم الحدیث: ۵۴۷، دار الحرمین/الترغیب والترھیب، الترغیب فی الصف الأول وماجاء فی تسویة الصفوف والتراس، إلخ: ۲۳۳/۱، رقم الحدیث: ۶۸۳، مکتبة المعارف، ریاض شرح صحیح البخاری لابن بطال، باب إقامة الصف من تمام الصلاة: ۳۴۶/۲، مکتبة الرشد، انیس)

اسی طرح یہ روایت کنز العمال (۲۰۶۴۷) اور مجمع الزوائد للہیثمی (۹۵/۲) میں بھی مذکور ہے۔ (الترغیب والترہیب: ۱۷۴/۱)

"مخافة أن یؤذی مسلمًا" کے الفاظ تذکرة الموضوعات للقیصرانی اورعدی، جلد: ۷، حدیث نمبر: ۲۵۰۷ میں موجود ہے۔ [مجاہد]

(۲) قال العلامة ابن عابدین: (قولہ: ولیس لہ) قال فی القنیة: لہ فی المسجد موضع معین یواظب علیہ ==

(۲)　قرآن مجید اور کتب دینیہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے اور پشت کرنا مکروہ نہیں ہے۔(۱) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۹۴-۲۹۵)

رومال رکھنے سے صف میں جگہ کا حقدار ہوجاتا ہے، یا نہیں:

سوال: یہاں ایک مسجد ہے، جس میں چند صاحب زید، عمر وبکر وغیرہ نے یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ قبل جماعت اپنا اپنا رومال وغیرہ صف اول میں رکھ کر وضو وغیرہ کے لیے چلے جاتے ہیں اور اپنے کو اس فعل سے اس جگہ کا مستحق سمجھتے ہیں، مثلاً: خالد بعد اذان قبل جماعت اپنے مکان، یا حجرہ سے وضو وغیرہ کر کے تیار ہوکر صف اول کے شوق میں حاضر ہوتا ہے تو یہ صاحب ایک گونہ مانع ہوتے ہیں، وہ اگر کسی کا کپڑا وغیرہ دائیں، یا بائیں کھسکا کر سنن پڑھتا ہے تو اس کو غیر مستحق اور تعدی کرنے والا کہتے ہیں تو آیا زید وعمر وغیرہ اس فعل مذکور سے مستحق اس صف اول کے ہیں، یا خالد، جو تیار ہوکر صف اول کے لیے حاضر ہوا ہے؟

الجواب

"**ردالمحتار، باب الوتر والنوافل**" میں ہے:

قال في القنية: له في المسجد موضع معين يواظب عليه، وقد شغله غيره، قال الأوزاعي: له أن يزعجه، وليس له ذلك عندنا، آه، أي لأن المسجد ليس ملكاً لأحدٍ، بحر عن النهاية، قلت: وينبغي تقييده بما إذا لم يقم عنه علىٰ نية العود بلامهلة، كما لوقام للوضوء مثلاً ولاسيما إذا وضع فيه ثوبه لتحقق سبق يده، إلخ. (۲)

== وقد شغله غيره، قال الأوزاعي: له أن يزعجه وليس له ذلك عندنا، آه، أي؛ لأن المسجد ليس ملكاً لأحد، بحر عن النهاية، قلت: وينبغي تقييده بما إذا لم يقم عنه علىٰ نية العود بلا مهلة، كما لوقام للوضوء مثلاً ولا سيما إذا وضع فيه ثوبه لتحقق سبق يده، تأمل. (ردالمحتار على هامش الدرالمختار: ۱/۴۹۰، قبيل باب الوتر والنوافل) (كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد انيس)

(۱)　وفي الهندية: مد الرجلين إلىٰ جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لايكره وكذا لوكان المصحف معلقاً في الوتد وهوقد مد الرجل إلىٰ ذلك الجانب لايكره، كذا في الغرائب: (الفتاوىٰ الهندية، ص: ۵/۳۲۲، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة و المصحف، إلخ.)

وفي الخلاصة: مد الرجلين إلى جانب المصحف إذا لم يكن بحذائه لا يكره وكذا لو كان المصحف معلقا بالوتد وهو مد الرجلين إلى جانب المصحف لا يكره. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الحيض والنفاس والمستحاضة: ۱۴۸، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲)　رد المحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب فيمن سبقت يده إلىٰ مباح: ۱/۶۲۰، ظفير) (مطلب في الغرس في المسجد) / البحر الرائق، كتاب الكراهية: ۲/۲۶، دارالكتاب الإسلامي بيروت، انيس) ==

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے آنے والا جو رومال رکھ کر وضو کے لیے گیا، واپس آنے کی نیت سے اس کا قبضہ چونکہ پہلے ہو گیا تو دوسرا شخص بعد میں آنے والا اس کی جگہ نہ لے وے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۳۹-۳۴۰)

☆ ☆ ☆

== ویکره تخصيص مكان فی المسجد لنفسه لأنه يخل بالخشوع. (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۵/ ۲۷۰، دار الكتاب الإسلامی بيروت، انیس)

(۱) البتہ یہ حکم لازمی نہیں ہے؛ بلکہ اخلاقی تقاضہ ہے کہ وہ اس جگہ پر نہ بیٹھے، دوسری جگہ بیٹھ جائے؛ لیکن اگر بیٹھ گیا تو بہتر یہ ہے کہ وہ شخص آجائے تو اس جگہ سے اٹھ جائے، اگر نہ اٹھے تو اس کی وجہ سے جھگڑا کرنا درست نہیں ہے۔

نوٹ: بعض مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ کچھ مصلی جو نماز کے پابند ہوتے ہیں، مسجد میں اپنے لیے جگہ مخصوص کر لیتے ہیں، اپنی متعینہ جگہ میں ہی وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں، اگر کوئی دوسرا شخص اس جگہ آکر بیٹھ جاتا ہے تو اسے اس جگہ سے اٹھا دیتے ہیں؛ حالاں کہ اس طرح مسجد میں اپنے لیے جگہ مخصوص کر لینا اور دوسرے کو اس جگہ بیٹھنے پر بیٹھنے سے اسے اٹھا دینا درست نہیں، چوں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، جس میں تمام مسلمانوں کا برابر حق ہے؛ بلکہ مسجد کے بانی، یا متولی کے لیے بھی اجازت نہیں کہ وہ مسجد میں کسی کے آنے سے روک دے؛ چوں کہ اس طرح کا یہ عمل کسی کو مسجد میں آنے سے روک دینے کے مشابہ ہے اور کسی کو مسجد میں آنے سے روک دینے والے کو اللہ عزوجل سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ (سورة البقرة: ۱۱۴) (اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو مسجد میں ذکر الٰہی سے منع کرے۔)

امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

امام کہاں کھڑے ہوں:

سوال: ایک مسجد ہے، جس کے بائیں سمت امام صاحب کا حجرہ ہے، مسجد تنگ پڑنے کی وجہ سے حجرہ کو توڑ کر مسجد میں شامل کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے محراب کے بائیں حصہ میں زیادہ نمازی آتے ہیں، اگر محراب کو کچھ بائیں کریں تو نہیں کر سکتے ہیں؛ اس لیے کہ غیروں کی زمین ہے، ایسی صورت میں کیا نماز ادا ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

سنت یہ ہے کہ امام مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہوں؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

"وسطوا الإمام وسدوا الخلل". (۱)

(یعنی: امام کو بیچ میں رکھو اور صفوں کے خلل کو پُر کرو۔)

اسی لیے فقہا نے لکھا ہے کہ امام محراب میں کھڑے ہوں؛ تاکہ دونوں طرف برابر ہوں۔

"السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان". (۲)

اگر کسی ایک جانب مقتدی زیادہ ہوں، دوسری طرف کم ہوں تو یہ مکروہ ہے۔

"ولو قام في أحد جانبي الصف يكره". (۳)

اور فتاویٰ ہندیہ میں مذکور ہے:

"وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أو في ميسرته فقد أساء لمخالفة السنة، هٰكذا في التبيين". (۴)

یہ تو مسئلہ کی اصل نوعیت ہوئی، آپ نے سوال میں جو شکل بیان کی ہے، وہ مجبوری کی چیز ہے، لہٰذا جب تک یہ

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب مقام الإمام من الصف، رقم الحديث: ٦٧٧.

(۲) رد المحتار: ٣١٠/٢ (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟ انيس)

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟ ٣١٠/٢، دار الكتب العلمية، انيس

(۴) الفتاوىٰ الهندية: ٨٩/١ (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، انيس)

مجبوری رہے گی، اس وقت تک کراہت نہیں ہوگی، نماز اس صورت میں مجبوراً ادا کی جاسکتی ہے؛ تاہم مجبوری کی شکل ختم کرنے کی کوشش جاری رہنی چاہیے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۲۲۱-۲۲۲)

امام کا وسط میں کھڑا ہونا مسنون ہے:

سوال: ایک مسجد قدیم جو کہ شاہی کے نام سے مشہور ہے اور شاہی زمانہ کی تعمیر شدہ ہے، مسجد مذکور کے اندرونی قطعہ کی جانب ایک اراضی تھی، جو درحقیقت شامل مسجد نہ تھی، اس اراضی میں شہر کے بعض صاحبان نے ایک تعمیر مسجد قدیم میں شامل کردینے کی غرض سے تیاری کردی اور اس جدید قطعہ میں آمد و برآمد کے واسطے در صحن مسجد قدیم میں کھول دیا، اس کے بعد جن حضرات نے اس اراضی میں جدید تعمیر بنائی تھی، ان کی یہ درخواست ہوئی کہ اندرونی حصہ مسجد قدیم اور قطعہ جدید کے پاس جو دیوار حائل ہے، اس کو علاحدہ کردیا جاوے؛ تاکہ اندرونی مسجد کی صف اس قطعہ جدید شامل ہوجانے سے بڑی ہوجایا کرے، اس کے بارے میں بالخصوص بہت سے مسجد کے نمازی اور بالعموم ساکنان اس امر پر راضی ہوئے کہ مابین قطعہ جدید اور مسجد قدیم کے جو دیوار حائل ہے، اس کو بھی علیحدہ کردیا جاوے، بایں وجہ کہ جب مابین کی دیوار کو علیحدہ کردیا جاوے گا تو بالضرور صف بڑھ جانے کی صورت میں جب کہ امام اصلی محراب مسجد میں کھڑا ہوگا تو ایک جانب کی صف؛ یعنی قطعہ جدید کی طرف صف بہ نسبت جانب مقابل کے بہت زیادہ ہوجایا کرے گی اور صف کا دونوں جانب سے برابر ہونا چوں کہ سنت مؤکدہ ہے، جو قریب قریب واجب کے ہے، اس لئے کم وبیش ہونا صف کا ضرور خلاف سنت ہوگا اور جب کہ نمازیوں کا یہ عمل؛ یعنی صف کا کم وبیش کرنا ہر نماز میں لازم آئے گا؛ اس لیے اس صورت سے بچنے کے لیے بیشتر حضرات شہر مذکورہ دیوار؛ یعنی حد فاصل جو قطعہ جدید اور مسجد کے مابین ہے، علاحدہ کرنے سے مانع ہیں اور اگر حد فاصل علاحدہ کرنے کے بعد یہ اختیار کیا جاوے کہ امام اپنی جگہ سے؛ یعنی محراب سے ہٹ کر جانب شمال ایسی جگہ کھڑا ہوا کرے کہ توسط معہود برقرار رہے تو فی الحقیقت وسط ایسی جگہ آتا ہے کہ وہاں امام کے کھڑے ہونے میں مسجد کی ایک صف پوری کم ہوجاتی ہے؛ یعنی قدیم مسجد میں امام کے محراب میں کھڑے ہونے سے پوری دو صفیں نمازیوں کی ہوجاتی ہیں اور اگر محراب کو چھوڑ کر جانب شمال ایسی جگہ کھڑا ہونا اختیار کرے کہ مسجد قدیم اور قطعہ جدید کی دو صف دونوں جانب سے برابر رہے تو یہ معذوری لازم آتی ہے کہ بجائے دو صف کے اندرون مسجد کی صرف ایک ہی صف باقی رہتی ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ قطعہ جدید کے اضافہ سے اول صف میں نمازی زیادہ ہوجاویں گے تو دو صف کی بجائے ایک صف رہ جانے سے کم بھی ضرور ہوجائیں گے، لہٰذا قطعہ جدید کے شامل ہوجانے سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن حضرات نے متصل مسجد قدیم یہ قطعہ

جدید تیار کر دیا ہے اور چاہتے ہیں کہ جو دیوار مابین قطعہ جدید و مسجد قدیم کے حائل ہے اس کو علاحدہ کر دیا جاوے تو ان کی درخواست کے موافق دیوار مذکور کا علاحدہ کر دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے اور دیوار مذکورہ کا علاحدہ کر دینا بوجوہات مذکور بالا شرعاً مناسب ہے، یا نہیں؟

(۲) قطعہ جدیدہ مذکورہ سوال جو کہ بالکل متصل بمسجد قدیم ہے، صرف ایک دیوار مابین قطعہ جدید و مسجد قدیم کے حائل ہے، اس دیوار کو محض اس وجہ سے نہیں علیٰحدہ کیا گیا ہے کہ حد فاصل درمیان سے علاحدہ کر دینے کے بعد نمازی اس قطعہ میں غالباً صف قائم کیا کریں گے اور صف قائم کرنے کی صورت میں ضرور ایک جانب کی صف زیادہ ہو جایا کرے گی، اس مصلحت سے مذکورہ حد فاصل کو علاحدہ نہیں کیا گیا ہے؛ لیکن قطعہ جدید میں آمد برآمد کے لیے ایک در صحن مسجد قدیم میں ضرور کھلا ہوا ہے، اگر صف بندی کے وقت نمازی دونوں جگہ؛ یعنی مسجد قدیم اور قطعہ جدید میں کھڑے ہو جایا کریں اور ایک طرف صف زائد ہو جانے کا کچھ خیال نہ کریں، بشرطیکہ اشتباہ حالات امام قطعہ جدید کے نمازیوں پر نہ رہے، بایں طور کہ مبلغ کی آواز سے حالت انتقالات امام ان کو بخوبی معلوم ہوتی رہے تو اس صورت میں قطعہ جدید کے نمازیوں کی نماز صحیح و درست ہو جاوے گی، یا نہیں؟ یا یہ کہ جب مسجد قدیم نمازیوں سے بھر جاوے اور ایسی صورت میں قطعہ جدید میں بھی نمازی کھڑے ہو جاویں اور جو در کہ قطعہ جدید میں کھلا ہوا ہے، اس کے واسطے سے اتصال صفوف بالکل ہو جاوے تو اس صورت میں قطعہ جدید کے نمازیوں کی نماز بلا کراہت ہو جاوے گی، یا نہیں؟

الجواب

(۱) لو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوي وامتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوي القوم من جانبيه، والأصح ماروي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أنه قال: أكره أن يقوم بين الساريتين أوفي زاوية أو في ناحية المسجد أو إلىٰ سارية ؛لأنه خلاف عمل الأمة، إلخ. (۱)

عبارت مذکورہ تقریباً صورت زیر بحث کی پوری مثال ہے اور اس میں علامہ شامی کی عبارت مضطرب واقع ہوئی ہے، مذکور الصدر عبارت سے اس کی ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ امام وسط مسجد کو نہ چھوڑے؛ تاکہ زاویہ مسجد میں کھڑا ہونا لازم نہ آئے، اگرچہ جماعت اس صورت میں دونوں جانب برابر نہ ہوگی تو گویا دو کراہتوں میں سے زاویہ مسجد میں کھڑے ہونے کی کراہت کو اشد سمجھ کر وسط صف میں نہ کھڑے ہونے کی کراہت کو برداشت کر لیا؛ لیکن اس کے بعد بعنوان تنبیہ فرمایا ہے:

يفهم من قوله: أو إلىٰ سارية، كراهة قيام الإمام في غير المحراب (إلىٰ قوله) والظاهر أن هٰذا في الإمام الراتب لجماعة كثيرة لئلايلزم عدم قيامه في الوسط، فلو لم يلزم ذٰلك لايكره تأمل. (۲)

(۱) ردالمحتار مصري: ۲/ ٤٢٠، كتاب الصلاة، باب الإمامة (مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها، انيس)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها: ۲/ ۳۱۰، انيس

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زاویہ مسجد میں کھڑا ہونا فی نفسہ مکروہ نہیں؛ بلکہ اس کی کراہت بھی دراصل اسی وجہ سے ہے کہ وسط صف فوت ہو جائے اور اگر وسط وصف فوت نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں؛ لیکن جو علت کراہت امام صاحبؒ کے قول کی عبارت سابقہ میں بعنوان خلاف عمل الامۃ مذکور ہے، یہ علت عام ہے، جس سے مطلقاً کراہت کا ثبوت ہوتا ہے۔

الغرض شامی کے کلام سے مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوتا اور اس میں شبہ نہیں کہ جب اس حصہ ملحقہ کو مسجد میں شامل کر دیا گیا تو **إحدی الکراھتین** ضرور لازم ہوگی، یا ترک وسط صف اور قیام امام فی زاویۃ المسجد۔

اس لیے صورت مسئولہ میں مناسب یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ زائدہ کو مسجد کے ساتھ بالکلیہ تو الحاق نہ کیا جائے کہ اندرونی حصہ مسجد کا مکان واحد بن جاوے؛ لیکن ایک دروازہ اندرونی حصہ میں بھی کھول دیا جائے اور جب جماعت کھڑی ہو تو اول اسی اندرونی حصہ میں پر کیا جائے؛ تاکہ امام اپنی جگہ محراب میں کھڑا ہو تو وسط صف کے خلاف نہ ہو اور نہ دوسری کراہت قیام امام فی زاویۃ المسجد لازم آئے، اس طرح جب اندرونی حصہ پُر ہو جائے تو پھر اس حصہ ملحقہ میں کھڑے ہوں، اس صورت میں اول تو اس حصہ کی صفیں جداگانہ ہوں گی، ان کی وجہ سے امام کا وسط صف سے علیٰحدہ ہونا لازم نہ آئے گا اور اگر بالفرض ان کی صف واحد بھی سمجھا جاوے، جب بھی نماز میں کراہت نہ آئے گی؛ کیوں کہ اس صورت میں بھی ایک جانب صف کا بڑھ جانا بضرورت عدم گنجائش ہوگا اور عدم گنجائش کی صورت میں بتصریحات فقہاء اس قسم کی کراہتیں معاف ہو جاتی ہیں۔ **کما فی شرح المنیۃ:**

وذکر عن شمس الأئمۃ الحلوانی: أن الصلاۃ علی الرفوف فی الجامع من غیر ضرورۃ مکروہ وعند الضرورۃ بأن امتلأ المسجد لابأس بہ وھٰکذا یحکی عن الفقیہ أبی اللیث فی الطاق: أنہ إذا ضاق المسجد عن القوم لایکرہ إنفراد الإمام فی الطاق، وکذا ذکرہ فی الکفایۃ عن جامع المحبوبی، انتھٰی. (۱)

الغرض اس طریق پر اول تو دونوں کراہتوں میں سے کوئی کراہت لازم نہیں آتی اور اگر بالفرض ترک وسط لازم بھی آیا تو وہ ابتداءً نہیں اور بقاءً بھی بوجہ عدم گنجائش کے ہے؛ اس لیے مکروہ نہ رہا، جیسے اکثر جوامع میں اور بالخصوص رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں عموماً ہجوم کی وجہ سے اطراف مسجد میں جس طرف جگہ دیکھی جاتی ہے، صفیں بڑھا دی جاتی ہیں، اسی طرح عیدگاہوں میں بھی اور کسی عالم سے منقول نہیں کہ اس پر نکیر کی ہو اور شاید شامی کی دونوں عبارتوں میں تطبیق و توفیق بھی اسی طرح نکل سکے کہ بوقت ضرورت مسجد شتوی کے پُر ہو جانے کا جب مسجد صیفی میں لوگ کھڑے ہوں اور ایک جانب صف اس ضرورت سے بڑھ جاوے تو ان کی پرواہ نہ کی جائے، کمافی عبارۃ الاول اور بغیر اس صورت کے وسط کو چھوڑا جائے تو یہ مکروہ ہے، **کمافی العبارۃ الشامیۃ.**

(۱) غنیۃ المستملی فی فصل ما یکرہ فعلہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ، ص: ۳۶۱، انیس

خلاصہ یہ کہ اس حصہ زائد کے درمیان سے بالکل دیوار کو علاحدہ تو نہ کیا جائے؛ لیکن دروازہ کھول دیا جائے اور جب تک اصلی حصہ مسجد پر نہ ہو، اس وقت تک اس حصہ زائدہ میں کھڑے نہ ہوں، اس طرح یہ حصہ ملحق ہو کر بھی کوئی کراہت لازم نہ آئے گی۔

(۲)　اگر انتقالات امام مشتبہ نہ ہوں اور اتصال صفوف بیرونی دروازہ کے ذریعہ ہو جائے تو بغیر الحاق بالمسجد کے بھی اس قطعہ جدید میں نماز بلا کراہت درست ہو جاوے گی۔ **كما في الشامية:**

(والحائل لالمنع)الإقتداء(إن لم يشتبه حال إمامه،إلخ.)(۱)**والله أعلم**(امداد المفتین:۲/۲۸۳-۲۸۶)

امام کا کنارے کھڑا ہونا:

سوال:　ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جس میں جگہ کی قلت ہے، اگر درمیان سے محراب کو کنارہ کر دیا جائے تو جگہ میں آسانی پیدا ہو جائے گی اور صفیں زیادہ ہو جائیں گی تو کیا محراب کو کنارہ کر کے امام اس جگہ سے؛ یعنی کنارے سے نماز پڑھائے تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

صورت مسئولہ میں امام کا درمیانی صف کے سامنے کھڑا ہونا سنت ہے،(۲) وسط صف کے دائیں، یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا خلاف سنت ہے، مذکور صورت میں محراب وسط صف میں ہونا چاہئے؛ تا کہ سنت طریقہ پر ہو؛ لیکن اگر کنارے سے نماز پڑھائے اور فرق کم ہو تو درست ہے۔(۳)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۲۲۲)

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا:

(الجمعیۃ، مورخہ ۹/جون ۱۹۳۶ء)

سوال:　اگر امام مقتدیوں سے چار، یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

---

(۱)　الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الصلاة،باب الإمامة:۲/۳۳۳،انیس

(۲)　وسطوا الإمام وسدوا الخلل.(سنن أبي داؤد،كتاب الصلوة،باب مقام الإمام من الصف،رقم الحديث:٦٧٧)
السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف.(رد المحتار:۲/۳۱۰)(كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب،انیس)

(۳)　وفي مبسوط البكر:السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان،ولو قام في أحد جانبي الصف يكره.(رد المحتار:۲/۳۱۰)(كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟انیس)

الجواب

اگر امام دو چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔(کفایت المفتی:۱۳۳/۳)

امام کا کتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے:

سوال: امام کا اونچی جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، خواہ کتنی ہی اونچی ہو، اس کی دلیل البحر الرائق (۲۶/۲) میں ہے اور محراب میں بھی امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، وقت فرصت جواب مرحمت ہو؟

الجواب

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ امام کا مطلقاً کسی قدر اونچا کھڑا ہونا مکروہ نہیں، مثلاً دو انگل، یا چار انگل اونچا ہو، یہ جائز ہے۔ البحر الرائق کی عبارت سے میرے اس قول کی تائید ہوتی ہے، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

(قوله: وانفراد الإمام على الدكان وعكسه) أماالأول فلحديث الحاكم مرفوعًا: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يقوم الإما م فوق ويبقى الناس خلفه، وعللوه بأنه تشبه بأهل الكتاب فإنهم يتخذون لإمامهم دكانا، أطلقه فشمل ما إذا كان الدكان قدر قامة الرجل أو دون ذلک وهوظاهر الرواية، وصححه فى البدائع لاطلاق النهى وقيده الطحاوى بقدر القامة ونفى الكراهة فيما دونه، آه. (۲)

غالبًا **(فشمل ما إذا كان الدكان قدر قامة الرجل أودون ذلک)** سے آپ کو یہ شبہ ہوا کہ ذرا سی بلندی بھی مکروہ ہے، حالانکہ صاحب بحر کا یہ مقصود نہیں ہے؛ بلکہ ان کا مقصود طحاوی کے قول کو رد کرنا ہے کہ انہوں نے قد آدم بلندی کو مکروہ کہا ہے، اس سے کم کو مکروہ نہیں کہا، یہ تقیید صحیح نہیں؛ کیوں کہ اطلاق حدیث قد آدم اور اس سے کم دونوں کی کراہت کو مقتضی ہے، رہا یہ کہ قد آدم سے کم جس قدر بھی ہو، سب مکروہ ہے، حتی کہ ایک دو انگل بلندی بھی، یہ اس عبارت سے مفہوم نہیں ہوتا؛ بلکہ آگے چل کر خود البحر الرائق میں تصریح ہے کہ تھوڑی سی بلندی مکروہ نہیں ہے۔

---

(۱) قال فى التنوير وشرحه: "وكره (انفراد الإمام على الدكان) للنهى، بقدر الارتفاع بذراع، ولابأس بمادونه، وقيل ما يقع به الامتيازوهو الأوجه. (باب ما يفسدالصلاة وما يكره فيها: ٦٤٦/١، ط: سعيد)

(۲) كتاب الصلاب، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ٤٦/٢، دار الكتب العلمية، انيس

عن أبى مسعود الأنصارى، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن يقوم الإمام فوق شئ والناس خلفه يعنى أسفل منه. (سنن الدارقطنى، كتاب الصلاة، باب نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن يقوم الإمام فوق شيئ والناس خلفه: ٤٦٣/٢، رقم الحديث: ١٨٨٢، مؤسسة الرسالة/المستدرک للحاكم، رقم الحديث: ٧٦١، انيس)

وقال قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر: إنه مقدر بذراع اعتبارا بالسترة وعلیه الاعتماد، وفی غایة البیان وهو الصحیح وفی فتح القدیر وهو المختار. (۱)

اس میں تصریح ہے کہ صحیح اور معتمد قول یہ ہے کہ ایک ذراع بلندی مکروہ ہے، اس پر اعتماد ہے، اس سے کم مکروہ نہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

ولکن قال (أی صاحب الفتح): الأوجه الإطلاق وهو ما یقع به الامتیاز؛ لأن الموجب وهو شبه الإزدراء یتحقق فیه غیر مقتصر علیٰ قدر الذراع، آه. (۲)

یعنی صاحب فتح نے کہا ہے کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ذراع کی قید نہ لگائی جائے؛ بلکہ اطلاق پر رکھا جائے کہ جتنی بلندی سے امتیاز حاصل ہو، وہ مکروہ ہے، سواولا یہ صاحب فتح کی رائے ہے، روایت نہیں ہے، دوسرے ان کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ذرا سی بلندی بھی مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ اگر ذراع کی قید نہیں لگاتے تو یہ قید ضرور بڑھاتے ہیں کہ جتنی بلندی سے امام کو امتیاز ہو جائے، وہ مکروہ ہے، اس سے کم مکروہ نہیں اور ظاہر ہے کہ ایک دو انگل بلندی سے امام کو امتیاز حاصل نہیں ہوتا، دوسرے اگر ذرا سی بلندی بھی مکروہ ہو جاوے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ مسجدوں کا فرش آلات سے جانچ کر لگانا ضروری ہو؛ کیوں کہ جب بدون آلات سے دیکھے کیف ما اتفق فرش لگایا جاوے گا تو ایک دو انگل کسی جگہ سے اونچا نیچا ہو جانا ضرور ممکن ہے، حالاں کہ زمانہ قدیم میں اس طرح آلات سے فرش کی برابری نہیں دیکھی جاتی تھی، اور نہ حدیث کا یہ مفہوم ہے، حدیث کا مطلب تشبہ اہل کتاب سے روکنا ہے اور وہ لوگ امام کے لیے خاص طور پر اونچی جگہ ممتاز بناتے تھے، ایک دو انگل بلندی سے ان کا تشبہ لازم نہیں آتا، رہا محراب میں کھڑا ہونا وہ اس وقت مکروہ ہے، جب کہ امام پورا محراب میں ہو اور اگر قدم باہر ہوں اور سجدہ محراب میں ہو، یہ جائز ہے۔

قال الشرنبلالی فی نور الایضاح: ویکره قیام الإمام بجملة فی المحراب لا قیامه خارجه وسجوده فیه. (ص: ۲۱۱) **واللّٰہ أعلم**

قال الشامی: وفی التاترخانیة: ویکره أن یقوم فی غیر المحراب إلا لضرورة، آه، ومقتضاه أن الإمام لو ترک المحراب وقام فی غیره یکره ولو کان قیامه وسط الصف؛ لأنه خلاف عمل الأمة وهو ظاهر فی الإمام الراتب دون غیره والمنفرد، آه، واللّٰہ أعلم (۳)

۲ جمادی الثانیہ ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام: ۲/۱۱۴-۱۱۶)

(۲-۱) البحر الرائق، کتاب الصلاب، باب مایفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۲/٦٤، دار الکتب العلمیة، انیس

(۳) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة و ما یکره فیها، مطلب: إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولٰی: ۲/٤١٤، دار الکتب العلمیة، انیس

صفوں میں کجی ہوتو امام کا مصلی کہاں ہو:

مسجد کے صحن میں کجی اکثر آجاتی ہے، بائیں طرف بڑھ جاتا ہے، اس صورت میں صحن میں جماعت ہوتو مصلیٰ محراب کے سامنے بچھایا جائے، یا کہ جہاں جماعت کا بیچ ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مسجد کے صحن میں کجی آجانے کے سبب سے باہر جماعت کرنے کے وقت مسجد کا اندرونی محراب وسط صف میں نہیں آتا ہے تو امام صحن میں اسی جگہ کھڑا ہو جہاں پہلی باہری صف کا وسط واقع ہو۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۱/۸/۴/۱۴۰۴ھ۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۳۰۵)

صحن میں جماعت کرانے کی صورت میں امام کہاں کھڑا ہو، جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ!

(۱) نماز فرض باجماعت اول ادا کرنے کے لیے امام ومقتدی صحن مسجد میں کھڑے ہوں تو امام کو محراب مسجد کے سامنے کھڑا ہونا ضروری ہے؟

(۲) نماز فرض باجماعت ادا کرنے کے لیے امام کو محراب مسجد کے دائیں، یا بائیں طرف ہٹ کر کھڑا ہونا ضروری ہے، سنت رسول کی روشنی میں جواب طلب تحریر کرکے مہر لگا کر مشکور ہونے کا موقع دیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

(۱) امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں، طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو، دونوں طرف برابر مقتدی ہوں، پھر جو بعد میں آکر شریک ہوں، ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتیٰ الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں، اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو، تب بھی محاذی محراب کے کھڑا ہو، البتہ اگر کہیں مسجد کا صحن کسی طرف بڑھایا گیا ہو تو صحن کے وسط کا خیال کرلیا جائے اور امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے۔

شامی:۱/۳۲۰ میں ہے:

---

(۱) وينبغي للإمام أن يقف بازاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أوفي ميسرته فقد أساء لمخالفة السنة.(الفتاویٰ الهندية: ۸۹/۱،مکتبه رشيديه، پاکستان)(الباب الخامس في الإمامة،الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم،انيس)

”السنة أن يقوم فی المحراب ليعتدل الطرفإن،ولو قام فی أحد جانبی الصف يكره،ولو كان المسجد الصيفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجد يقوم الإمام فی جانب الحائط ليستوی القوم من جانبيه،و الأصح ماروی عن أبی حنيفة:أنه قال أكره أن يقوم بين الساريتين أوفی زاوية أوفی ناحية المسجد أوإلٰی ساريةٍ ؛لأنه خلاف عمل الأمة.(۱)

(۲)　مسجد محلّہ میں؛یعنی جس مسجد کا امام مؤذن مقرر ہو،جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔

”قال المحقق الشامی:ولنا أنه عليه الصلاة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلٰی المسجد وقد صلٰی أهل المسجد فرجع إلٰی منزله فجمع أهله وصلٰی،ولو جاز ذلک لما اختار الصلاة فی بيته علٰی الجماعة فی المسجد.(۱/۴۰۹)(۲)

زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی ”القطوف الدانية من كراهية الجماعة الثانية“ میں دیکھ لی جاوے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ،۱۶/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ۔(فتاویٰ مفتی محمود:۲/ ۲۵۱-۲۵۲)

---

(۱)　كتاب الصلاة،باب الإمامة،هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها ؟انيس

(۲)　كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد،انيس

المسجد إذا كان له إمام معلوم وجماعة معلومة فی محلة فصلٰی أهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه أذان ثان أما إذا صلوا بغير أذان يباح إجماعًا،إلخ.(الفتاوٰی الهندية،الفصل الأول فی الجماعة: ۱/ ۸۳،الباب الخامس فی الإمامة،ط: ماجدية كوئٹه،انيس)

عن أبی بكرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم أقبل من نواحی المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا، فمال إلٰی منزله فجمع أهله فصلٰی بهم.(رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط ورجاله ثقات-بغية الرائد فی تحقيق مجمع الزوائد،كتاب الصلاة، باب فيمن جاء إلی المسجد فوجد الناس قد صلوا: ۲/ ۱۷۳،رقم الحديث: ۲۱۷۷، دارالفكر بيروت،انيس)

عن خالد الحذاء،عن أبيه،أن رسول الله صلی الله عليه وسلم أقبل من نواحی المدينة يريد الصلاة،فوجد الناس قد صلوا،فمال إلٰی منزله،فجمع أهله،فصلٰی بهم.(المعجم الأوسط للطبرانی،من إسمه عبدان،حديث نمبر: ۴۶۰۱، ج۵/ ۳۵،دارالحرمين،انيس)

وعن إبراهيم النخعی قال:قال عمر رضی الله عنه: لايصلی بعد صلاة مثلها.(مصنف ابن أبی شيبة،من كره أن يصلی بعد الصلاة مثلها (ح: ۵۹۹۷)انيس)

وعن خرشة بن الحر أن عمر رضی الله عنه كان يكره أن يصلی بعد صلاة الجمعة مثلها.(شرح معانی الآثار،باب التطوع بعد الجمعة كيف هو (ح: ۱۹۸۱)انيس)

(۲)　فتاویٰ علماء ہند: ۱۰/ ۵۰۱-۵۲۸،ملاحظہ فرمائیں،انیس

گرمی کی وجہ سے دوسری صف میں امام کھڑا ہو:

سوال: گرمی کے زمانہ میں مسجد کے اندر محراب کو چھوڑ کر پچھلی صف میں امام کا کھڑا ہو کر نماز پڑھانا کیسا ہے؟

هو المصوب

گرمی کی وجہ سے اگر ایسا کیا ہے تو جائز ہے۔(۱)

تحریر: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۲۴۲)

☆ ☆ ☆

(۱) مسجد کے کسی بھی حصہ میں ضرورتاً جماعت ہو سکتی ہے، اس میں سردی یا گرمی کی کوئی تخصیص نہیں ہے، سنت یہ ہے کہ امام بیچ صف میں کھڑے ہوں اور بلاضرورت محراب کو نہ چھوڑیں۔

السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف ألا ترىٰ أن المحاريب ما نصبت إلاوسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام.(رد المحتار: ۲/ ۲۱۰)(كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ،انيس)

محراب کی تعیین

محراب کس کو کہتے ہیں اور اس کا حکم:

سوال: محراب کا اطلاق از روئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے، جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے، یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں، اس کو بھی محراب کہا جا سکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے؟ نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہت صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں، صحیح ہے، یا غلط؟

جواب شافی ومدلل تحریر فرمائیں؟ لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

(المستفتی: حافظ محمد شفیع اللہ، کوچہ میر ہاشم دہلی)

الجواب

محراب اصل تو وہی ہے، جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے؛ لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں، بعض فقہا نے عائد کیا ہے؛ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں کے باہر کھڑا ہو؛ تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے؛ لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے؛ کیوں کہ زیادہ سے زیادہ ادلیٰ اور خلاف اولیٰ کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے۔(۱) فقط

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۷۸/۳)

(۱) أو یکره قیام الإمام وحده فی الطاق وهو المحراب ولایکون سجوده فیه إذا کان قائماخارج المحراب، هٰکذا فی التبیین وإذا ضاق المسجد خلف الإمام فلا بأس بأن یقوم فی الطاق.(الفتاویٰ الهندیة.الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لایکره:۱۰۸/۱،ط:ماجدیة)

(و) کره...تنزیهاً...(قیام الإمام فی المحراب،لاسجوده فیه)وقدماه خارجة؛لأن العبرة للقدم (مطلقًا) وإن لم یتشبه حال الإمام إن علل بالتشبه وإن بالإشتباه ولا اشتباه فلا اشتباه فی نفی الکراهة.(الدرالمختار)

وفی الشامی قلت:أی المحراب إنما بنی علامة لمحل قیام الإمام لیکون قیامه وسط الصف،کما هو السنة، لا؛لأن یقوم فی داخله،فهو وإن کان من بقاع المسجد؛لکن أشبه مکانًا آخر فأورث الکراهة...هٰذا وفی حاشیة البحر للرملی:الذی یظهر من کلامهم إنها کراهة تنزیه تأمل، آه.(ردالمحتار: ۶۴۵/۱_۶۴۶)(کتاب الصلاة، ومایکره فیها،مطلب:إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولیٰ،انیس)

محراب کی تعیین اور مسجد کا حکم:

سوال: محراب سے مراد کیا ہے؟ کیا مسجد کی ہر در میں جو محراب کٹار ہتا ہے، جس میں لوگ آتے جاتے ہیں، محراب کی تعریف میں آتا ہے؟ یا صرف پچھمی دیوار کے درمیان منبر کے قریب جو محراب بنی رہتی ہے، صرف وہی محراب ہے، وضاحت فرمائیں اور یہ بھی واضح کریں کہ منبر کے قریب کی محراب کے علاوہ مسجد کی دوسری در میں اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہو، اس کے صحن میں مقتدی کھڑے ہوں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں ہے۔

(خادم مشتاق احمد (محمد پور صدر اعظم گڑھ)

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قبلہ کی دیوار میں بالکل بیچوں بیچ میں جو محراب نما بنایا جاتا ہے، وہ مراد ہے؛ تاکہ امام کے دونوں طرف صفوں کی مقدار برابر رہے۔ پس اس محراب کو چھوڑ کر اور جگہ، یا کسی اور در میں کھڑے ہونے سے اگر امام کے دونوں جانب کی صفیں برابر نہ رہیں، کم وبیش ہو جائیں تو کراہت تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا۔(۱)

اسی طرح اگر کسی در (محراب نما) کے اندر امام کھڑا ہوا اور سب مقتدی باہر، یا صحن میں کھڑے ہوں تو اگر چہ تعادل طرفین حاصل ہو؛ مگر اساءت ہوگی اور کراہت کو منجر ہوگی، ورنہ کوئی حرج نہ ہوگا۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند سہارنپور، ۳/۵/ ۱۴۰۱ھ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۳۰۸-۳۰۹)

محراب میں امام کے کھڑے ہونے کا معنیٰ:

سوال: محراب مسجد کے علاوہ صحن مسجد میں محاذی محراب کھڑا ہو کر امام راتب کو جماعت کرانا جائز بلا کراہت ہے، یا نہیں؟ اور فقہاء کرام جو قیام غیر محراب کو مکروہ لکھتے ہیں، اس کے کیا معنی ہیں؟ اور گرمی تبدل جماعت کے لئے عذر شرعی ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمیوں کے ایام میں صحن مسجد میں جماعت کرانا ثابت

(۱) "السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان، و لوقام في أحد جانبي الصف يكره". (ردالمحتار على الدر المختار: ۲/ ۳۱۰-۴۱۴) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟ انيس)

(۲) وقيام الإمام في المحراب، لاسجوده فيه. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/ ۴۱۴) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، انيس)

" أي كره" اس مسئلہ میں فتح القدیر میں ہے: ويكره أن يقوم في الطاق أي المحراب لأنه يشبه صنيع أهله الكتاب من حيث تخصيص الإمام بالمكان بخلاف ما إذا كان سجوده في الطاق ورجلاه خارجها فإنه لايكره. (الهداية مع فتح القدير في باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۴۲۵، انيس)

ہے، یا نہیں؟ بعض علما میں رسم ہے کہ محراب مسجد میں کھڑے ہوکر جماعت کرانا ضروری جانتے ہیں، خواہ کیسی ہی تکلیف ہو اور طبیعت با قاعدہ نماز کی طرف متوجہ ہو، یا نہ ہو؟ اس کی کوئی سند ہے، یا نہیں؟

الجواب

فی ردالمحتار (۵٦٨/١، باب الإمامة) تنبيه: يفهم من قوله: أو إلٰى سارية، كراهة قيام الإمام فی غير المحراب ويؤيده قوله قبله: السنة أن يقوم فی المحراب وكذا قوله فی موضع آخر: السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألاترىٰ أن المحاريب مانصبت إلاوسط المساجد وهی قد عينت لمقام الإمام، آه، والظاهر أن هٰذا فی الإمام الراتب لجماعة كثيرة لئلا يلزم عدم قيامه فی الوسط، فلو لم يلزم ذلك لايكره، تأمل. (۱)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ محاذی محراب صحن میں کھڑا ہونا بلا کراہت جائز ہے؛ بلکہ عبارت اخیرہ (۲) سے تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اگر محراب کے محاذ بھی نہ ہو؛ مگر صف کا وسط ہو، تب بھی جائز ہے۔

پس معلوم ہوا کہ قول فقہا میں محراب سے مراد وسط مساجد، یا وسط صف ہے، اب گرمی کا تبدل مکان کے لئے عذر ہونا محتاج استفسار نہ رہا اور اس باب میں کوئی حدیث فعلی مرفوع نظر سے نہیں گزری، البتہ قولی حدیث غالباً ابوداؤد میں ہے: "**توسطوا الإمام و سدو الخلل**". (۳) اس سے بھی تائید حکم مذکور ہوتی ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱) **مطلب فی كراهة قيام الإمام فی غير المحراب، انيس**

(۲) **ردالمحتار، باب الإمامة، مكروهات الصلاة: (٦٤٦/١)** میں مذکور ہے: **تنبيه: فی معراج الدراية من باب الإمامة: الأصح ماروی عن أبی حنيفة أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين أوزاوية أوناحية المسجد أوإلٰى سارية؛ لأنه خلاف عمل الأمة، اه. وفيه أيضًا: السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألاترىٰ أن المحاريب مانصبت إلاوسط المساجد وهی قد عينت لمقام الإمام، آه. وفی التاترخانية: ويكره أن يقوم فی غير المحراب إلا لضرورة، آه، ومقتضاه أن الإمام لوترك المحراب وقام فی غيره يكره ولوكان قيامه وسط الصف؛ لأنه خلاف عمل الإمامة وهوظاهرفی الإمام الراتب دون غيره والمنفرد فاغتنم هٰذه الفائدة فإنه وقع السؤال عنها ولم يوجد نص فيها، آه. (رد المحتار، مكروهات الصلاة: ٦٤٦/١) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولٰى: ٤١٤/٢، دار الكتب العلمية، انيس)**

یہ عبارت عبارت منقولہ فی الجواب کے معارض ہے؛ اس لئے جواب میں اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ (تصحیح الاغلاط، صفحہ: ۷)

(۳) (ابوداؤدشریف، جلد: ا/ص: ۱۰٦، **باب مقام الإمام من الصف ولفظه ووسطو الإمام، إلخ**) حدیث کا ترجمہ: امام کو بیچ میں رکھو (یعنی امام کے دائیں بائیں برابر ہوں) اور شگافوں کو بند کرو۔ سعید)

ابوداؤد میں یہ حدیث اس طرح ہے: **قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: وسطوا الإمام وسدوا الخلل. (كتاب الصلاة، باب مقام الإمام من الصف: ٩٥/١، رقم الحديث: ٦٨١، بيت الأفكار، انيس)**

غیر مسجد میں بحالت سفر نماز پڑھنے سے استدلال کیا جاوے کہ وہاں محراب ہی نہ تھی تو گنجائش ہے اور اس تقریر سے رسم مذکور فی السوال کا بے اصل ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔

(امداد: ۳۵/۱)(امداد الفتاویٰ جدید: ۴۱۸۔۴۱۹)

محراب مسجد میں داخل ہے، یا نہیں:

سوال: محراب داخل مسجد ہے، یا نہیں؟ اگر فقط محراب ہی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی جاوے، صحیح ہوگی، یا نہیں؟ بہر صورت صحت کیا ہے؟ فقط

الجواب

فی الدر المختار، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: (وقیام الإمام فی المحراب، لاسجوده فیه) وقدماه خارجه، إلخ. (۱)

اس سے ثابت ہوا کہ محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانا مکروہ ہے گو محراب داخل مسجد ہے۔

(تتمہ اولیٰ، ص: ۱۸)(امداد الفتاویٰ جدید: ۴۲۱/۱)

امام کے لیے محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے:

سوال (۱) اگر امام اصل مقام اور مقررہ جگہ؛ یعنی محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ، یا اس کے فرش پر گرمی کے سبب، یا کسی شخص کے کہنے پر پہلی جماعت سے نماز پڑھائے تو نماز میں، یا نماز کی اصلیت میں، یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا، یا نہیں؟

(۲) مسجد میں ثانی جماعت سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے، کیا اس کے لیے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبۂ جمعہ میں خطبۂ اولیٰ عربی کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم یا نثر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

(المستفتی: ۲۱۵۲، محمد ظہیر (ضلع ناسک) ۲۸/شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء)

الجواب

(۱) محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے اور گرمی کی وجہ سے باہر کھڑا ہونا، مگر امام محراب کے مقابل کھڑا ہو تو اس

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، مکروهات الصلاة: ٦٤٥/١

میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے شمالاً، یا جنوباً ہٹ کر کھڑا ہونا پہلی جماعت میں بغیر عذر مکروہ ہے، گرمی کا عذر کافی نہیں۔(۱)

(۲) جس مسجد میں نماز، یا جماعت مقرر ہو، اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے۔(۲)

(۳) اردو نظم ونثر خطبے میں خلاف اولیٰ ہے۔(۳)

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؛ مگر عمامہ کے ساتھ افضل ہے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ غفرلہ (کفایت المفتی:۴۸۷/۳)

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا:

سوال: امام صاحب عصر اور مغرب کی نماز مسجد کے برآمدہ میں ادا کرتے ہیں اور امام محراب کے اس قدر اندر ہوتے ہیں کہ بالکل نظر نہیں آتے ،بعض مقتدی کہتے ہیں: اس صورت میں امام صاحب کا اندر کھڑا ہونا، جبکہ باہر جگہ بھی ہے، مکروہ ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کراہت نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

برآمدہ میں جماعت ہونے کی صورت میں کم ازکم امام کا آدھا قدم برآمدہ کے حصہ میں ہونا چاہیے؛ تاکہ اختلاف فقہا سے بچا رہے، ورنہ اسائت وکراہت سے خالی نہ ہوگا اور اصلاح لازم رہے گی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۳۱۲/۱)

امام کا محراب میں کھڑا ہوکر نماز پڑھنا شرعا کیسا ہے اور محراب کی شرعی حیثیت کیا ہے:

سوال (۱) منیۃ المصلی وکنز الدقائق ،شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانا مکروہ

(۱) قال الشامی:"(ویقف وسطاً)قال فی المعراج:وفی مبسوط بکر:"السنة أن یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان،ولوقام فی أحد جانبی الصف یکره...والأصح ماروی عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه أنه قال:"أکره أن یقوم بین الساریتین أوفی زاویة أوناحیة المسجد أوإلٰی ساریة؛لأنه خلاف عمل الأمة.(باب الإمامة: ۵۶۸/۱،ط: سعید)(مطلب:هل الإساء ة دون الکراهة أو أفحش منها؟انیس)

(۲) ویکره تکرار الجماعة...فی مسجد محلة،إلخ.(التنویر و شرحه،باب الإمامة: ۵۵۲/۱،ط:سعید)

(۳) لاشک فی أن الخطبة بغیر العربیة خالف السنة المتوارثة من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والصحابة رضی اللّٰه عنهم.(عمدة الرعایة علٰی هامش شرح الوقایة،باب الجمعة: ۲۰۰/۱،ط:سعید)

(۴) (والمستحب)أن یصلی(الرجل فی ثلاثة أثواب،إزاروقمیص وعمامة)ولوصلٰی فی ثوب واحد متوحشًا به جمیع بدنه کإزارالمیت یجوز من غیر کراهة،إلخ.(الحلبی الکبیر،فروع فی الستر:۲۱۶،ط:سهیل اکیڈمی،لاهور)

تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے؛ اس لیے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاۃ، جلد اول: ۳۰۴۷ میں حضرت ملا علی قاری مرحوم فرماتے ہیں:

"أن المحاريب في المساجد محدثة أول من أحدثه عمربن عبدالعزيز فی إمارة الوليد ومن ثم كره جمع من السلف اتخاذها والصلاة فيها".

اور مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم لکھنوی فتاویٰ جلد اول میں فرماتے ہیں:

"المسجد الشريف لم يكن له محراب فی عهده صلی اللّٰه عليه وسلم ولافی زمن الخلفاء" انتهٰی.

اسی طرح سفر السعادت اور جذب القلوب میں ہے۔

(۳) عون المعبود میں شیخ ابن الہمام سے نقل کیا گیا ہے:

"بنی المحاريب فی المساجد من لدن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وأيضًا لايكره الصلاة فی المحاريب ومن ذهب إلى الكراهة فعليه البينة". (۱)

جناب سے جواب طلب امر یہ ہے کہ زید عبارت نمبر اول ودوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی بتاتا ہے اور بکر عبارت نمبر سوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مسنون ثابت کرتا ہے، دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کونسا ہے؟

(المستفتی: ۲۵۹۴، بشیر احمد بھاولپور، ۱۳/ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۲/اپریل ۱۹۴۰ء)

الجواب

صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابۂ کرام کے زمانے میں مساجد میں محرابیں بنائی گئیں۔

پس بناء محاریب کو ناجائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہاں! امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یا تشبیہ بالیہود، یا اختفاء حال امام ہے، یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے ،اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۱۴۱-۱۴۲)

---

(۱) فإنه بنی فی المساجد المحاريب من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم. (فتح القدير: ١/٤١٣، دارالفكر، انيس)

(۲) قال فی البحرالرائق، وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فی الأمصار والقرىٰ المحاريب التی نصبها الصحابة والتابعون رضی اللّٰه عنهم أجمعين فعلينا اتباعهم فی استقبال المحاريب المنصوبة، إلخ. (باب شروط الصلاة: ١/٣٠٠، ط: بيروت)

محراب میں امام کس طرح کھڑا ہو:

سوال: مسجد کی محراب میں امام کو کس طرح سے کھڑا ہونا چاہیے، اگر بالکل اندر کھڑا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے، یا تنزیہی؟ کتنا قدم کا حصہ باہر نکال کر کھڑا ہو؟ معہ حوالہ کتب تحریر فرماویں۔

الجواب

درمختار میں ہے:

"(وقيام الإمام فى المحراب، لاسجوده فيه) وقدماه خارجة؛ لأن العبرة للقدم"، إلخ. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو کراہت نہیں رہتی۔

اور شامی میں کہا:

وفى حاشية البحر للرملى: الذى يظهر من كلامهم أنها كراهة تنزيه، فتأمل. (۱/ ٤٣٤) (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۷۲-۷۳)

امام کا محراب میں کھڑا ہونا:

سوال: امام کا محراب میں تنہا کھڑا ہونا کیسا ہے، عامہ کتب فقہ میں مطلقاً مکروہ لکھا ہے اور شرح وقایہ میں ہے:

"وقيام الإمام فى طاق المسجد: أى فى المحراب بأن يكون المحراب كبيراً، إلخ.

"کبیراً" کی قید احترازی ہے، یا واقعی اگر قید احترازی ہو اور قیام امام محراب صغیر میں مکروہ نہ ہو تو محراب کبیر کی حد کیا ہے؟

(۲) یہاں پر ایک مسجد ہے کہ اگر امام کے قدمین خارج محراب ہوں اور سجدہ محراب ہی میں ہو تو بھی صف اول سیدھی نہیں ہوتی؛ کیوں کہ محراب سے تھوڑے فاصلہ پر ستون ہے، پس جو مقتدی ستون کی محاذات میں ہوتا ہے، اس کو اور مقتدیوں سے کچھ آگے بڑھنا پڑتا ہے، بغیر اس کے اس کو رکوع کرنا مشکل ہوتا ہے اور اگر محراب چھوڑ کر وسط مسجد میں کھڑا ہو تو صف بالکل سیدھی ہوتی ہے اور مسجد میں گنجائش بھی ہے تو کیا امام کو محراب میں کھڑا ہونا ضروری ہے، خواہ صف ٹیڑھی ہو جائے؟

(۳) صف اول اس جگہ کا نام ہے، جو مغربی دیوار سے متصل ہو، یا ان مقتدیوں کی صف ہے، جو امام کے متصل صف میں ہوں۔

(۱) الدر المختار على صدر ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، ظفير (۱/ ٦٤٥، دار الفكر، انيس)

(۲) ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها. ظفير. (مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى: ۱/ ٦٤٦، دار الفكر بيروت، انيس)

(۴) مسجد مذکور کی ہیئت ایسی ہے کہ فقط اس کے سامنے پونے تین ہاتھ چھوڑ کر سامنے کی دیوار قائم ہے اور ایسا محض خوبی کے لیے کیا گیا، دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے اور وہ حصہ جو سامنے کی دیوار کے آگے ہے، یہاں کے عرف میں برآمدہ مسجد کے نام سے معروف ہے، یہ حصہ مسجد میں داخل ہے، یا نہیں؟ اس برآمدہ میں حجرہ بنا کر کسی کو رہنا جائز ہے، یا نہیں؟ بانی مسجد نے مسجد ہی کی نیت سے بنایا ہے۔

الجواب

شارح وقایہ کی غرض اس عبارت سے یہ نہیں کہ وہ محراب صغیر اور کبیرہ میں فقہی طور پر کوئی فرق ایسا کرنا چاہتے ہیں، جیسے مسجد صغیر وکبیر میں بعض احکام فقہیہ متفاوت ہیں؛ بلکہ درحقیقت شارح رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس جگہ محض صورت مسئولہ کا واضح کرنا اور ایک شبہ کا ازالہ مقصود ہے، جو صورت مسئلہ کے تصور میں عرف قدیم کے اعتبار سے پیدا ہوسکتا تھا، وہ یہ کہ سلف صالح رحمہم اللہ کے عہد میں مساجد کی محاریب اس قدر وسیع وفراخ نہ ہوتی تھی کہ ان میں کوئی آدمی کھڑا بھی ہو سکے، چہ جائے کہ پورا سجدہ رکوع وغیرہ وہاں کر سکے؛ بلکہ محراب کی صورت زمانہ سلف میں صرف یہ تھی کہ وسط مسجد میں کوئی نشان دروازہ کی شکل کا، یا اور کسی قسم کا بنا دیا جاتا تھا؛ تاکہ وسط کا امتیاز پورا ہو جائے، اس میں امام کا کھڑا ہونا متصور ہی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ نماز پڑھنا اس لئے حکم **کراھة الصلاة فی الطاق** کی تصویر میں یہ اشکال **بناء علی الرسم القدیم** عائد ہوا کہ یہ صورت تو متصور ہی نہیں ہوسکتا، کراہت یا عدم کراہت کی بحث کیسی؟

اس کا حل شارح نے اس طرح فرمایا:

"لأن یکون المحراب کبیرا فیقوم فیه وحده". (۱)

البتہ اس کے بعد وحدہ کی قید قید احترازی بیان حکم کے لیے ہے اور دلیل اس رسم قدیم کی شیخ جلال الدین سیوطیؒ کا مستقل رسالہ ہے مسمّٰی "**اعلام الأرانیب فی بدعة المحاریب**" جس میں ثابت کیا ہے کہ یہ طریقہ مروجہ زمانہ سلف میں نہ تھا۔

(۲) امام کے لیے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنت نہیں؛ بلکہ سنت صرف یہ ہے کہ وسط صف میں کھڑا ہو اور چونکہ محراب وسط میں ہی بنائی جاتی ہے؛ اس لیے عموماً محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر محراب میں کھڑے ہونے سے کوئی دوسری سنت فوت ہونے لگے، مثلاً تسویۂ صف وغیرہ تو پھر محراب میں کھڑا ہونا نہ چاہیے؛ بلکہ محراب سے باہر ایسی جگہ کھڑا ہو جائے کہ صف سیدھی ہو جائے، البتہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ امام وسط صف میں رہے۔ (**کذا فی عامة کتب الفقه**)

(۱) شرح الوقایة، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱/۱۸۵، انیس

(۳)　یہ اختلاف صف اول کا جدار غربی کے متصل، یا امام کے متصل ہونے کے متعلق ہمارے دیار کی عام مسجدوں میں تو متصور نہیں؛ کیوں کہ محراب کے اندر امام ہی کھڑا ہوتا ہے، قدمین باہر رہتے ہیں اور صفوف سب مسجد کے اندر ہوتی ہیں تو جو صف جدار غربی کی متصل ہوگی، وہی امام کے متصل ہوگی، اسی کو عرف اور شرع میں صف اول کہا جائے گا۔ حضرات فقہا شامی اور صاحب بحر وغیرہ نے جو اس بارے میں اختلاف نقل فرمایا ہے، وہ ایک خاص صورت پر مبنی ہے، جو عموماً ہمارے دیار میں نہیں، وہ یہ کہ محراب اس قدر وسیع ہو کہ اس میں امام آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے چند آدمیوں کی چھوٹی سی صف محراب کے اندر ہی ہو جائے، اس قسم کی محراب کا نام عرف قدیم میں مقصورہ ہے اور پھر بڑی صف مسجد کے اندر جدار غربی کی متصل ہوتی تھی تو اس میں اختلاف واقع ہوا کہ صف اول اس خاص صورت میں وہ چھوٹی صف ہوگی، جو امام کے متصل مقصورہ کے اندر ہے، یا بڑی صف جو جدار غربی کے متصل مسجد میں ہے، اس اختلاف میں فقیہ ابواللیث کا فتویٰ یہ ہے کہ بڑی صف کو صف اول کہا جائے گا، علامہ شامی کے طرز کلام سے اسی کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال ہمارے یہاں تو جو صف امام کے پیچھے متصلاً ہوتی ہے، وہی صف اول ہے، خواہ جدار غربی کے متصل ہو، جیسا کہ امام کے محراب میں کھڑا ہونے کی صورت میں ہوگا، یا جدار غربی سے فاصلہ پر ہو، جیسا کہ امام اگر محراب چھوڑ کر اندرون مسجد کھڑا ہو۔

(۴)　اس معاملہ میں نیت بانی ہی معتبر ہوتی ہے، جب کہ بانی نے اس جگہ کو بہ نیت مسجد بنایا ہے تو وہ قیامت تک کے لیئے مسجد ہوگئی، اس کا تغیر کسی طرح کسی وقت جائز نہیں، اس میں نہ رہائش کا حجرہ بنا سکتے ہیں، نہ کوئی اور مکان، اگر چہ وہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو، البتہ مسجد کے بوریئے رکھنے کے لیے کوئی جگہ مسجد کے اندر علاحدہ کر سکتے ہیں، جب کہ نمازیوں پر تنگی نہ ہو۔ **صرح بـه فـي الهـنـدية مـن الـوقف وأحـكـام المسجد والمسجد والشامي وصاحب البحر من أحكام المسجد. والله تعالىٰ أعلم** (امداد المفتین: ۲/۲۹۰-۲۹۲)

قیام امام یا صف در محراب:

سوال:　مسجد کے در میں بوقت جماعت لوگوں کا کھڑا ہونا کیسا ہے اور جب محراب ایسی گہری ہو کہ امام بالکل اس میں چھپ جاوے تو امام کا ایسی محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

فـي الدر المختار في مكروهات الصلاة (۱): (وقيـام الإمام في المحراب لاسجوده فيه) وقدماه خارجة؛ لأن العبرة لـلـقـدم (مـطلقًا) وإن لم يتشبه حال الإمام إن علل بالتشبه وإن بالاشتباه و لا

(۱)　الـدر الـمـختار مع ردالمحتار، مكروهات الصلاة، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ: ۱/۶٤٥، انيس

اشتباه، فلا اشتبا ه فی نفی الکراهة.

وفی ردالمحتار: سواء کان المحراب من المسجد کماهو العادةالمستمرة أولا، کمافی البحر... وفیه عن الولوالجیة إذا لم یضق المسجد بمن خلف الإمام لاینبغی له ذلک؛لأنه یشبه تباین المکانین.

(وفیه بعدصفحة) وحکی الحلوانی عن أبی اللیث: لایکره قیام الإمام فی الطاق عند الضرورة بأن ضاق المسجد علی القوم.

وفی ردالمحتار،باب الإمامة،فی الکلام علی الصف الأول هٰکذا،ویعلم منه بالأولٰی إن مثل مقصورةدمشق التی هی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف مایلی الإمام فی داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجاعنها من أول الجدارإلٰی آخره،فلاینقطع الصف ببناء ها،کمالا ینقطع بالمنبر الذی هو داخلهافیمایظهر،آه.(۱)

ان روایات سے چندامور معلوم ہوئے:

اول: امام کامحراب کے اندر کھڑا ہونا کہ قدم بھی اندر رہیں،مکروہ ہے۔

دوم: یہ کہ اگرضرورۃ ہوتو مکروہ نہیں۔تیسرے: یہ کہ انقطاع صف موجب کراہت ہے،پس جماعت کا دروں کے اندر کھڑا ہونا موجب انقطاع صف ہے؛اس لیے مکروہ ہوگا۔

ویتأید بحدیث رواه الترمذی: عن عبد الحمید بن محمود قال،صلینا خلف أمیرمن الأمراء فاضطرنا الناس فصلینا بین الساریتین فلماصلینا قال أنس بن مالک: کنا نتقی هٰذاعلٰی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم.(۲)

لیکن ضرورت میں یہ بھی جائز ہوگا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

۱۷/ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ۔(امداد:۱/۶۷)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۴۱۹-۴۲۰)

امام کومحراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: متعلقہ قیام امام بمحراب؟

الجواب

اگرامام محراب میں کھڑا ہواور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

(۱) کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب: فی الکلام فی الصف الأول: ۳۱۱/۲،دارالکتب العلمیة،انیس

(۲) سنن الترمذی،باب کراهیة الصف بین السواری: ۳۱/۱،سعید)(۸۵/۱،رقم الحدیث: ۲۲۹،بیت الأفکار،انیس)

(۳) قال ابن العربی: ولا خلاف فی جوازه عند الضیق.(نیل الأوطار،باب کراهیة الصف بین السواری للمأموم: ۲۲۸/۲، دارالحدیث مصر،انیس)

ہاں! امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۴۵/۳)

امام کا تنہا محراب میں کھڑا ہونا:

سوال: بہت سی مساجد کی تعمیر اس طرح ہوتی ہے کہ پہلی صف کے اندر ہی دیوار قبلہ سے متصل ممبر ہوتا ہے اور دیوار قبلہ سے محراب کا مدور حصہ دیوار قبلہ سے تین چار بالشت آگے باہر کو نکلا ہوا ہوتا ہے، عام طور پر مصلیٰ مذکورہ پہلی صف میں بچھایا جاتا ہے اور جماعت کے وقت مقتدیوں کی صفِ اول اس کے بعد ہوتی ہے، جو درحقیقت دیوار قبلہ سے صفِ ثانی ہوتی ہے، مگر عموماً جمعہ، عیدین بارش وغیرہ کے وقت نمازیوں کے ازدہام وکثرت اور جماعت خانہ میں جگہ کی قلت کی بنا پر امام کا مصلی ذرا آگے کو محراب کے اندر کر دیا جاتا ہے، بایں طور کہ امام تو جماعت کے وقت خارج محراب کھڑا رہتا ہے؛ لیکن اس کا سجدہ محراب کے اندر واقع رہتا ہے اور مقتدی دیوار قبلہ سے متصل ممبر والی صفِ اول میں امام سے ڈھائی تین بالشت پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کی بنا پر زیادہ تعداد میں لوگ جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں۔

ایک صاحب جو دینی جماعت کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں، انہوں نے یہ مسئلہ بتایا کہ دیوار قبلہ سے متصل ممبر والی صفِ اول مذکور میں جماعت کے ساتھ، نیز بغیر جماعت کے انفرادی طور پر دونوں صورتوں میں فرض، واجب، سنت نفل کوئی بھی نماز پڑھنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، جس سے اجتناب کلی بھی ضروری ہے، ان کی یہ بات موجب نزاع بنی ہوئی ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

حرمتِ قطعیہ کے ثبوت کے لیے دلیلِ قطعی اور صریح ہونا ضروری ہے؛ اس لیے قطعاً حرام کہنے والے شخص سے دلیلِ قطعی وصریح کا مطالبہ ہوگا، اگر وہ پیش نہ کر سکے تو اس کی بات قابل اعتنا والتفات بھی نہ ہوگی؛ اس لیے کہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے، جس طرح حرام قطعی کہنے والا شخص کہتا ہے؛ بلکہ مسئلہ اس طرح ہے کہ امام تنہا بالکل محراب کے اندر کھڑا

---

(۱) وكره تنزيهًا...(قيام الإمام في المحراب، لاسجوده فيه) وقدماه خارجه؛ لأن العبرة للقدم (مطلقًا) وإن لم يشتبه حال الإمام إن علل بالتشبه وإن بالاشتباه ولا اشتباه، فلا اشتباه في نفي الكراهة. (الدر المختار)

وفي الشامي قلت: أي المحراب إنما بني علامة لمحل قيام الإمام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة لا؛ لأن يقوم في داخله فهو وإن كان من بقاع المسجد لكن أشبه مكانا آخر فأورث الكراهة...هٰذا وفي حاشية البحر للرملي: الذي يظهر من كلامهم أنها كراهة تنزيه تأمل، اهـ. (الدر المختار مع الشامي: ۱/٦٤٥-٦٤٦) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ، انيس)

ہواور مقتدیوں میں سے کوئی اس امام کے ساتھ محراب کے اندر نہ ہو تو بلاضرورت اس طرح کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر امام کا نصف قدم بھی محراب کے باہر ہو تو اگر چہ سجدہ وغیرہ سب محراب کے اندر ہو تو قطعاً مکروہ نہیں ہے؛ بلکہ بلا کراہت جائز ہے اور یہ مسئلہ فقہ کی کتبِ معتبرہ میں عام طور سے مذکور ہے۔(۱)

اور یہاں یہی صورت ہے کہ امام محراب سے باہر کھڑا ہوجاتا ہے، لہٰذا یہ کھڑا ہونا بلا کراہت درست رہے گا۔

یہ شبہ نہ کیا جائے کہ محراب کا مدور حصہ قبلہ کی اور دیواروں کے اعتبار سے تین چار بالشت آگے باہر کو نکلا ہوا ہے، لہٰذا وہ تمام حصہ مسجد سے خارج ہوگیا اور امام ومقتدی کا مکان الگ الگ اور مختلف ہونے کی وجہ سے اقتدا درست نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ یہ شبہ وارد نہیں ہوتا؛ کیوں کہ فقہاء محققین نے تصریح کی ہے کہ محراب کا یہ حصہ بھی حیز مسجد اور داخلِ مسجد ہی شمار ہوتا ہے، مسجد سے خارج شمار نہیں ہوتا، لہٰذا اختلاف مکان امام و ماموم کا وہم بھی غلط ہوگیا۔

اب رہا مقتدیوں کا صفِ اول میں امام سے صرف ڈھائی تین بالشت پیچھے کھڑا ہونا، یہ عمل چونکہ محض نمازیوں کے ازدحام وکثرت اور جماعت خانہ میں جگہ کی قلت کی وجہ سے ہوتا ہے؛ اس لئے یہ صورت بھی بلا کراہت جائز رہے گی، مثلاً محولہ عبارت میں بھی آگے جا کر تصریح ہے:

وهٰذا عندالعذر كجمعة وعيد فلوقاموا على الرفوف والإمام على الأرض أوفي المحراب لضيق المكان لم يكره لو كان معه بعض القوم فى الأصح،وبه جرت العادة فى جوامع المسلمين. (۱)

علاوہ ازیں فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ ازدحام وغیرہ کے وقت میں سجدہ بجائے راہوں پر کرنے کے اگلی صف کے مصلیوں کی پشت پر کرنا بلا کراہت جائز ہے؛ بلکہ خود اپنی ران پر بھی اپنا سجدہ کر لینا ایسی بھیڑ میں بلا کراہت جائز ہے، جیسا کہ درمختار وشامی وغیرہ میں ہے۔(۲)

حالانکہ ان صورتوں میں سجدہ کی بعض سنتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں؛ مگر چوں کہ جماعت کی فضیلت اتنی زیادہ ہے اور جماعت اتنی اہم چیز ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے اس کی تحصیل کے لیے اتنی چھوٹ دیدی، پھر سوال میں ذکر کردہ صورت

---

(۱) وكره قيام الإمام في المحراب،لاسجوده فيه)وقدماه خارجه،لأن العبرة للقدم مطلقاً،"قال الشامي"وكذا سواء كان المحراب من المسجد كما هو العادة المستمرة أولا،كمافي البحر".(ردالمحتار،كتاب الصلاة: ۴۳۴/۱) (كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها،مطلب:إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولٰى،انيس)

"ويكره قيام إمام فى المحراب لاقيامه خارجه وسجوده فيه".(حاشية الطحطاوى علٰى مراقى الفلاح شرح نورالإيضاح،كتاب الصلاة:۴۹۳)

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۴۱۵/۲،مكتبة بيروت،انيس

(۲) (وإن سجد للزحام علٰى ظهرمصل صلاته) التى هوفيها (جاز) للضرورة إلٰى قوله بل علٰى غير الظهر كالفخذين للعذر .(الدرالمختارعلى الشامي،كتاب الصلاة: ۸۳۳/۱)(كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،انيس)

میں تو ان سنتوں کا ترک بھی لازم نہیں آتا ہے؛ اس لیے یہ صورت بدرجہ اولیٰ اور بلا کراہت جائز رہے گی۔

رہ گیا یہ شبہ کہ مذکورہ صورت میں امام کے بائیں جانب اگر چہ پہلی صف میں بھی کہیں انقطاع تو واقع نہ ہو؛ لیکن امام کے دائیں جانب کم از کم پہلی صف میں منبر کے حائل ہونے کی وجہ سے انقطاع صف لازم ہے اور یہ انقطاع بھی باعثِ کراہت ہوسکتا ہے، یہ شبہ نہ کیا جائے؛ اس لیے کہ شامی (۳۸۳/۱) میں تصریح موجود ہے کہ منبر کی حیلولت انقطاع صف شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

"کما قال: ویعلم منه بالأولٰی أن مثل مقصورة دمشق إلٰی قوله فلاینقطع الصف".

عربی کی پوری عبارت بوجہ طوالت درج نہیں کی، قارئین حضرات خود دیکھ لیں۔ (۳)

(۱) اس عبارت کے دیکھنے سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ پہلی صف وہی شمار ہوگی جو امام کے پیچھے قدم کی دیوار کے قریب تر صورت مسئلہ میں ہوگی۔

(۲) صف اول کی جگہ میں بھی جماعت کے وقت کے علاوہ فرض، واجب، سنن ونوافل وغیرہ سب نمازیں بلا کراہت جائز ہیں، اس لیے کہ مسجد بنائی ہی اس لیے جاتی ہے کہ اس میں نماز وغیرہ عباداتِ مقصودہ کی جائیں جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے، پس مسلمان جس جگہ چاہے مسجد کے اندر نماز ادا کرسکتا ہے اس کو روکنا جائز نہیں ہوگا، الا لعارضٍ، مثلاً جماعت کا وقتِ مقررہ ہوچکا ہے اور کوئی محراب میں یا کسی ایسی جگہ پڑھنا چاہے جہاں پڑھنے سے جماعت قائم نہ ہوسکے تو کہا جائے گا کہ بھائی یہاں مت پڑھو وہاں جا کر پڑھ لو، مسجد کے اندر نماز پڑھنے سے روکنا خطرناک وعید کی زد میں آتا ہے:

قال اللّٰه تعالٰی: ﴿ومن أظلم ممن منع مساجد اللّٰه أن یذکر فیها اسمه﴾ الأیة. (۲)

غرض صف اول میں بھی اگر جماعت کا وقت ابھی نہ ہوا ہو یا ہو چکا ہو، مگر اس طرح پڑھ رہا ہے کہ اس کی وجہ سے جماعت میں تنگی وغیرہ کوئی خلل واقع نہ ہوگا تو بھی پڑھ سکتا ہے اور اس کو پڑھنے کو حرام قطعی کہنا؛ بلکہ مسجد کے کسی حصہ میں نماز پڑھنے کو حرام قطعی کہنا سخت اور خطرناک قسم کی جرأت ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۳۰۹/۱-۳۱۲)

---

(۱) پوری عبارت اس طرح ہے: "فعلٰی هٰذا اختلف في الصف الأول، هل هو ما یلي الإمام من داخلها، أم مایلي المقصورة من خارجها؟ فأخذ الفقیه بالثاني توسعة علی العامة کي لا تفوتهم الفضیلة، ویعلم منه بالأولٰی أن مثل مقصورة دمشق التي هي في وسط المسجد خارج الحائط القبلي یکون الصف مایلي الإمام في داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجًا عنها من أول الجدار إلٰی آخره، فلا ینقطع الصف ببنائها، کما لاینقطع بالمنبر الذی هو داخلها فیما یظهر". (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول: ۸۳/۱، انیس)

(۲) سورة البقرة: ۱۱٤

طاق اور محراب میں امام کا کھڑا ہونا:

سوال: مسجد کی کمانوں میں اور مسجد کے دونوں ستونوں کے درمیان میں امام کو کھڑا ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے، یا نہ؟ اگر امام کمان سے ذرا ہٹ کر پیچھے کھڑا ہو تو پیچھے کی صف والے کو سجدہ کی جگہ نہیں رہتی، لہذا امام عین کمان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہیں؟ فقط بینوا توجروا۔

الجواب ــ

کمانوں اور ستونوں میں بتمامہ امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے؛ لیکن اگر جگہ تنگ ہو تو کراہت باقی نہ رہے گی۔

قال فی مراقی الفلاح: (و) يكره (قيا م الإمام) بجملته (فی المحراب) لاقيامه خارجه وسجوده فيه...والكراهة لاشتباه الحال على القوم وإذا ضاق المكان فلا كراهة، آه. (۱)

۲۵ / شعبان ۱۳۴۲ھ (امداد الاحکام: ۱۲۵/۳)

محراب یا مکان میں تنہا امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: امام محراب کے اندر ہو، یا گھر میں کھڑا ہو اور مقتدی او سارے (ورانڈے) پر رہیں تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام کا محراب میں، یا مکان میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے، نماز ہو جائے گی۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۳/۹/۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۱/۲)

محراب اور در میں امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے:

سوال: امام مسجد کے در میں کھڑا ہو اور مقتدی فرش کے اوپر کھڑے ہوئے ایک شخص نے منع کیا کہ محراب میں امام کے کھڑے ہونے سے نماز نہ ہوگی، ایک دوسرے شخص نے کہا کہ محراب نہیں ہے، یہ در ہے، محراب اس کو کہتے ہیں، جو مسجد کے اندر دیوار میں گہرا ہوتا ہے، اس میں اگر امام کھڑا ہو اور مقتدی سے غائب ہو، اس میں نماز پڑھانے سے نماز نہ ہوگی، اب حضور جو تحریر فرما دیں، اس پر عمل کیا جائے؟

---

(۱) كتاب الصلاة، فصل يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئًا: ۱۳۲، دار الكتب العلمية، انيس

(۲) (و) كره (التربع)... (وقيام الإمام في المحراب)... (مطلقًا)... (وانفراد الإمام على الدكان). (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب مكروهات الصلاة: ۴۱۲/۲-۴۱۵)

الجواب

فی الدر المختار :(وقیام الإمام فی المحراب،لاسجوده فیه)وقدماه خارجه؛لأن العبرة للقدم (مطلقًا)وإن لم یتشبه حال الإمام إن علل بالتشبیه،إلخ.

وقال الشامی (تحت قوله:إن علل بالتشبیه):قید للکراهة وحاصله أنه صرح محمد فی الجامع الصغیربالکراهة ولم یفصل، فاختلف المشایخ فی سببها:فقیل کونه یصیرممتازاً عنهم فی المکان؛لأن المحراب فی معنی بیت آخرو ذلک صنیع أهل الکتاب واقتصرعلیه فی الهدایة واختاره الإمام السرخسی.(ص: ٦٧٥)(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مختار وجہ کراہت کی تشبیہ وامتیاز ہے اور اس میں اندرونی محراب اور دروازے برابر ہیں، لہٰذا مسجد کے در میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

احقر عبدالکریم عفی عنہ، جمادی الاولیٰ ۴۴ھ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ۔(امداد الاحکام:۲/۱۳۸)

در یا محراب میں امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے، جب کہ وہ مقتدی کو نظر آتا ہو:

سوال: ایک مسجد کا در اور ستون ایسا ہے کہ امام اگر ان دونوں جگہوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو مقتدی بخوبی اپنے امام کو دیکھ سکتے ہیں تو ایسی دونوں جگہوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آیا مکروہ تنزیہی ہے، یا تحریمی؟

الجواب

قال الشامی: والأصح ماروی عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ أنه قال:أکره أن یقوم بین الساریتین،إلخ. (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ امام کو در، یا محراب میں اس طرح سے کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں، مکروہ ہے اور مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے، اس کا حاصل خلافِ اولیٰ ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۵۲)

امام کہاں کھڑا ہو، جب کہ محراب بیچ میں نہ ہو:

سوال: مسجد میں دائیں طرف کا جو حصہ ہے، وہ زیادہ ہے اور بائیں طرف کا حصہ کم ہے، محراب دونوں حصوں کے بیچ میں نہیں ہے، دائیں طرف حصہ زیادہ رہتا ہے، امام کو محراب کے اندر نماز پڑھنی چاہیے، یا بیچ کے حصہ میں؟

(۱) ردالمحتار،باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها،مطلب:إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولیٰ،انیس

(۲) ردالمحتار،باب الإمامة : ۵۳۱/۱،ظفیر (مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها/النهر الفائق: ۲۴۵/۱، دار الکتب العلمیة/البنایة شرح الهدایة: ۲۴۳/۲،دار الکتب العلمیة بیروت،انیس)

الجواب

اگرامام کے وسط صف میں (بیچ کے حصہ میں) کھڑے ہونے سے یہ صورت ہوتی ہے کہ امام کو مسجد کے ایک گوشہ میں یا کسی درمیانی ستون کے پاس کھڑا ہونا پڑے تو پھر بہتر یہی ہے کہ محراب کے اندر کھڑا ہوا گرچہ وسط صف سے فوت ہوجائے۔

کما فی ردالمحتار: والأصح ماروی عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ أنه قال: أکره أن یقوم بین السارتین أوفی زاویة أو فی ناحیة المسجد أوإلٰی ساریة؛ لأنه خلاف عمل الأمة، إلٰی أن قال: یفهم من قوله: أوإلٰی ساریة، کراهة قیام الإمام فی غیرالمحراب إلخ. (ردالمحتار: ۱/۴۲۰، کتاب **الصلاة، باب الإمامة**)(۱) **واللّٰه تعالیٰ أعلم** (امدادالمفتین:۲/۲۸۶)

کیا محراب کے محاذ سے ہٹ کر جماعت کرنا مکروہ ہے:

سوال: مسجد کے فرش بیرونی میں، جس جگہ چاہے، جماعت فرض ادا کرے، مثلاً: فرش مسجد وسیع کے اوپر موسم گرما میں سایہ کی جانب اور سرما میں دھوپ میں۔ ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ صحن اور فرش مسجد پر محاذ محراب کے فرض جماعت ادا ہونا چاہیے، محاذ محراب کے خلاف جماعت فرض ادا کرنا ٹھیک نہیں ہے؟

الجواب

شامی میں ہے:

السنة أن یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولوقام فی أحد جانبی الصف یکره ولوکان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجد یقوم الإمام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیه والأصح ماروی عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ أنه قال: أکره أن یقوم بین الساریتین أوفی زاویة أوفی ناحیة المسجد أوإلٰی ساریة؛ لأنه خلاف عمل الأمة، إلخ. (۲)

ان تمام عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت امام کے لیے محراب میں اور وسط قوم میں کھڑا ہونا ہے، لہٰذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو، تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو، باقی نماز ہر طرح ہوجاتی ہے؛ لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۶۰)

---

(۱) مطلب: هل الإساءة دون الکراهة أوأفحش منها؟ ومطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیرالمحراب، انیس.

(۲) ردالمحتار، مطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیرالمحراب: ۱/۵۳۱، ظفیر (مطلب: هل الإساءة دون الکراهة أوأفحش منها؟ انیس)

امام کا دروں، یاستونوں کے بیچ کھڑا ہونا

ستونوں کے درمیان امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: امام اگر مابین ستونِ مسجد کھڑے ہوکر نماز پڑھائے تو کیا بوجہ مشابہت قیام فی المحراب نماز میں کراہت ہوگی، یانہ؟

الجواب

شامی میں ہے:

فی معراج الدراية من باب الإمام: الأصح ماروی عن أبی حنيفة رحمه الله أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين، إلخ. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قیام بین الساریتین مکروہ ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۵/۳)

مسجد کے در میں امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: مسجد کے در میں امام کو کھڑا ہونا کیسا ہے؟ دلیل سے بیان فرمادیں۔

الجواب

فی الدرالمختار، مکروهات الصلاة: و(قيام الإمام فی المحراب، لاسجوده فيه) وقدماه خارجة؛ لأن العبرة للقدم (مطلقًا) وإن لم يشتبه حال الإمام، إلخ. (۲)

وفی ردالمحتار: واقتصر عليه فی الهداية واختاره الإمام السرخسی وقال: إنه الأوجه، إلخ. (۲۸/۲، دارالفکر)

امام کا مسجد کے اندر در میں اس طرح کھڑا ہونا کہ پاؤں بھی اندر ہوں، مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۷/ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ۔ (امداد: ۸۹/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۲۰/۱-۴۲۱)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳۱/۱، ظفير (مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟ انيس)

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، مكروهات الصلاة: ۶۴۵/۱-۵۴۶ (مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترک السنة أولٰی، انيس)

مسجد کے در میں امام کے لئے کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: مسجد کے درمیانی در میں کھڑے ہوکر کسی نے امامت کی تو نماز درست ہوئی، یانہیں؟ اگر نماز درست ہوئی تو کراہت کے ساتھ، یا بلا کراہت؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

امام کا مسجد کے در میں بلا عذر کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر اس کا پاؤں باہر ہے تو کراہت نہیں ہے، اگر در میں کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہو تو کراہت نہیں ہے، نماز کسی حالت میں فاسد نہیں ہوگی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۲/۱/۱۳۷۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۵/۲) ☆

(۱) (وقيام الإمام في المحراب لاسجوده فيه) وقد ماه خارجة؛ لأن العبرة للقدم (مطلقًا)". (الدر المختار) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكرة فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ: ٤١٤/٢، دار الكتب العلمية، انيس)

الأصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين أو زاوية أو ناحية المسجد أو إلىٰ سارية؛ لأنه بخلاف عمل الأمة... ويكره أن يقوم في غير المحراب إلا لضرورة، آه. (رد المحتار، مطلب مكروهات الصلاة: ٤١٤/٢-٤١٥) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟: ٣١٠/٢، دار الكتب العلمية) / كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكرة فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ: ٤١٤/٢، دار الكتب العلمية، انيس)

☆ امام کا در میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانا کیسا ہے:

سوال: امام مسجد کے در میں قیام کر کے نماز پڑھائے تو وہ نماز کس طرح کی ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

اگر امام مقتدیوں کی نظر سے اوجھل ہوجائے تو نماز نہ ہوگی، مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر کچھ لوگوں کے نزدیک نمایاں ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر اکثر لوگ دیکھیں تو بلا اختلاف جائز ہے۔ (یعنی اگر امام دیوار کی آڑ میں ہو اور مقتدی اس کو دیکھ نہ سکیں اور نہ اس کی حرکات اور کیفیات پر واقف کی کوئی صورت ہو کہ نہ اس کو دیکھا جاسکے اور نہ اس کی آواز سنی جاسکے؛ یعنی امام اور مقتدی کے درمیان کسی شئی کا اس طرح فاصل ہونا کہ امام کی حالت مقتدی پر واضح نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں اقتدار صحیح نہ ہوگی۔) [مجاہد] (والحائل لا يمنع) الاقتداء (إن لم يشتبه حال إمامه) بسماع أو رؤية. (الدر المحتار) (قوله بسماع) أى من الإمام أو المكبر، التاتر خانية... و حاصل كلام الشرنبلالى أن المعتبر الإشتباه وعدمه فقط دون اختلاف المكان، فإن حصل الاشتباه منع، سواء اتحد المكان أولا وإلا فلا (ردالمحتار، باب الإمامة: ٣٣٤/٢) (مطلب: الكافى للحاكم جمع كلام محمد فى كتبه التى هى ظاهر الرواية، انيس) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نور الحسن غفر لہ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۰۸/۲)

==

صحن مسجد اور دروں میں امام کا کھڑا ہونا، مقتدی و منفرد کا کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ!

(۱) مسجد کے صحن میں، یا آگے کے درجہ میں یا سائبان میں محراب کی سیدھ میں امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، یا نہیں اور محراب سے علیحدہ ہونا کب متصور ہوتا ہے اور مکروہ ہونے پر فرض اور تراویح اور وتر وغیرہ کا حکم ایک ہے، یا الگ الگ اور کیوں؟

(۲) مقتدی کو، یا منفرد کو، یا امام کو مسجد کے دروں میں، یا سائبان کے ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا، خواہ وہ ستون لکڑی کے، یا لوہے کے، یا پتھر کے، یا پختہ عمارت کے ہوں اور ان پر گول ڈاٹ ہو، یا نہ ہو، جیسے کہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، ان میں بھی مکروہ ہے، یا نہیں؟ اور سب کا ایک حکم ہے، یا الگ الگ؟

الجواب

(۱) **ردالمحتار** (۵۹۳/۱-۵۹٤)، **ردالمحتار، باب الإمامة** (٥٦٨/١) میں اول معراج سے "**السنة أن يقوم في المحراب**" اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے "**ليعتدل الطرفان**"، اس کے بعد امام صاحب کا قول نقل کیا ہے: "**أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين أوفي زاوية أوفي ناحية المسجد أو إلىٰ سارية؛ لأنه خلاف عمل الأمة**" اور اس پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "**توسطوا الإمام**"، اس کے بعد اس کی تائید اس طرح کی ہے: "**ألاترى أن المحاريب مانصبت إلاوسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام**"، اس سبب سے ظاہر ہے کہ مقصود محراب نہیں؛ بلکہ توسط امام ہے اور ترک محراب سے جب کہ ایک ناحیہ زاویہ میں ہو توسط کا ترک لازم آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کراہت میں قیام بین الساریتین وقیام فی زاویۃ وقیام فی ناحیۃ کا ذکر کیا قیام فی الصحن کا ذکر نہیں کیا کیوں کہ قیام فی الصحن مستلزم ترک توسط کو نہیں ہے، چناں چہ اس کے بعد تصریح کر دی۔(۱)

== مسجد کے باہر کے دروں میں امام کا کھڑا ہونا:

سوال: امام کے محراب میں کھڑے ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ ہے امام کو کہ وہاں کھڑا ہو، لہٰذا گذارش ہے کہ مسجد کے باہر کے دروں میں کھڑا ہونا بھی حکم محراب میں ہے، یا نہیں؟ فقط

الجواب و باللہ التوفیق

باہر کے دروں کا بھی محراب کا ہی حکم ہے۔ اس میں بھی امام کو قیام مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم (تالیفات رشیدیہ ۲۸۸)

(۱) حاصل جواب: امام کے لیے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنت نہیں ہے، سنت یہ ہے کہ امام وسط صف میں کھڑا ہو اور چوں کہ محراب وسط صف میں بنائی جاتی ہے؛ اس لیے عموماً محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے، پس اگر باہر کے درجہ میں جماعت ہو تو وہاں بھی وسط صف میں محاذی محراب کے کھڑا ہو، البتہ اگر صحن ایک طرف بڑھا ہوا ہو تو صحن کے وسط کا لحاظ رکھنا چاہیے ==

والظاهر أن هٰذا فی الإمام الراتب لجماعة کثیرة لئلا یلزم عدم قیامه فی الوسط فلولم یلتزم ذلک لایکره،تأمل. (۱)

اوران احکام کومطلقاً امام کے لیے کہا گیا ہے،فرض وغیرفرض میں کسی نے فرق نہیں لکھا اوراگر کسی کو **رد المحتار، مکروهات الصلاة** (۱/ ٦٤٦) کی اس عبارت سے شبہ واقع ہو:

وفی التاتارخانیة: ویکره أن یقوم فی غیر المحراب إلا لضرورة،آه،ومقتضاه أن الإمام لو ترک المحراب وقام فی غیره یکره ولوکان قیامه وسط الصف؛لأنه خلاف عمل الأمة. (۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ غیرمحراب سے مراد غیروسط مسجد ہے،چنانچہ اس سے اوپر کی عبارت اس کا قرینہ ہے۔

السنة أن یقوم الإمام بإزاء وسط الصف،ألاتریٰ أن المحاریب مانصبت الأوسط المساجد وهی قد عینت لمقام الإمام. (۱/ ٦٧٥)(۳)

وجہ یہ کہ وسط مسجد کو چھوڑنے سے جب مسجد میں پوری صف ہوگی تو ایک طرف مقتدی کم ہوں گے، دوسری طرف زیادہ،(۲)امام کو مکروہ ہے، **لاشتراک العلة** اور مقتدی کو انقطاع صف کی حالت میں اور منفرد کو مکروہ نہیں، **لانتفاء علة الکراهة.**

۲۰ر رمضان ۴۳ھ۔(تتمہ خامسہ: **۳۶۹**)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/ ۴۲۹-۴۳۱)

☆ ☆ ☆

== اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ ما بین الساریتین کھڑا نہ ہو؛ بلکہ در سے باہر کھڑا ہو،جیسا کہ محراب میں بھی یہی حکم ہے کہ بالکل محراب کے اندر نہ کھڑا ہو؛ بلکہ قدم باہر ہونے چاہیے،وہی حکم در میں جاری ہوگا اور زاویہ اور ناحیہ مسجد میں امام کا کھڑا ہونا اس لیے مکروہ فرمایا کہ اس میں وسط نہیں رہتا اور اصل یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو، جہاں کہیں بھی کھڑا ہو۔

اوررد المحتار:۱/ ۵٦۸(**کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب،انیس**) کے قول: **والظاهر ،إلخ** کا مطلب یہ ہے کہ امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا بھی اس وقت مسنون ہے کہ جماعت کثیرہ ہو کہ دونوں طرف کنارہ مسجد تک نمازی بھر جاویں تا کہ دونوں طرفوں میں مساوات رہے اور اگر نمازی پوری صف کے قدر نہیں ہیں تو پھر ناحیہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ مقتدی،الخ ،دونوں طرف مساوی کھڑے ہو سکتے ہیں۔(فتاویٰ دارالعلوم قدیم ۱/ ۱۸۵-۱٦۳ وفتاویٰ دارالعلوم جدید:۳/ ۳٦۱-سعید)

(۱) **کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها؟ومطلب فی کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب،انیس**

(۲) **کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکرة فیها،مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولٰی:۲/ ٤١٤، دار الکتب العلمیة،انیس**

(۳) **رد المحتار: ۱/ ٥٦٨ (ومکرهات الصلاة،مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولٰی:۱/ ٦٤٦، دارالفکر بیروت،انیس)**

صفوں کا سیدھا کرنا

صفوف کا سیدھا کرنا کرانا کیسا ہے:

سوال: صفوف کو سیدھا کرنا اور کرانا کیسا ہے؟

الجواب

صفوف کا سیدھا کرنا سنت ہے، اس کی بہت تاکید آئی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۶۶/۳)

---

(۱) عن أنس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: سووا صفوفکم، فإن تسویة الصفوف من إقامة الصلاة. (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة: ۱۰۲/۱، رقم الحدیث: ۷۲۳، بیت الأفکار، انیس)

عن أنس بن مالک قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: سووا صفوفکم، فإن تسویة الصف من تمام الصلاة. (الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف وإقامتها: ۱۸۵/۱، رقم الحدیث: ۴۳۳، بیت الأفکار/ سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف: ۹۴/۱، رقم الحدیث: ۶۶۸، بیت الأفکار/سنن ابن ماجة، کتاب إقامة الصلاة، باب إقامة الصفوف: ۱۱۴/۱، رقم الحدیث: ۹۹۳، بیت الأفکار/مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ: ۲۰۱/۲۰، رقم الحدیث: ۱۲۸۱۳، مؤسسة الرسالة، انیس)

عن سماک بن حرب قال: سمعت النعمان یخطب قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسوی الصف أو الصفوف حتی یدعه مثل القدح أو الرمح فرأی صدر رجل نائتافقال: عباد اللّٰہ! لتسون صفوفکم أو لیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم. (مسند ابن الجعد، شعبة عن سماک بن حرب: ۹۷/۱، رقم الحدیث: ۱۰۸۵، مؤسسة نادر، انیس)/(مشکوة، باب تسویة الصفوف، الفصل الاول، ص: ۹۸، ظفیر)

سالم بن أبی الجعد قال: سمعت النعمان بن بشیر یقول: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لتسون صفوفکم أو لیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم. (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب تسویة الصفوف عند الإمامة وبعدها: ۱۰۱/۱، رقم الحدیث: ۷۱۷، بیت الأفکار/الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف واقامتها: ۱۸۶/۱، رقم الحدیث: ۴۳۶، بیت الأفکار/سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی إقامة الصفوف: ۵۷/۱، رقم الحدیث: ۲۲۷، بیت الأفکار/مسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر رضی اللّٰہ عنہ: ۳۳۶/۳۰، رقم الحدیث: ۱۸۳۸۹، مؤسسة الرسالة/مسند أبی داؤد الطیالسی، النعمان بن بشیر: ۱۴۰/۲، رقم الحدیث: ۸۲۸، دارھجر مصر، انیس)

رکوع اور سجدہ میں الصاقِ کعبین کی بحث:

سوال: الصاقِ کعبین رکوع وسجود میں جیسا درمختار میں ہے، کسی کتاب حدیث سے اس کا نشان معلوم نہیں ہوتا اور چوں کہ اس کی سنیت حیز خفا میں ہے، لہٰذا متروک ہے۔ بعض پہلے علما کو بھی اس میں تکرار ہوا ہے، بخاری(۱) کا الصاق کعاب باہم مقتدیوں کا مراد ہے،(۲) اور اس سے محاذات مقصود ہے اور اتصال وتراص صفوف اور یہاں وہ بظاہر مرادنہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر سجود(۳) میں **اِلصاق کعبین** کیا جاوے تو **توجہ أصابعِ رجلین إلی القبلة** نہیں ہوسکتا؛ مگر ہاں! جس کا سارا پنجہ پاؤں کا مساوی اور سب انگشت پا برابر مساوی ہوویں تو مضائقہ نہیں اور ایسا پا[ؤں] تو کہیں شاذ ونادر ہوتا ہے تو اب حقیقی معنی الصاق میں **توجہ أصابع إلی القبلة** فوت ہوتی ہے، تو بظاہر یہ مرادنہیں، اگر محاذات(۴) پر حمل کیا جاوے تو رکوع وسجود کی خصوصیت کیا ہے، یہ قیام کی سنت ہونی چاہیے؛ مگر یہ معنی مرادنہیں ہوسکتے؛ کیوں کہ شامی سجدہ کی بحث میں کہتا ہے:

(۱) قال النعمان بن بشیر رضی اللّٰه عنه :رأیت الرجل منا یلزق کعبه بکعب صاحبه.(صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۰، کتاب الصلاة،باب إلزاقِ المنکب (مطبوعہ مرادآباد،سن ۱۴۱۵ھ) نیز ج: ۱،رقم الحدیث: ۷۲۵،ط:مکتبة الریاض الحدیثة، سنة: ۱٤۰٤ھـ)

(۲) یہ سوال مقدر کا جواب ہے، بخاری شریف میں ٹخنے ملانے کا تذکرہ ہے،(صحیح البخاری، کتاب الصلوٰة،باب إلزاق المنکب) حضرت نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقتدیوں کا ٹخنے ملانا بھی صفیں سیدھی کرنے کے لئے تھا، یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے باہم ٹخنے ملا کر محاذات کرلیں، پھر ڈھنگ سے کھڑے ہوکر نماز شروع کریں اور اگر صفیں سیدھی کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہو، مثلاً صف کی لکیر بنی ہوئی ہو، یا صف بچھی ہوئی ہو تو اس کے ذریعہ بھی صف سیدھی کی جاسکتی ہے، اس وقت ٹخنے ملا کر صف سیدھی کرنے کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں کچا فرش تھا، کوئی نشان نہیں تھا؛ اس لیے صحابہ ٹخنے ملا کر صف سیدھی کیا کرتے تھے، غیر مقلدین نے اس کو حالت قیام میں کھڑے ہونے کا طریقہ سمجھ لیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔(پالن پوری)

(۳) یہ ایک دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر درمختار کے قول سے سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا مراد لیا جائے تو کیا حرج، شاذ ونادر ہی کسی کے پاؤں کا پنجہ مساوی ہوتا ہے اور سب انگلیاں برابر ہوتی ہوں اور حقیقی الصاق کی صورت میں عام لوگوں کے پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی؛ اس لیے بظاہر یہ بھی مرادنہیں۔(پالن پوری)

(۴) یہ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے کہ بخاری میں ٹخنے ملانے کا جو مقصد محاذات ہے، درمختار کی روایت میں وہ کیوں نہ مراد لیا جائے؟ جواب یہ ہے کہ پھر رکوع وسجود کی خصوصیت کیا ہوگی؛ بلکہ یہ قیام کی سنت ہوگی؛ مگر یہ معنی مرادنہیں لے سکتے؛ کیوں کہ شامی نے صراحت کی ہے کہ سجدے رکوع کی طرح ہیں، پس اگر رکوع میں ٹخنے ملائے گئے تو وہ سجدوں میں بھی ملے رہیں گے۔(پالن پوری)

قد منا أنه ربما يفهم منه أن السجود كذلك ،إذ لم يذكروا تفريجها بعد الركوع فالأصل بقاؤهما هنا كذلك،إلخ. (۱)

(ترجمہ:اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں،کبھی کبھی اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سجدے بھی اس طرح ہیں؛ کیوں کہ ان دونوں کو رکوع کے بعد،کھولنے کا ذکر نہیں تو اصل ان کا یہاں اس طرح باقی رہنا ہے۔)

سوتفریج (۲) کے مخالف الصاق مراد رکھتے ہیں اور وہ معنی حقیقی کے مراد ہونے پر دال ہے اور اس الصاق کی کہیں سند نہیں ملی، پہلے بھی تحقیق کیا تھا۔فقط

(مکتوبات بنام مولانا خلیل احمدؒ مکتوب نمبر:۳۴)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۱-۱۷۲)

باجماعت نماز میں الزاق وتراص کا معنی:

سوال: آج کل یہاں غیر مقلد کا بہت زور شور ہو رہا ہے،حتی کہ نماز میں کہا جاتا ہے کہ ایڑی سے ایڑی اور چھنگلیاں سے چھنگلیا ملا کر کھڑے ہوا کرو اور بہت لوگ کھڑے بھی ہوتے ہیں؟

الجواب

فی المشکوٰة،باب تسوية الصف:عن أنس رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم رصوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالأعناق.{الحديث}(رواه أبوداؤد)(۳)

وعن أبی أمامة رضی اللّٰه عنه فی حديث طويل قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: سووا صفوفكم و حاذوا بين مناكبكم.{الحديث}(رواه أحمد)(۴)

حدیث اول میں رصوا کے بعد قاربوا آیا ہے،ظاہر ہے کہ اگر تراص بمعنی مماست اقدام وغیرہ لیا جاوے تو قاربوا کے منافی ہوگا کہ مقاربت چاہتا ہے عدم مماست کو،جیسا کہ ظاہر ہے،اس سے معلوم ہوا کہ مقصود مقاربت ہے،اسی کو

(۱) شامی (نسخہ ہندیہ) ص:۳۳۹،ج:۱،باب إطالة الركوع للجائی (مطبع مجتبائی دہلی:۱۲۸۷ھ) نیز شامی،ص:۵۰۴/ج:۱، باب إطالة الركوع. (مطبوعہ دار الفکر بیروت: ۱۳۹۹ھ)[نور]

(۲) یہ بحث کا خلاصہ ہے کہ جو لوگ الصاق کعبین کے قائل ہیں اور تفریج (کشادہ رکھنے) کے مخالف ہیں، وہ الصاق کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں،صرف محاذات مراد نہیں لیتے اور الصاق حقیقی کی کوئی دلیل نہیں؛ بلکہ طحاوی باب التطبيق فی الركوع میں تفریق کے افضل ہونے کی صراحت ہے۔(پالن پوری)

(۳) مشكوٰة المصابيح،الفصل الثانی: ۳٤١،رقم الحديث: ١٠٩٣،المكتب الإسلامی،/سنن أبی داؤد. كتاب الصلاة،باب تسوية الصفوف: ٩٢،رقم الحديث: ٦٦٧،بيت الأفكار،انيس

(۴) مسند الإمام أحمد،حديث أبی أمامة الباهلی: ٥٩٧/٣٦،رقم الحديث: ٢٢٢٦٣،مؤسسة الرسالة،انيس

مبالغۂ تراص، یا بعض حدیثوں میں الزاق فرمادیا اور آگے جو "حاذوا" آیا ہے، گویا اسی کی تفسیر ہے اور اسی کو دوسری حدیث میں "حاذوا بین مناکبکم" سے تعبیر کیا ہے۔ وھٰذا ظاھر جدًا واللّٰہ أعلم وعلمہ أتم وأحکم

۲۹ر رمضان ۱۳۲۳ھ۔ (امداد، صفحہ: ۷۷ر ج: ۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱ر ۴۰۷۔ ۴۰۸)

الزاق الکعب بالکعب کی تشریح:

سوال: یہاں ایک مولوی صاحب جو اپنا شمار اہل حدیث میں کرتے ہیں؛ لیکن ایک بزرگ وسنجیدہ آدمی ہیں، آج کل تشریف لائے ہیں، نماز جماعت مسجد میں وہی پڑھاتے ہیں، انہوں نے صف بندی میں الزاق الکعب بالکعب کو بہت رواج دیا ہے، ہر شخص جماعت میں پیر کو اپنے پاس والے کے پیر سے چسپاں کرتا ہے، اس میں چند فتور ہوتے ہیں۔ اول: درمیان دونوں پیر ایک آدمی کے فصل زیادہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے: جس کا پیر چھوٹا ہے اور صف سے پیچھے معلوم ہوتا ہے؛ یعنی اس کا مونڈھا مونڈھے سے نہیں ملتا۔ تیسرے: جب سجدے میں جاتے ہیں تو سب کے پیر اپنے مقام سے ہٹ جاتے ہیں، پھر جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے ہیں تو پیروں کی طرف ملتفت ہو کر ان کو دونوں طرف بڑھا کر ایک دوسرے سے ملاتے ہیں، اس التفات وحرکت غیر مامور بہا کو مکروہ خیال کر کے اپنے طریق پر قائم رہا اور ہوں، بعض حضرات نے مجھ سے کہا تو میں نے جواب دے دیا کہ میرے فعل سے آپ کو کیا بحث؟ لیکن ایک روز مولوی صاحب ممدوح نے اس پر مجھے ملامت کی اور کہا کہ تم تارک سنت مؤکدہ ہو، میں نے کہا کہ اس کا سنت ہونا غیر ثابت ہے، پس آپ مجھ پر افترا کرتے ہیں، یہ آپ کو مناسب نہیں، انہوں نے ثبوت میں روایت نعمان بن بشیرؓ کی جس کا جزو یہ ہے "رأیت الرجل منایلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وکعبہ بکعبہ" اور روایت حضرت انسؓ کی "فکان أحدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وقدمہ بقدمہ فی الصف" {رواہ البخاری}(۱) پیش کی، میں نے کہا: حدیث اول سے مواظبت نہیں نکلتی اور حدیث ثانی سے الزاق الکعب کا استدلال صحیح نہیں، بہت ناراض ہوئے، پھر کہلا بھیجا کہ اپنے شبہات تحریراً پیش کرو، میں آپ کو اطمینان کر دوں گا، میں نے ایک جز میں تقریر لکھ کر بھیج دی، جواب آج تک نہیں دیا، اس شبہ میں تمام لوگ پھر الزاق الکعب کے تارک ہو گئے، اب آپ سے عرض ہے کہ اس بیان کو مفصلاً تحریر فرمائیے کہ میرا اور لوگوں کا اطمینان ہو جاوے؟

الجواب

اس باب میں مختلف الفاظ سے روایات آئی ہیں، بخاری کے الفاظ تو سوال ہی میں مذکور ہیں اور سنن ابوداؤد میں نعمان بن بشیرؓ سے یہ الفاظ آئے ہیں:

---

(۱) سنن أبی داؤد، باب تسویة الصفوف (ح: ٦٦٢)/ صحیح البخاری، باب إلزاق المنکب بالمنکب (ح: ٧٢٥) انیس

”قال: فرأيت الرجل يلزق منكبه بمنكب صاحبه وركبته بركبة صاحبه وكعبه بكعبه“. (۱)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ الفاظ ہیں:

”وقاربوا بينهما وحاذوا بالأعناق“. (۲)

اور عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً یہ الفاظ ہیں:

”حاذوا بالمناكب“. (۳)

اور یہ امر یقینی ہے کہ ان سب عبارات معبر عنہ ایک ہی ہے، اسی کو کہیں الزاق سے تعبیر کر دیا، کہیں مقاربت سے، کہیں محاذاۃ سے، اس سے معلوم ہوا کہ محاذاۃ ومقاربت ہی کو الزاق کہہ دیا ہے مبالغت فی المقاربۃ۔

دوسرے اگر الزاق کے معنی حقیقی لیے جاویں تو الزاق المناکب اور الزاق الکعب اس صورت متعارفہ معتادہ میں مجتمع نہیں ہوسکتے کہ مصلی اپنے قدمین میں خوب انفراج رکھے؛ کیوں کہ اس میں الزاق الکعاب تو ہوگا؛ لیکن الزاق المناکب نہ ہوگا، جیسا کہ ظاہر اور مشاہد ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ الزاق الکعب کو مقصود سمجھا جاوے اور الزاق المناکب کی رعایت نہ کی جاوے، کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ الزاق المناکب اصل ہے اور الزاق الکعاب غیر مقصود۔

تیسرے الزاق الکعاب کی جو صورت بھی لی جاوے، الزاق الرکب کے ساتھ اس کے تحقق کی کوئی صورت نہیں؛ کیوں کہ رکبہ بمعنی: زانو کا الزاق دوسرے رکبہ سے جب ہوسکتا ہے کہ دو شخص باہم متقابل اور متواجہ ہوں، جیسا کہ ظاہر ہے، البتہ محاذات رکب میں ہر حال میں ممکن ہے، ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ جس الزاق کا دعویٰ کیا جاتا ہے، حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی؛ بلکہ فرجات چھوڑنے کی ممانعت سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ أعلم وعلمه وأتم

۹/ شوال ۱۳۲۳ھ۔ (امداد، صفحہ: ۸۰/ ج: ۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۴۰۸-۴۱۰) ☆

---

(۱) سنن أبي داؤد، باب تسوية الصفوف: ۹۳/۱ (ح: ٦٦٢) بيت الأفكار، انيس

(۲) سنن أبي داؤد، باب تسوية الصفوف: ۱۷۹/۱ (ح: ٦٦٧) المكتبة العصرية صيدا بيروت، انيس

(۳) موطأ الإمام مالک بروایة محمد بن الحسن الشيباني، باب تسوية الصفوف (ح: ۹۸) انيس

☆ **ملفوظات متعلق الزاق مناکب:**

از مولانا رشید احمد گنگوہی:

الزاق مناکب والقدم سے اتصال صفوف ومحاذات اعضا مراد ہے اور جو حقیقت لحوق مراد ہو تو کعب با کعب کس طرح متصل ہوسکتا ہے کہ آدمی اوپر سے عریض قدم کے پاس سے دقیق اگر اقدام کو فراخ کرے اور پھیلا کر رکھے تو خشوع کے خلاف اور موجب کلفت کا ہے اور حکم تراصوا فی الصفوف دلیل محاذات اور اتصال صفوف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۳)

تحقیق تسویہ صفوف والصاق القدم بالقدم:

سوال: جماعت میں صفوں کو سیدھا کرنے کی تاکید ہے کہ کندھے سے کندھا ملادیں اور حضرات اہل حدیث فرماتے ہیں کہ سدالخلل سے مراد پیر سے پیر بھی ملا کر صف میں نمازی کھڑے ہوں اور الصاق سے مراد حقیقۃ ملانا ہے، کیا ان کا کہنا حق ہے؟ اور احناف غلطی پر ہیں کہ جو پیروں کو نہیں ملاتے؟

(۲) کیا سدالخلل کندھے کے ملانے سے ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کیا پیروں کو فراخ کر کے ملانے سے سدالخلل نہیں ہوگا؟ ان کو واضح کر کے جواب لکھیں، اس میں ہمارے یہاں کے احناف بھی مبتلا ہوتے ہیں۔

الجواب

عن أنس رضی اللّٰہ عنہ مرفوعًا قال: رصوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالأعناق. {رواه أبوداؤد والنسائی وصححه ابن حبان}(بلوغ المرام: ١/٧٤)

قال فی مجمع البحار: تراصوا فی الصفوف أی تلاصقوا حتٰی لایكون بينكم فرج من رص البناء إذا الملص بعضها ببعض، آه. (ج: ٢/ص: ١٢)

وفی الباب عن النعمان بن بشير رضی اللّٰه عنه يقول: أقبل علينا رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بوجهه فقال: أقيموا صفوفكم ثلٰثا واللّٰه لتقيمن صفوفكم أوليخالفن واللّٰه بين قلوبكم، قال: فقد رأيت الرجل منايلزق منكبه بمنكب صاحبه وركبته بركبته وكعبه بكعبه. {أخرجه أبوداؤد وصححه ابن حزيمة}(فتح الباری: ٢/١٧٦)

وعن أنس رضی اللّٰه عنه مرفوعًا قال: أقيموا صفوفكم فإنی أريكم من وراء ظهری وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكبه صاحبه وقدمه بقدمه. {رواه البخاری}

وقال الحافظ فی الفتح (ص: ١٧٦): **وأخرجه الإسمٰعيل** (وفی مستخرجه الصحيح) **من رواية معمرعن حميد بلفظ قال أنس رضی اللّٰه عنه: فلقد رأيت أحدنا، إلٰی آخره، وزاد معمرفی رواية: ولو فعلت ذلک بأحدهم اليوم لنفركأنه بغل شموس، آه.**

وذكرت فی إعلاء السنن: أخذت طائفة فی زماننا بظاهرهٰذا الحديث فتراهم يلزقون أقدامهم بأقدام من يليهم فی الصف ولايزالون يتكلفون ذلک إلٰی آخر الصلاة ولايخفی إن فی إلزاق الأقدام بالاقدام مع إلزاق المناكب بالمناكب والركب بالركب مشقة عظيمة لاسيما مع ابقائها كذلک إلٰی آخر الصلٰوة كما هومشاهد والحرج مدفوع بالنص علٰی أن إلزاق تلک الأعضاء بأجمعها حقيقة غيرممكن إذا كان المصلون مختلفی القامة فالمراد منه جعل بعضها فی محاذات بعض.

قال الحافظ فی الفتح تحت قول البخاری باب الزاق القدم بالقدم فی الصف: المراد بذلک المبالغة فی تعدیل الصف وسدخلله. (ص:١٧٦)

وفی عون المعبود قوله صلی اللّٰہ علیه وسلم حاذوا بالمناکب: أی اجعلوا بعضها حذاء بعض بحیث یکون منکب کل واحد موازیاً لمنکب الاٰخر ومسامتاله فتکون المناکب والأعناق و الأقدام علٰی سمت واحد، آہ. (ج:١/ص:٢١٥)

وقال الشیخ: ولوحمل الالزاق علی الحقیقة فالمراد منه إحداثه وقت الاقامة لتسویة الصف فإن إحداث الالزاق فی تلک الأعضاء طریق تحصیل هٰذه التسویة ولادلالة فی الحدیث علٰی إبقاء ه فی الصلاة بعد الشروع فیها ومن ادعٰی ذلک فلیأت بحجة علیه، آہ.

قلت: وقول أنس کان أحدنا وقوله ولقد رأیت أحدنا یفید أن الفعل المذکور کان فی زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولم یبق بعده کما صرح به فی روایة معمربقوله: ولوفعلت ذلک بأحدهم لنفر کأنه بغل شموس فلو کان ذلک سنة مقصودة من سنن الصلاة لم یترکها الصحابة والتابعون ولم یتنفر منها أحد فالصحیح ماقلنا أن ذلک کان للمبالغة فی تسویة الصف حین الإقامة لابعدها فی داخل الصلاة، آہ. (ج:٤/ص:٢٩٩)

ان عباراتِ مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ سدالخلل سے مراد یہ ہے کہ نمازی خوب مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں فرجہ نہ رہے اور یہ بات کندھا ملانے سے حاصل ہوتی ہے، قدم سے قدم ملانے سے فرجہ پیدا ہوجائے گا اور قدم سے قدم ملانا نماز شروع کرنے سے پہلے اسی غرض سے ہے؛ تاکہ صف سیدھی ہوجائے، نماز کے اندر قدم سے قدم ملانا سنت نہیں ہے؛ اس لیے احناف غلطی پر نہیں ہیں۔

(۲) پیروں کو فراخ کر کے ملانے سے سدالخلل نہ ہوگا؛ بلکہ کندھے سے کندھا ملانے سے سدالخلل ہوگا؛ کیوں کہ ''إنّ اللّٰه یحب الذین یصفون کماتصف الملائکة کأنهم بنیان مرصوص'' سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازیوں کو بنیان مرصوص کی طرح مل کر کھڑا ہونا چاہئے اور یہ تراص الزاق مناکب ہی سے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

۲۱/ذی الحجہ ۴۵ھ (امدادالاحکام: ۲/۱۴۱و۱۴۳)

صفوں میں ٹخنوں اور کندھوں کو ملانے سے مراد محاذات ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز میں ٹخنے اور کندھے ملا کر کھڑا ہونا چاہیے، یا بغیر کندھے ملائے ہوئے کھڑا ہونا چاہیے؟ حالاں کہ ان دونوں کو بیک وقت ملانا مشکل ہے؟ بینوتوجروا۔

(المستفتی: غلام حیدر چارسدہ)

الجواب______________________

صفوف کو سیدھا رکھنا مطلوب ہے اور جن روایات میں کعب کو کعب سے، منکب کو منکب سے اور رکبۃ کو رکبۃ سے ملانے کا حکم وارد ہے اس سے مراد محاذات ہے، نہ کہ معنیٰ حقیقی مراد ہے، **لأنها متعذر فی آن واحد، فافهم**. (۱)

وفی البحر (۳۵۳/۱): وینبغی للقوم إذا قاموا إلی الصلاة أن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم فی الصفوف. (۲) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۳۰۱/۲)

صف میں ہمواری کیسے ہو:

سوال: نماز میں جماعت کے اندر ایڑی برابر ہوں، یا کیسے؟

الجواب______________________

ٹخنہ ٹخنے کی سیدھ میں ہونا چاہیے اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہونا چاہیے، اس سے صف سیدھی ہو جاوے گی۔ درمختار میں ہے: "**ویسووا مناکبھم**". (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۲۷/۳)

جماعت اور صف کی درستگی ضروری ہے، چاہے تکبیر کے بعد ہو:

سوال: تکبیر جب شروع ہو جائے، یا ختم ہو چکے، اس وقت جماعت کو دائیں بائیں سرک جانا، کیسا ہے؟

الجواب______________________

جماعت [کی] اصلاح اور سیدھا [ہونا] ضرور [ی] ہے، اگر چہ تکبیر کے بعد ہو، درستیٔ جماعت کرنی چاہیے۔ (مجموعہ کلاں، ص: ۲۳۳-۲۳۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۵۶)

ضرورۃً صف میں انقطاع رکھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا اندرونی حصہ اتنا ہے کہ جس میں تین صف آسانی کے ساتھ بنتی ہیں؛ لیکن صبح کے وقت نمازی زائد ہوتے ہیں اور باہر کھڑے ہونے میں سردی کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے، اب اگر مسجد کے اندر امام کے ایک بالشت فاصلہ سے چوتھی صف اس طرح بنائی جاوے کہ امام کے پیچھے ایک آدمی

---

(۱) **وفی المنهاج: وأما الزاق المنكب بالمنكب والركبة بالركبة والكعب بالكعب فالمراد منه المحاذاة دون المعنى الظاهر بدليل ماروا ه أبوداؤد وحاذوا بين المناكب وحاذوا بالأعناق... وأما مايفعله أهل الظاهر من حمل الالزاق علی الحقيقة فلا سلف لهم فيه علی أن إلزاق الكعب بالكعب والركبة بالركبة والمنكب بالمنكب حقيقة فی وقت واحد عسيرجداً بل محال.** (منهاج السنن شرح جامع السنن: ۱۰۳/۲، باب ماجاء فی إقامة الصفوف)

(۲) **البحرالرائق: ۳۵۳/۱، باب الإمامة/ درر الحكام شرح غرر الأحكام: ۹۰/۱، دار إحياء الكتب العربية، انيس**

(۳) **الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳۱/۱، ظفير**

کی جگہ خالی رہے اور صف منقطع ہوجائے تو ایسا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

واجبات متعلقہ بالصفوف ومقام الامام والماموم کے ترک سے کراہت کا لزوم اس وقت ہوتا ہے، جب بغیر عذر کے ترک کئے جاویں، مع العذر ترک کرنے سے کوئی کراہیت لازم نہیں آتی، تنگی مکان سردی اور گرمی بھی عذر میں داخل ہیں، صاحب الدر المختار نے مکروہات الصلاۃ کو ذکر کرتے ہوئے جب (**قيام الإمام في المحراب... وانفراد الإمام على الدكان وعكسه**) کو ذکر کیا تو کہہ دیا: **وهٰذا كله (عند عدم العذر) كجمعةٍ وعيد، فلو قاموا على الرفوف والإمام على الأرض أوفي المحراب لضيق المكان، لم يكره، إلخ**، و**قال الشامي على قوله (كجمعةٍ وعيد): مثال للعذر وهو على تقدير مضاف، أى كزحمة جمعة وعيد.** پھر صاحب الدر نے چند سطر کے بعد فرمایا: **ومن العذر إرادة التعليم أو التبليغ وقال الشامي: (ومن العذر) أي في الانفراد في مكان مرتفع، إلى أن قال: قلت: لكن في المعراج ما نصه: وبقولنا قال الشافعي رحمه الله تعالى إلا إذا أراد الإمام، إلخ.** (۴۷۸/۱)(۱)

حاصل یہ ہے کہ **عدم جواز الانقطاع في الصف حكماً عدم جواز قيام الإمام في المحراب وانفراده على الدكان وعكسه** ہے اور ضیق مکان سردی وگرمی کا عذر کسی طرح بھی تعلیم وتبلیغ کے عذر سے کم نہیں، باوجودیکہ ان کو اعذار میں شمار کیا گیا ہے، لہٰذا اگرچہ صورتِ مسئولہ میں صریح جزئیہ تو اس وقت پیش نظر نہیں؛ لیکن اعتباراً علی المسائل المحولۃ یہاں بھی عذر مذکور کی وجہ سے کراہت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲۵۰/۲)

نماز کے دوران صف سیدھی کرنا:

سوال: ہم صف میں صحیح طریقہ سے کھڑے ہوں، دائیں بائیں کوئی شخص صحیح نہیں کھڑا ہے تو خود نماز کی حالت میں صف صحیح کرسکتے ہیں اور دوسرے کو جو آگے پیچھے یا دور ہو اس کو اپنے ہاتھ سے قریب کرسکتے ہیں؟

ھو المصوب

اگر عمل کثیر نہ ہو تو تھوڑا آگے پیچھے ہونا ہو تو صف درست کرسکتے ہیں، (۲) دوسرے کو نماز کی حالت میں درست نہیں کریں گے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۳۷/۲-۲۳۸)

(۱) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، انيس

(۲) عن أنس بن مالک قال: أقيمت الصلاة، فأقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوجهه، ==

تسویہ صفوف کے واسطے اساتذہ کا بچوں کی صف میں کھڑا ہونا:

سوال: مدرسہ ریاض العلوم گورینی میں طلبہ کے تسویہ صفوف کے لئے ایک استاذ مقرر ہے، جو ہر نماز میں بچوں کو صفیں درست کرا کے بالکل پچھلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں، جبکہ صف اول کے علاوہ بیچ میں تین صفیں نابالغ بچوں کی ہوتی ہیں، اگر کوئی استاذ پچھلی صف میں نہ کھڑا ہو تو ایسی صف میں یہ بچے نماز ہی میں شرارت کرنے لگیں تو کیا اس صورت میں اس استاذ کا پچھلی صف میں کھڑا ہونا درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

حامدًا و مصليًا و مسلماً:

ان صورتوں میں اس استاذ کا بچوں کی صف میں کھڑا ہونا درست ہے، جیسا کہ التحریر المختار کی عبارت سے پتہ چلتا ہے۔

قوله ذكره في البحر... قال الرحمتي:... في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال إلا أن المعهود منهم إذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدى ضررهم إلى إفساد صلاة الرجال، انتهى. (الدر المختار: ۷۳/۱)(۱)

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ جب بچوں کو بالغین کی صف میں فساد صلوٰۃ کے اندیشہ کے سبب کھڑا ہونا درست ہے تو بالغ کو بھی بچوں کی صف میں کھڑا ہونا درست ہونا چاہیے؛ کیوں کہ علت فساد صلوٰۃ رجال ہے، کیوں کہ بسا اوقات بچوں کے ہنسنے اور ان کے باہم جھگڑنے کی بنا پر بڑوں کی نماز میں خلل واقع ہوجاتا ہے اور جب کوئی بڑا ان کی صف میں کھڑا ہوجاتا ہے تو وہ ان حرکتوں سے باز رہتے ہیں، اس بنا پر ان استاذ کا بچوں کی صف میں کھڑا ہونا درست ہے؛ لیکن مناسب یہ ہے کہ استاذ مذکور کے ساتھ دو چار بالغ افراد اور کھڑے ہوجائیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بر بنائے ضرورت بچوں اور مردوں کا مختلط ہو کر صف بندی کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ ۲۲/۱/۱۴۱۳ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۵۵۴/۲-۵۵۵)

== فقال: أقيموا صفوفكم، وتراصوا فإني أراكم من وراء ظهري. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إقبال الإمام على الناس عند تسوية الصفوف، رقم الحديث: ۷۱۹)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة، فقمت عن يساره، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم برأسي من ورائي، فجعلني عن يمينه. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب: إذا قام الرجل عن يسار الإمام، رقم الحديث: ۷۲۶/السنن الكبرىٰ للنسائي، موقف الإمام والمأموم صبي، رقم الحديث: ۸۸۲، انيس)

(۱) إمداد الفتاوىٰ، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة: ۴۱/۱، ط: زكريا ديوبند

ستونوں کے درمیان صف بندی

صلوٰۃ بین الساریتین کا حکم:

سوال: باب الإمامة،فتح القدیر اور ردالمحتار کی اس عبارت سے ''الأصح ماروی عن أبی حنیفة أنـه قال:أکره للإمام أن یقوم بین الساریتین أو زاویة أوناحیة المسجد أوإلیٰ ساریة؛لأنه بخلاف عمل الأمة،آه.(۱)

بقول وتحقیق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاضرورت امام کا بحالت امامت مسجد کے درمیں، جو بین الساریتین ہو، کھڑے ہونے کی کراہت ثابت ہوتی ہے، یانہیں؟

(۲) بصورت ثبوت حکم کراہت صحیحین وغیرہما کی وہ حدیثیں قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معارض ہوسکتی ہیں، جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے اندر بین العمودین کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ثابت ہے، یابوجہ منفرد ہونے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معارضہ مذکور قیاس مع الفارق وباطل ہوگا؟

(۳) بدائع کی یہ عبارت ''الأفضـل لـلإمـام أن یقف فی مقام إبراهیم ''جس کو ردالمحتار:۱/۵۶۹ نے حواشی درمختار کے باب الامامۃ وباب الصلوٰۃ فی الکعبہ میں نقل کیا ہے، معارض قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بوجہ وقوع مقام ابراہیم بین الساریتین ہے، یانہیں؟ بصورت ثانی تعارض ظاہری کے دفع کی، کیا تقریر وتنقیح ہے؟

الجواب

(۱) کراہت ثابت ہوتی ہے، کما هو ظاهر.

(۲) قیاس مع الفارق ہے، للوجه المذکور فی السوال.

(۳) یہ مقام ابراہیم کہنا ایسا ہے، جیسا باب الامامۃ ردالمحتار:۱/۵۸ میں اس کے ذرا قبل کی عبارت میں ''السـنة أن یـقـوم فـی الـمحراب،إلخ'' (۲) فـی الـمحراب کہنا؛ مگر دوسری دلیل سے فی المحراب یقیناً مقید ہے خروج قدمین کے ساتھ فی مکروهات الصلوٰة:وقیام الإمام فی المحراب،لاسجوده فیه،وقدماه خارجه.(۳)

(۱) ردالمحتار: ۱/۵٦۸ ،باب الإمامة مطلب فی کراهة قیام الإمام

(۲) کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أوأفحش منها:۲/ ۳۱۰،دارالکتب العلمیة ،انیس

(۳) من الدرالمختارمع ردالمحتار،مکروهات صلاة: ۱/٦٤٥،انیس

پس اسی طرح فی مقام ابرہیم بھی مقید ہے اسی قید کے ساتھ؛ اس لیے کچھ تعارض نہ رہا۔

۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ۔ (تتمہ اولیٰ: ۲۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۸۔۴۲۹)

صف کے درمیان ستون کا حائل ہونا:

سوال: دردیار پنجاب وخراسان بوقت ساختن مساجد در صیفی وشتوی زیر صف (۱) میان ہر دوجدار ستون میدہند وبوقت صف بستن مصلیان آں ستونہا میان صف می آیند وجائے یک مصلی میگیرند بعض علمائے فرمایند کہ ایں حائل کعدم الحائل ست، پس فرجات الشیطان متحقق شد ویدخل فیہ الشیطین کا نھا حذف بر ومطلق وبعض می سرایند کہ حیلولت ستون درمیان صف مثل ایستادن مصلے شد ودر فرجات شیطان داخل نہ شد چہ دخول شیطان برآں صورت است کہ قصداً فرجہ در صف میان دوکس گزاشتہ شود وایں آمدن ستون حالت اضطراری ست نہ اختیاری چہ ایں قدر دراز چوب کہ سر بسر بر جدران نہادہ شود نادر الوجود ست والضرورات تبیح المحظورات دریں امر ہر چہ ارشاد شود واجب العمل خواہد شد اگر قول بعض اول درست شود تا ستونہا را از مساجد کشیدہ صورتی دیگر کردہ شود اگر قول بعض ثانی درست شود ماازوسواس وعید ایمن باشیم اما دریں صورت جزئیہ نوشتہ شود بحوالہ کتاب وصفحہ وباب تا کہ بر مخالف حجت قوی گردد۔ (۲)

الجواب

ایں جزئیہ تصریحاً از نظر نہ گذشتہ ونہ ذخیرہ کتب نزد خود دارم کہ دراں تتبع نمایم؛ لیکن انچہ از کلیات ونظائر فہمیدہ ام آن است کہ اگر از آمدن ستونہا میان صف تحرز بوجہی ممکن باشد تحرز باید کرد زیرکہ مراصۃ در صفوف مامور بہ است وحیلولۃ سواری مفوت مراصۃ است واگر تحرز ممکن نباشد، پس امر واسع است۔ (کما فی رد المحتار، جلد اول، ص: ۵۹۵) (۲)

---

(۱) کذا فی الأصل ولعل الصحیح ''سقف''۔ سعید

(۲) خلاصۂ سوال: پنجاب اور خراسان کے علاقوں میں مساجد موسم گرما وسردی کے لحاظ سے بناتے وقت چھت کے نیچے دونوں دیواروں کے درمیان ستون رکھتے ہیں، جو صف بندی کے وقت درمیان میں پڑتے ہیں اور ایک آدمی کی جگہ گھیرتے ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حائل (آڑ) کالعدم ہے لہٰذا ''فرجات شیطان'' کی وعید کا محمل ہے اور بعض کا خیال یہ ہے کہ ستونوں کا درمیان صف ہونا مانند ایک نمازی کے کھڑا ہونے کے ہے ''فرجات شیطان'' کی وعید میں داخل نہیں ہے؛ کیوں کہ شیطان کا صف کے درمیان گھسنا اس وقت ہے کہ بالقصد صف کے درمیان فرجہ (کشادہ جگہ) چھوڑا جائے اور یہاں ستونوں کا صف کے درمیان واقع ہونا اضطراری حالت ہے، اختیاری نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسی لمبی لکڑی جو ایک دیوار سے دوسری دیوار تک دراز ہو اور درمیان میں ستون نہ رکھنے پڑیں نادر الوجود ہے، لہٰذا ضرورت کی وجہ سے یہ جائز ہوگا۔ اس معاملہ میں جو آپ ارشاد فرمائیں گے وہ واجب العمل ہوگا، اگر اول حضرات کی رائے صحیح ہے تو مسجد میں سے ستون نکال کر کوئی اور صورت اختیار کی جائے گی اور اگر دوسرے حضرات کا قول درست ہے تو ہم اندیشہ وعید سے مطمئن ہو جائیں گے؛ لیکن بصورت ثانی جزئیہ مع قید کتاب وصفحہ وباب تحریر فرمائیں؛ تا کہ مخالف پر حجت قوی ہو۔ انیس)

(۳) ترجمۂ جواب: یہ جزئیہ صراحۃً نظر سے نہیں گذرا نہ کتابیں پاس ہیں کہ ان میں تلاش کروں، ==

قال اس نقل میں اختصار مخل ہے؛اس لیے اول پوری عبارت نقل کی جاتی ہے،اس کے بعد ضروری تحقیق لکھی جائے گی۔شامی ۵۹۵(۱) میں ہے:

قال فی البحر فی آخر باب الجمعة: تکلموا فی الصف الأول،قیل:هو خلف الإمام فی المقصورة وقیل: مایلی المقصورة،وبه أخذ الفقیه أبو اللیث؛لأنه یمنع العامة عن الدخول فی المقصورة فلا تتوصل العامة إلیٰ نیل فضیلة الصف الأول،اه.

أقول:والظاهر أن المقصورة فی زمانهم إسم لبیت فی داخل الجدار القبلی من المسجد کان یصلی فیها الأمراء الجمعة ویمنعون الناس من دخولها خوفًا من العد وفعلٰی هٰذا اختلف فی الصف الأول،هل هو مایلی الإمام من داخلها،أم ما یلی المقصورة من خارجها؟فأخذ الفقیه بالثانی توسعة علی العامة کی لاتفوتهم الفضیلة،ویعلم منه بالأولٰی أن مثل مقصورة دمشق التی هی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف مایلی الإمام فی داخلها وماتصل به من طرفیها خارجًا عنها من أول الجدار إلٰی آخره،فلاینقطع الصف ببنائها،کما لاینقطع بالمنبر الذی هو داخلها فیما یظهر،وصرح به الشافعیة،وعلیه فلو وقف فی الصف الثانی داخلها قبل استکمال الصف الأول من خارجها یکون مکروهًا،ویؤخذ من تعریف الصف الأول بما هو خلف الإمام:أی لاخلف مقتد آخر أن من قام فی الصف الثانی بحذاء باب المنبر یکون من الصف الأول؛لأنه لیس خلف مقتد آخر واللّٰه تعالٰی أعلم،آه.

اس عبارت میں علامہ شامی نے اولاً تعیین صف اول میں علماء کا اختلاف دکھلایا ہے کہ بعض اس صف کو اول کہتے ہیں،جو کہ امام کے پیچھے مقصورہ کے اندر ہوتی ہے اور بعض اس صف کو جو کہ مقصورہ کے قریب اس کے باہر ہوتی ہے،اس کے بعد علامہ موصوف نے ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ظاہر کی ہے کہ وہ......اس غرض سے کہ عوام صف اول کی فضیلت سے محروم نہ ہوجائیں،قول ثانی کو اختیار کرتے ہیں،اس کے بعد انہوں نے استنباط کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابواللیث کے فتوے سے یہ امر بالاولیٰ معلوم ہوتا ہے کہ جامع دمشق جس میں مقصورہ حائط قبلے سے باہر اور مسجد کے درمیان میں واقع ہے،اس میں صف اول وہ ہے جو کہ مقصورہ کے اندر واقع ہے اور جو لوگ مقصورہ سے باہر صف

== کلیات ونظائر سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ یہ ہیں ''اگر صف کے درمیان ستونوں کے واقع ہونے سے بچنا کسی طرح بھی ممکن ہو تو بچنا چاہئے؛ کیونکہ صف بندی میں مراصہ (ایک کو دوسرے سے جوڑنا، چمٹانا) مامور بہ ہے اور ستونوں کا صف کے درمیان آنا مراصہ کو ختم کرنے والا ہے اور اگر بچنا ممکن نہ ہو تو گنجائش ہے''۔انیس)

ردالمحتار،باب الإمامة: ۱/ ۵٦۹،مطلب فی الکلام علی الصف الأول،انیس

(۱) کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب:فی الکلام علی الصف الأول،انیس

مذکور کے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہیں اور مقصورہ کی دیواروں کے بیچ میں حائل ہونے سے صف منقطع نہیں ہوتی، جیسا کہ مقصورہ کے اندر منبر کے حائل ہونے سے صف منقطع نہیں ہوتی اور گو علامہ موصوف نے اس استنباط کی وجہ نہیں بیان کی ہے؛ مگر میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ جب امام ابواللیث عوام کی فضیلت صف اول کو حاصل کرنے کے لیے اس صف کو صف اول کہتے ہیں، جو کہ صف واقع فی المقصورہ کے پیچھے ہے تو جو صفیں کہ اس کے دونوں پہلوؤں میں ہیں، وہ تو بالاولیٰ صف اول میں داخل ہوں گی اور جب کہ وہ صف اول میں داخل ہوئیں تو اب پچھلی صف کو صف اول کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لہذا صف اول وہ صف ہوگی جو کہ مقصورہ کے اندر اور اس کے دونوں پہلوں میں واقع ہے اور جب کہ صف اول صف مذکور قرار پائی تو اب دیوار ہائے مذکورہ قاطع صف نہ ہوگی، یہ تقریر تھی وجہ استنباط کی؛ لیکن مجھے اس میں کلام ہے۔ اولاً:

اس لیے کہ حصول فضیلت صف اول کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ صف ثانی کو صف اول کہا جاوے؛ بلکہ اس کے لیے قرب امام کی امکانی کوشش کافی ہے، **کمالایخفٰی علی العارف بقواعد الشرع.**

اور ثانیاً: اس لیے کہ اگر صف خارج مقصورہ کو صف اول مان بھی لیا جاوے اور یہ بھی مان لیا جاوے کہ جو لوگ صف واقع فی المقصورہ کے پہلوؤں میں ہوں، وہ صف اول میں داخل ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقصورہ کی دیواریں قاطع صف نہ ہوں، یہ ممکن ہے کہ نمازیوں کو قطع صف کا گناہ نہ ہو؛ کیوں کہ اس سے بچنا ان کے اختیار سے باہر ہے؛ مگر بانیان مقصورہ کا گناہ سے محفوظ رہنا دشوار ہے؛ کیوں کہ وہ اس قطع کا سبب اپنے اختیار سے بنے ہیں۔

اور ثالثاً: اس لیے کہ امام ابواللیث کے صف خارج مقصورہ کو صف اول کہنے سے یہ لازم بھی نہیں آتا کہ صف واقع فی المقصورہ دمشق صف اول ہو اور جو لوگ اس کے پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہوں؛ کیوں کہ جس ضرورت سے امام ابواللیث نے صف خارج کو صف اول کہا تھا، وہ ہنوز موجود ہے؛ اس لیے کہ انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ اگر صف مقصورہ کو صف اول کہا جاوے گا تو عوام فضیلت صف اول سے محروم ہو جاویں گے؛ کیوں کہ عوام حجرہ میں داخل نہیں ہو سکتے، اب میں کہتا ہوں کہ اگر جامع دمشق میں صف اول صف واقع فی المقصورہ کو کہا جاوے گا تو وہ لوگ فضیلت صف اول سے محروم ہو جاویں گے؛ کیوں کہ مقصورہ میں داخل ہونے سے حکومت مانع ہے اور اس کے پہلوؤں میں کھڑے ہونے سے شریعت مانع ہے للزوم القطع، پس ضرور ہے کہ صف خارج کو صف اول کہا جاوے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہ امام ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک قوی ہے، نہ علامہ شامی کا اس سے یہ استنباط کرنا کہ جامع دمشق میں صف اول فی المقصورہ ہوگی اور جو لوگ اس کے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہوں گے اور جدران مقصورہ قاطع صف نہ ہوں گے، جب یہ تمہیدی مضمون معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ غالباً اس

روایت سے استدلال کی وجہ یہ تھی کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائل بوقت ضرورت کالعدم ہے، سو یہ مضمون صحیح ہے اور مدعی پر اس سے استدلال درست ہے، گو یہ امر کہ جامع دمشق میں دیوار ہائے مقصورہ قاطع صف نہیں ہیں، محل کلام ہے، كما تتبين ويؤيدماقلنا تصريح ابن الحاج المالكي بلزوم قطع الصفوف ببناء المقاصر ؛لیکن اس کا اثر اصل مقصود پر کچھ نہیں پڑتا، پس یہ عبارت برمحل ہے اور اس کی بے تعلقی مقام کا شبہ مندفع ہوگیا، جو کہ اول نظر میں احقر کو ہوگیا تھا۔ (تصحیح الاغلاط:۱۳)

قال في البحر: تكلموا في الصف الأول،قيل:هو خلف الإمام في المقصورة وقيل:مايلي المقصورة وبه أخذ الفقيه أبو الليث؛لأنه يمنع العامة عن الدخول في المقصورة فلا تتوصل العامة إلىٰ نيل فضيلة الصف الأول آه ثم قال،ويعلم منه بالأولىٰ أن مثل مقصورة دمشق التي هي في وسط المسجد خارج الحائط القبلي يكون الصف مايلي الإمام في داخلها وما اتصل به من طرفيها خارجا عنها من أول الجدار إلىٰ آخره،فلاينقطع الصف ببنائها كمالاينقطع بالمنبر الذي هو داخلها فيما يظهر وصرح به الشافعية،آه.(۱)

قلت: (۲)وقد ثبت بهٰذه الرواية أن القاطع في محل الضرورة ليس بقاطع و يؤيده ماروى الترمذي في باب كراهة الصف بين السواري عن عبد الحميد بن محمود قال:صلينا خلف أمير من الأمراء فاضطرَّنا الناس فصلينا بين الساريتين فلما صلينا قال أنس بن مالك: كنا نتقي هٰذا علىٰ عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم.(الحديث)(۳)

فلينظر في قوله:اضطرنا وقوله نتقي: يحصل التفصيل الذي ذكر.

(امداد،ج:۱رص:۸۰)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۴۳۱-۴۳۶)

ستون کے درمیان صفیں بنانا مکروہ ہے:

سوال: ماتقولون أن مسجدا له أعمدة هل يجوز أن يجعل الصفوف بينها أم لا؟

الجواب

يكره الصف بين السواري مالم يضطر إليه لورود النهي عن ذلك ولعل فقهه انتفاء رص الصفوف وهو مامور به في قوله صلى اللّٰه عليه وسلم تراصوا،أخرج ابن ماجة وابن خزيمة والحاكم عن معاوية بن قرة عن أبيه قال كنا ننهى أن نصف بين السواري علىٰ عهد رسول اللّٰه

(۱) كتاب الصلاة،باب الإمامة،حطب في الكلام على الصف الأول:۳۱۱/۲،دارالكتب العلمية،انيس.
(۲) یہاں پر عبارت میں تصحیح الاغلاط:۱۵، سے تغیر کیا گیا ہے۔سعید
(۳) كتاب الصلاة،باب ماجاء في كراهة الصف بين السواري:۵۸/۱،رقم الحديث:۲۲۹،بيت الأفكار،انيس

صلى الله عليه ونطرد عنها طردًا. {رجاله رجال الصحيح إلاهارون بن مسلم وهو حسن الحديث وثقه ابن حبان}وروى الترمذى عن عبدالحميد ابن محمود قال: صلينا خلف أمير من الأمراء فاضطرنا الناس فصلينا بين الساريتين فلما صلينا قال أنس بن مالك: كنا نتقى هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه و سلم. {قال الترمذى: حديث حسن صحيح}. (۳۱/۳)

قال العلامة العينى فى شرح البخارى: إذا كان منفرداً لابأس فى الصلاة بين الساريتين إذا لم يكن فى جماعة وقيد بغير جماعة؛ لأن ذلك لقطع الصفوف وتسوية الصفوف مطلوبة فى الجماعة، آه. (٤٧٨/٢)

وفى فتح البارى قال المحب الطبرى كره قوم الصف بين السوارى للنهى الوارد عن ذلك ومحلها الكراهة عند عدم الضيق والحكمة فيه أما لانقطاع الصف أو لأنه موضع النعال، آه. (٤٧٧/١)

قلت: وقواعدنا لا تاباه لاسيما والعينى من أئمتنا وقد منعه أيضًا والله أعلم (امدادالاحکام: ۱۳۷/۲)

ستونوں کے درمیان صف بندی بلا عذر مکروہ ہے:

سوال: مسجد کے دروازوں، یا پنچ مسجد میں ستونوں کے درمیان مقتدی صف باندھ کر اقتدا کرے، مثلاً: اس کے دروازوں میں سے ہر ایک دروازہ میں تین چار مقتدی سما سکتے ہیں، پھر بیچ میں ستون آجاتا ہے، آیا یہ ستون کا درمیان آجانا مانع اقتدا ہے، یا مستلزم کراہت کا ہے اور یہ کراہت کا لزوم عام ہے، یا خاص، باوجود گنجائش وعدم تنگی کے وقت پر منحصر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

قال العينى فى شرح البخارى: إذا كان منفردًا لابأس بالصلٰوة بين الساريتين إذا لم يكن فى جماعة وقيد بغير جماعة؛ لأن ذلك يقطع الصفوف وتسوية الصفوف فى الجماعة مطلوبة، آه. (٤٧٨/٢)

وفى الدرفى كراهة قيام الإمام فى المحراب وعلى مكان مرتفع مانصّه وهذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلوقاموا على الرفوف والإمام على الأرض أوفى المحراب لضيق المكان لم يكره، آه. (٦٧٦/١)

وذكر الحافظ فى الفتح عن المحب الطبرى: كره قوم الصف بين السوارى للنهى الوارد عن ذلك ومحل الكراهة عند عدم الضيق، آه. (٤٧٧/٢)

قلت: و كلام علمائنا يوافقه فى هذا التقييد والله أعلم

ستونوں کے درمیان صف بندی کرنا بلا عذر مکروہ ہے؛ مگر مانع اقتدا نہیں ہے اور یہ کراہت عام ہے اس صورت کو بھی جب کہ صف ستونوں کے درمیان اس طرح باندھی جائے کہ فرجہ باقی نہ رہے؛ کیوں کہ اس صورت میں بھی ستون قاطع صف ہے، البتہ اگر جمعہ وعید کے موقع پر تنگی ہو تو ایسی حالت میں صف بین السواری بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم

۴/شوال ۱۳۴۶ھ (امدادالاحکام: ۱۴۶/۲-۱۴۷)

صف بندی کا طریقہ

صف میں کھڑا ہونے کا طریقہ:

سوال: نماز کے لیے صفیں باندھتے وقت صف کہاں سے شروع کی جائے؟ بعض کہتے ہیں کہ دائیں طرف سے، جب کہ بعض کہتے ہیں درمیان سے، اگر کوئی بائیں طرف سے صف باندھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر امام اور مقتدی ایک ہو تو بہتر یہ ہے کہ مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، بائیں طرف کھڑا ہونا خلاف اولیٰ ہے، البتہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو پھر درمیان سے صف کا انعقاد کیا جائے، دائیں بائیں جانب سے بھی صف باندھنا جائز ہے، اگرچہ خلاف اولیٰ ہے۔

قال الحصكفي(ويقف الواحد)ولو صبيًا،أما الواحدة فتتأخر(محاذيًا)أي مساويًا(ليمين إمامه)على المذهب،ولاعبرة بالرأس بل بالقدم...(والزائد)يقف(خلفه)قوله:(والزائدة خلفي عدل،تبعاً للوقاية عن قول الكثر والإثنان خلفه؛لأنه غير خاص بالإثنين بل المراد ما زاد على الواحد إثنان فأكثر،نعم يفهم حكم الأكثر بالأولٰى،وفي القهستاني:وكيفيته أن يقف أحدهما بحذائه و الأخر بيمينه إذا كان الزائد اثنين،ولو جاء ثالث وقف عن يسار الأول، والرابع عن يمين الثاني و الخامس عن يسار الثالث وهٰكذا. (۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۲۰-۱۲۱)

قیام میں دو پیروں کے درمیان فاصلہ:

سوال: حالت قیام میں دونوں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

---

(۱) رد المحتار على الدر المختار،باب الامامة: ۱/۵٦٦ (مطلب:هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها،انيس)

وفي الهندية:إذا كان مع الإمام رجل واحد أوصبي يعقل الصلاة قام عن يمينه وهو المختار،ولايتأخرعن الإمام في ظاهر الرواية هٰكذا في المحيط،ولو وقف علٰى يساره جاز وقد أساء كذا في محيط السرخسي...،وأفضل مكان المأموم حيث يكون أقرب إلى الإمام فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام وهو الأحسن،هٰكذا في المحيط.(الهندية،باب الإمامة: ۱/۸۸-۸۹)(الفصل الخامس في بيان مقام الإمام المأموم،انيس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بہتر یہ ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کے بقدر فاصلہ ہو، اگر اس سے کم یا زیادہ کا فاصلہ رہا، تب بھی نماز بلاکراہت درست ہوگی۔

"**وينبغي أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد؛ لأنه أقرب إلى الخشوع**". (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۴/۳/۱۴۰۸ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۸۹/۲)

منبر کے دائیں، بائیں صف بنانا مکروہ نہیں:

سوال: یہاں مساجد میں منبر کی ہر دو جانب ایک صف کی مقدار چھوڑی جاتی ہے اور عیدین میں جب کہ بارش کی وجہ سے نماز عیدین مسجد میں ہوتی ہے تو مصلی اسی منبر کی جانبین والی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور امام محراب میں آگے بڑھ جاتا ہے گو کہ امام کا سجدہ محراب میں ہوتا ہے اور قدمین محراب کے باہر ہوتے ہیں، لوگ آتے گئے اور اسی منبر کے جانبین والے فرجہ میں بیٹھتے گئے، میں نے یہ دیکھ کر انہیں کہا اور سمجھایا کہ چوں کہ درمیان میں منبر کا فصل واقع ہے، اس وجہ سے انقطاع صف لازم آتا ہے، جو مکروہ ہے، حضور اقدس اپنی تحقیق سے فرمائیں کہ احقر کا یہ امر بالمعروف صحیح تھا، یا غلط؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

قال في البحر في آخر باب في الجمعة: فلا ينقطع الصف ببنائها (أى المقصورة) كما لا ينقطع بالمنبر الذى هو داخلها فيما يظهر، صرح به الشافعية. آه. (ردالمحتار: ۵۳۲/۲)(۲)

وفي الدر المختار بعد ذلك: ولو صلىٰ علىٰ رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكاناً كره كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة. (ردالمحتار: ۵۳۳/۲)

عبارت نمبر: ۱، سے معلوم ہوا کہ منبر کے دائیں بائیں صف بنائی جاوے تو منبر کی وجہ سے صف کو منقطع نہ قرار دیا جاوے گا اور کوئی کراہت نہ ہوگی۔

اور عبارت نمبر: ۲، سے معلوم ہوا کہ ضرورت اور تنگی سے انقطاع صف کی رعایت بھی ساقط ہو جاتی ہے، کراہت نہیں رہتی؛ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ یہ موقع نہی عن المنکر کا نہیں تھا؛ کیوں کہ ان کا فعل منکر نہیں؛ بلکہ جائز و درست ہے؛ لیکن تاہم عوام کے لیے آپ پر لعن وطعن کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، ان کا یہ فعل سخت مکروہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ (اضافہ) (امداد المفتین: ۲۹۲/۲-۲۹۳)

(۱) ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۱۳۱/۲ (بحث القيام، انيس)

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، انيس

امام کے دائیں بائیں ناہمواری، نیز تکبیرات انتقالات کے اندر جہر وسر میں توازن:

سوال: ایک امام بائیں طرف زیادہ مقتدی رکھتا ہے اور دائیں طرف کم اور نماز پڑھانے میں یہ حالت ہے کہ کبھی تو تسبیحات انتقالات اس طرح ادا کرتے ہیں کہ تمام مسجد کیا، محلّہ تک گونج اٹھے اور کبھی اس آہستگی اور نزاکت سے آخری سلام پھیر دیتے ہیں کہ مقتدیوں کو خبر تک نہیں ہوتی، ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں، بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلاف سنت ہے، طریقۂ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو، دونوں طرف برابر مقتدی ہوں۔(۱)

پھر جو بعد میں آکر شریک ہوں، ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں اور امام کو حد سے زیادہ جہر، یا حد سے زیادہ اخفا دونوں امر خلاف سنت ہیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۴۶-۳۴۷)

جماعت میں صفیں امام کے دونوں جانب برابر ہوں:

سوال (۱) مشہور ہے کہ جماعت کے اندر مقتدی زیادہ تر داہنے ہاتھ کی طرف کھڑے ہوں، اس کا کچھ ثبوت ہے، یا کہ دونوں طرف برابر کھڑے ہوں؟

صحن ایک طرف بڑھا ہوا ہو تو صحن کے وسط کا لحاظ رکھنا چاہیے:

(۲) اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھایا گیا ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے، یا محراب مسجد کا لحاظ رکھنا چاہیے؟

---

(۱) "وسطوا الإمام وسدوا الخلل". (سنن أبي داؤد، باب مقام الإمام من الصف، رقم الحديث: ٦٧٧، انيس)

وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أوفي ميسرته فقد أساء لمخالفة السنة، هٰكذا في التبيين، إلخ، فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام وهو الأحسن. (الفتاویٰ الهندية، الباب الخامس في الإمامة: ٨٣/١، ظفير) (الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، انيس)

(۲) ويجهر الإمام بتكبيرة ركوع وغيره وهو ظاهر الرواية. (الفتاویٰ الهندية مصري، الباب الرابع في صفة الصلاة: ٦٩/١) (الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، انيس)

(وجهر الإمام بالتكبير) بقدر حاجته للإعلام بالدخول والانتقال وكذا بالتسميع والسلام. (الدر المختار)

قوله: (بقدر حاجته للإعلام، إلخ) وإن زاد أذكره آه، قلت: هٰذا إذا لم يفحش إلخ وأشار بقوله والانتقال إلىٰ أن المراد بالتكبير هنا مايشمل تكبير الإحرام وغيره، وبه صرح في الضياء. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب سنن الصلاة: ٤٤٣/١، ظفير)

باہر جماعت ہوتو کیا اندر بند کردینا ضروری ہے:

(۳) پنجاب میں بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ اگر جماعت صحن میں ہوتی ہوتو اندر مسجد کے دروازے لازمی طور پر بند کردیتے ہیں، شرعاً اس کا بھی کچھ ثبوت ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) دونوں طرف مقتدی برابر رہنے چاہئیں۔

(۲) باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کرلیا جاوے۔(۱)

(۳) بند کرنا اندر کے دروازوں کا اس وقت ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۶۰-۳۶۱)

امام کے علاوہ مقتدیوں کے جائے نماز پر ہونے اور اس کے برعکس ہونے کا حکم:

سوال: مقتدیوں کے نیچے جائے نماز اور امام کے نیچے نہ ہو، نماز کیسی ہے اور برعکس اس کے ہو تو نماز کیسی ہے؟

الجواب

جزئی نظر سے نہیں گزری، البتہ امام نیچا اور مقتدی اونچے کھڑے ہوں، اس کو مکروہ تنزیہی کہنے کی وجہ امام کے بے توقیری کو لکھا ہے۔(۲)

اس علت کے اشتراک سے صورت مسئولہ کی شق اول میں بھی کراہت کا گمان ہوتا ہے؛(۳) لیکن اگر کوئی عذر ہوتو مضائقہ نہیں ہے۔

۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ۔(امداد، صفحہ:۸۷/ج:۱)(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۳۷۷)

(۱) "ویقف وسطاً". (الدر المختار) قال فی المعراج: و فی مبسوط بکر: السنة أن یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی أحد جانبی الصف یکره، ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی و امتلأ المسجد یقوم الإمام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیه، إلخ، قال علیه الصلاة و السلام: "توسطوا الإمام إلخ فی موضع آخر: السنة أن یقوم الإمام إزاء وسط الصف. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۱) (مطلب: هل الإساء ة دون الکراهة أو أفحش منها؟انیس)

و کیفیته أن یقف أحد هما بحذائه و الآخر بیمینه إذا کان الزائد إثنین ولو جاء ثالث وقف عن یسار الأول و الرابع عن یمین الثانی و الخامس عن یسار الثالث وهٰکذا، آه. (أیضاً: ۱/۵۳۰، ظفیر)(مطلب: هل الإساء ة دون الکراهة أو أفحش منها؟انیس)

(۲) فی الدر المختار: (و کره عکسه) فی الأصح وهٰذا کله (عند عدم العذر)، آه.

قال الشامی: (قوله: (فی الأصح) و هو ظاهر الروایة، لأنه إن لم یکن فیه تشبه بأهل الکتاب لکن فیه ازدراء بالإمام حیث ارتفع کل الجماعة فوقه، أفاده فی شرح المنیة ...ولعل الکراهة تنزیهیة. (ردالمحتار: ۱/۴۷۸)(کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة و مایکره فیها، مطلب: إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولیٰ، انیس)

(۳) لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں" کچھ کراہت نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ۲۷۷-۲۸۱، باب ما یکرہ فی الصلوٰۃ، سعید احمد)

جماعت کے ساتھ کہاں بیٹھ کر نماز پڑھی جائے:

سوال (۱) جو معمر بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہے، اس کے لئے شرعاً مسجد میں نماز ادا کرنے کی جگہ کون سی مقرر کی گئی ہے؟
(۲) کسی مصلی کو یہ حق حاصل ہے، یا نہیں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے معمر کو صف کے سب سے کنارے پر جا کر نماز پڑھنے کے لئے کہے؟

الجواب ———————— و باللّٰہ التوفیق

(۱) صف میں کسی کی کوئی جگہ مقرر نہیں ہے، معذور جس جگہ چاہے، بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔(۱)
(۲) کسی کو ایسا حق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۸/۱۰/۱۳۶۸ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۹۶۔۱۹۷)

صف میں خالی جگہ چھوڑنا کیسا ہے:

سوال: ایک مسجد ہے، جس میں پنجگانہ اور جمعہ کی جماعت ہوتی ہے؛ مگر جگہ کی کمی کی بنا پر جمعہ کی نماز میں صف بندی اس طرح ہوتی ہے کہ امام کے بالمقابل جگہ چھوڑ کر دونوں طرف دائیں بائیں مقتدیوں کی صف رہتی ہے؛ لیکن کچھ لوگوں کو صف بندی کے اس طریقہ پر اعتراض ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ———————— و باللّٰہ التوفیق

صف بندی کا یہ طریقہ مکروہ ہے، وسط میں جگہ خالی رہتی ہے، جس کو خالی نہیں رہنا چاہیے اور صف پوری ہونی چاہیے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۶/۷/۱۳۷۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۹۶)

---

(۱) قال فی القنیة:له فی المسجد موضع معین یواظب علیه،وقد شغله غیره،قال الأوزاعی:له أن یزعجه،ولیس له ذلک عندنا اھ،أی؛ لأن المسجد لیس ملگا لأحد،بحر،عن النهایة.(ردالمحتار،مطلب فی من سبقت یده إلیٰ مباح:۲/۴۳۶)(کتاب الصلاة باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها،مطلب:فی الغرس فی المسجد،انیس)

(۲) عن ابن عمر قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:أقیموا الصفوف،وحاذوا بین المناکب،وسدوا الخلل،ولینوا بأیدی إخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفًا وصله اللّٰه ومن قطعه قطعه اللّٰه. {رواه أبوداؤد}(مشکوٰة المصابیح،باب تسویة الصف،الفصل الثالث:۱/۹۹)(رقم الحدیث:۱۱۰۲)/سنن أبی داؤد،کتاب الصلاة،باب تسویة الصفوف:۱/۹۴ (ح::۶۶۶)بیت الأفکار/سنن النسائی،باب الإمامة،من وصل صفا: ۱/۴۲۸ (ح:۸۱۸) دارالمعرفة/مسند الإمام أحمد،مسند عبد اللّٰه بن عمررضی اللّٰه عنهما:۱۰/۱۷(ح:۵۷۲۴)مؤسسة الرسالة/ السنن الکبریٰ للنسائی،ثواب من صل صفا:۱/۴۳۳ (ح:۸۹۵)مؤسسة الرسالة/السنن الکبریٰ للبیهقی،==

درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: اگر جماعت سے نماز ہورہی ہے، اس کے دو، یا ایک جماعت درمیان میں چھوڑ کر کچھ آدمی پیچھے کھڑے ہوگئے تو ان کی نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہوگئی؛ مگر یہ خلاف سنت ہے، صفوف کو متصل کرنا چاہیے اور فرجہ درمیان میں نہ چھوڑنا چاہیے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۳۸)

امام کے صرف ایک طرف مقتدی ملیں اور دوسری طرف نہ ملیں تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑے ہوجائیں اور بائیں طرف کوئی نہ ہو، علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی بائیں طرف تو نماز میں کچھ قصور تو نہیں آئے گا؟

الجواب

امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو، یہ سنت ہے، اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہوگئے، نماز صحیح ہوگئی: مگر مع الکراہت۔

== كتاب الصلاة،باب إقامة الصفوف وتسويتها:۱۴۳/۳(ح:۵۱۸۶)دارالكتب العلمية،انيس)

یہ مسئلہ گنجائش کی صورت میں ہے، اگر جگہ کی تنگی ہو جس کی وجہ سے امام کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں صف لگانی پڑے اور امام کے بالمقابل پیچھے کچھ جگہ خالی رہے تو ضرورۃً ایسا کرنا جائز ہے۔[مجاہد]

"لأن مواضع الضرورة مستثناة من قواعد الشرع". (بدائع الصنائع، فصل فی بیان ما يستحب فی الصلاة وما يكره:۲/ ۵۶٦)

(۱) ولوصلیٰ علیٰ رفوف المسجد إن وجد فی صحنه مكانًا كره كقيامه فی صف خلف صف فيه فرجة.(الدر المختار)

هل الكراهة فيه تنزيهية أو تحريمية،ويرشد إلى الثانی قوله عليه الصلاة والسلام:ومن قطعه قطعه اللّٰه.(رد المحتار،باب الإمامة، مطلب فی الكلام علی الصف الأول: ۵۳۳/۱،انيس)

أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدو الخلل ولينوا بأيدی إخوانكم...ومن وصل صفا وصله اللّٰه ومن قطع صفا قطعه اللّٰه.(سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة،باب تسوية الصفوف:۹٤/۱ (ح:٦٦٦) بيت الأفكار،انيس)

عن عبد اللّٰه بن عمر أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال:ومن وصل صفا وصله اللّٰه ومن قطع صفا قطعه اللّٰه عزوجل.(سنن النسائی، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۳۲۸/۱(ح:۸۱۸)دارالمعرفة/مسند الإمام أحمد بن حنبل،مسند عبد اللّٰه عمر رضی اللّٰه عنهما: ۱۷/۱۰(ح:۵۷۲٤) مؤسسة الرسالة)/السنن الكبریٰ للبيهقی،باب إقامة الصفوف وتسويتها:۱٤۳/۳(ح:۵۱۸٦)دار الكتب العلمية/صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة فی الصلاة،باب فصل وصل الصفوف:۲۳/۳(ح:۱۵٤۹) المكتب العلمی،انيس)

"السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره". (كذا في ردالمحتار)(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۶۴)

در میں کھڑا ہونے والے مقتدی کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک جامع مسجد میں چند در ہیں، وقت جماعت کے ہر در میں مقتدی کھڑے ہوتے ہیں، غرض یہ ہے کہ مقتدی، جو در میں کھڑے ہوتے ہیں اور نمازِ جمعہ اور نماز بالجماعت ادا کرتے ہیں، مستحق ثواب اسی قدر کے ہیں، جو ماقبل صف میں ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں، یا ثواب جماعت سے محروم ہوگئے، نمازِ جماعت بکراہت تو ادا نہیں ہوئی؟ کیا نماز کے ہونے میں احتمال ہے؟ در سے گذر کر باہر صحن میں اگر تمازت آفتاب میں باطمینان قلبی ادا نہ ہو سکے اور اس وجہ سے درہائے مسجد میں کھڑے ہو کر نماز جماعت ادا کی جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب ________________

قال الشامي: والأصح ماروى عن أبي حنيفة أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين. (۲)

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ امام کو درمیان دوستونوں کے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور بعض روایات حدیث میں ہے کہ صحابہ درمیان دوستونوں کے کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔

پس معلوم ہوا کہ بلاضرورت ستونوں کے درمیان، یعنی دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے: مگر نماز ہو جاتی ہے اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا اور اگر ایک در میں چند آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہو جاوے اور اس کی ضرورت ہو تو اس میں کراہت بھی بظاہر نہ ہوگی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۴۳-۳۴۴)

اگر اندر جگہ باقی نہ رہے تو مقتدی دروں میں ملیں، یا نہیں:

سوال: اگر مسجد اندر سے بھر جاوے تو بقیہ نمازی مسجد کے دروں میں کھڑے ہوں یا باہر فرش پر، بہتر کیا ہے؟

الجواب ________________

دروں میں کھڑا ہونا اچھا نہیں ہے، جبکہ باہر فرش مسجد میں جگہ موجود ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۵۱-۳۵۲)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۱، ظفير (مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها، انيس)

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها: ۲/۳۱۰، دارالكتب العلمية، انيس

(۳) والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه، لأنه صفٌ في حق كل فريق، إلخ. (مبسوط السرخسي: ۲/۳۵. جميل)

(۴) ولهٰذا قال في الولوالجية وغيرها: إذا لم يضق المسجد بمن خلف الإمام لاينبغي له ذلك. (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۱/۶۰۴، ظفير) (مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ، انيس)

مقتدی کیسے کھڑے ہوں:

سوال: نماز میں مقتدی مونڈھوں کو مونڈھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملا کر کھڑے ہوں، یا کیوں کر؟

الجواب

مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں جگہ خالی نہ چھوڑنا سنت ہے، قدم کا قدم سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھ میں اور برابر رہیں، آگے پیچھے نہ ہوں۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۷) ☆

اگر مقتدی اپنا خاص مصلّٰی بچھائے تو کیا حکم ہے:

سوال: فجر کی نماز کی تکبیر ہوئی، ایک شخص نے صف میں اپنا علاحدہ مصلی بچھایا، جو دری کا تھا، حالاں کہ امام اور تمام نمازی بوریہ پر نماز پڑھ رہے تھے، اسی وجہ سے اس کو ایک شخص نے منع کیا، اس کے جواب میں اس نے اسے جائز بتلایا اور مصلّٰی اٹھا کر علاحدہ بچھا کر نماز پڑھی، علاحدہ مصلّٰی بچھا کر نماز پڑھنے میں امام کی توہین تو نہیں ہوئی؟

الجواب

اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے، بعض فقہا نے احتیاطاً ایسا لکھا ہے کہ اپنا مصلّٰی علاحدہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور امام کی اس میں کچھ توہین نہیں ہے، یہ منع کرنے والوں کی غلطی ہے اور ناواقفیت ہے کہ اعتراض کر کے اس کو جماعت سے محروم رکھا۔

(۱) (ويصف) أي يصفهم الإمام بأن يأمرهم بذلك، قال الشمني رحمه الله: وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۱، ظفير.

☆ **امام کے پیچھے کیسے لوگ کھڑے ہوں:**

سوال: امام کے پیچھے کیسے مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہئے؟ جو پہلے آ گیا، خواہ علم دین سے بے بہرہ ہے، یا واقف ہے؟

الجواب

امام کے قریب اہل علم واہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے؛ لیکن اگر امام کے قریب دوسرے لوگ نمازی آ گئے ہیں تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ (امام کے پیچھے کھڑے ہونے کا حق تو قانوناً انہی کو ہے جو پہلے آئیں، اس لئے کہ امام کو وسط میں رکھنے کا حکم ہے۔ قال عليه الصلوٰة والسلام: "توسطوا الإمام وسددوا الخلل". ومتىٰ استوىٰ جانباه يقوم عن يمين الإمام إن أمكنه. اور پھر جب صف پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے سامنے ہی سے شروع ہوگی: "ولو لم يجد عالماً يقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة" لیکن اگر اہل علم کو دوسرے لوگ ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی درست؛ بلکہ مطلوب ہے۔ "وإن سبق أحد إلى الصف الأول فدخل رجل أكبر سناً أو أهل علم ينبغي أن يتأخر ويقدمه تعظيماً له، آه. ان عبارات اور دوسری تفصیل کے لئے دیکھئے: رد المحتار، باب الإمامة، مطلب في جواز الإيثار بالقرب: ۱/۵۳۲، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۵۶)

درمختار میں ہے:

”حمل السجادة في زماننا أولٰى احتياطاً“إلخ. (۱)

پس ایسے امر پر جس کو بعض علما نے جائز لکھا ہے، انکار اور اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے، اگر چہ اس کو ضرورت بھی کچھ نہیں ہے؛ کیوں کہ مسجد کے بوریہ پاک ہیں ان کو پاک ہی سمجھنا چاہیے اور عام نمازیوں کی برابر اپنے کو رکھنا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳/۳۴۴، ۳۴۵)

اگلی صف کی خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے پھاند کر جانا کیسا ہے:

سوال: کوئی شخص جماعت میں جگہ خالی چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا اور دوسرا شخص اس کو پھاند کر خالی جگہ پر جا بیٹھا تو کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب

جو شخص آگے جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر وہاں جا کر بیٹھا، اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا، اس نے خلافِ اولیٰ کیا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳/۳۴۵)

(۱) الدر المختار علٰى هامش ردالمحتار (كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فروع يجب الاستبراء بمشي: ۱/۵٦٦، دار الكتب العلمية، انيس)

(۲) لو وجد فرجةً في الأول لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم وفي الحديث: ”من سد فرجة غفر له. (الدر المختار)

وفي القنية: قام في آخر صف وبينه وبين الصفوف مواضع خالية فللداخل أن يمر بين يديه ليصل الصفوف؛ لأنه أسقط حرمة نفسه فلا يأثم المار بين يديه، دلّ عليه ما في الفردوس عن ابن عباس رضي الله عنه صلى الله عليه و سلم: ”من نظر إلٰى فرجة في صف فليسدها بنفسه، فإن لم يفعل فمرّ مارّ فليتخطّ علٰى رقبته فإنه لا حرمة له“ أي فليتخط المارّ علٰى رقبة من لم يسد الفرجة“. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۳، ظفير (مطلب الكلام على الصف الأول، انيس)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من سد فرجة في الصف غفر له. (مسند البزار، مسند أبي جحيفة رضي الله عنه: ۱۰/۱٦۹ (ح: ۴۲۳۲) مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة، انيس)

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سد فرجة في صف الله رفعه الله بها درجة وبنٰى له بيتا في الجنة. (المعجم الوسيط للطبراني: ٦/٦۱ (ح: ۵۷۹۷) دار الحرمين/مسند الإمام أحمد، مسند عائشة رضي الله عنها: ۴۱/۱۳۴ (ح: ۲۴۵۸۷) مؤسسة الرسالة/ (مصنف ابن أبي شيبة، في سد الفرج في الصف: ۱/۳۳۳ (ح: ۳۸۲۴) انيس)

عن ابن عباس رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ... من نظر إلٰى فرجة في صف فليسدها بنفسه فإن لم يفعل فمر مار فليتخط علٰى رقبته فإنه لا حرمة له. (المعجم الكبير للطبراني، ==

اگلی صف میں جگہ ہوتو پچھلی صفوں کو چیر کر وہاں جاسکتا ہے، یا نہیں:

سوال: جماعت ہورہی ہے اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں، ایک شخص وضو کر کے آیا اور اگلی صف میں جگہ ہے تو وہ شخص کنارہ سے صفوں کو پھاڑتا ہوا اگلی، یا درمیان والی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور گنہ گار تو نہ ہوگا؟

الجواب

کھڑا ہوسکتا ہے اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۵۴)

== عمروبن دينار،عن ابن عباس: ١٠٥/١١ (ح:١١١٨٧ـ١١٢١٤)/مجمع الزوائد،باب فيمن وجد فرجة في صف فلم يسدها: ٢/ ٢٥٩(ح:٢٥٣٥)دار الفكر/كنز العمال،كتاب الصلاة،باب الإمامة الاكمال: ٦٣٣/٧ (ح:٢٠٦٣٣) مؤسسة الرسالة/جامع الأحاديث،حرف الميم: ٤٧٨/٢١ (ح:٢٤٠٦٣)انيس)

(١) لو وجد فرجةً في الأول لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم،وفي الحديث:" من سد فرجة غفرله" (الدرالمختار)وفي القنية:من قام في آخر صف وبينه وبين الصفوف مواضع خالية فللداخل أن يمربين يديه ليصل الصفوف؛لأنه أسقط حرمة نفسه فلايأثم المار بين يديه،دلّ عليه ما في الفردوس عن ابن عباس رضى الله عنه صلى الله عليه وسلم:"من نظرإلى فرجة في صف فليسدها بنفسه فإن لم يفعل فمرّمارّ فليتحظ على رقبته فإنه لاحرمة له"أى فليتحظ المارّعلى رقبته من لم يسد الفرجة .(ردالمحتار،باب الإمامة: ٥٣٣/١ ،ظفير)(سنن أبي داؤد،كتاب الصلاة،باب تسوية الصفوف: ٩٤/١ (ح: ٦٧١)بيت الأفكار/سنن النسائي،باب الإمامة،الصف المؤخر: ٤٢٨/١ (ح:٨١٧) دار المعرفة/مسند الإمام أحمد،مسند أنس بن مالك: ٣٥٥/١٩(ح:١٢٣٥٢)مؤسسة الرسالة،انيس)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه،أن النبي صلى الله عليه وسلم قال:من سد فرجة في الصف غفرله.(مسند البزار،مسند أبي جحيفة رضى الله عنه: ١٦٩/١٠(ح:٤٢٣٢)مكتبة العلوم والحكم المدينةالمنورة،انيس)

عن عائشة رضي الله عنها قالت:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم...ومن سد فرجة،رفعه الله بها درجة. (مسند الإمام أحمد،مسند عائشة رضى الله عنها: ١٣٤/٤١(ح:٢٤٥٨٧)مؤسسة الرسالة ،انيس)

عن عائشة رضي الله عنها قالت:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من سد فرجة في صف الله رفعه الله بها درجة ،وبنى له بيتا في الجنة.(المعجم الوسيط للطبراني :٦١/٦(ح:٥٧٩٧) دار الحرمين/مصنف ابن أبي شيبة،في سد الفرج في الصف: ٣٣٣/١(ح:٣٨٢٤)انيس)

عن ابن عباس رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ...من نظرإلى فرجة في صف فليسدها بنفسه فإن لم يفعل فمرمار فليتخط على رقبته فإنه لا حرمة له.(المعجم الكبيرللطبراني،عمروبن دينار،عن ابن عباس: ١٠٥/١١ (ح:١١١٨٧ـ١١٢١٤)/مجمع الزوائد،باب فيمن وجد فرجة في صف فلم يسدها: ٢/ ٢٥٩(ح:٢٥٣٥)دار الفكر/كنز العمال،كتاب الصلاة،باب الإمامة الاكمال: ٦٣٣/٧ (ح:٢٠٦٣٣) مؤسسة الرسالة/جامع الأحاديث،حرف الميم: ٤٧٨/٢١ (ح:٢٤٠٦٣)انيس)

پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا:

سوال: ہماری مسجد میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلی صف میں جگہ ہوتی ہے، بعض لوگ باوجود جگہ ہونے کے دوسری صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے، یا مکروہ ہے؟

الجواب

صفوں کو پُر کرنا جماعت کے آداب میں سے ہے، اگر کوئی شخص ایسا عمل کرتا ہے کہ پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہوجاتا ہے تو بوجہ مخالفت حدیث کے مکروہ ہے۔

عن أنس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أتموا الصف لمقدم ثم الذى يليه، فما كان من نقص فليكن فى الصف المؤخر. {رواه أبوداؤد}(۱)

ولما قال ابن عابدين: وعليه فلو وقف فى الصف الثانى داخلها قبل استكمال الصف الأول من خارجها يكون مكروها. (۲)(فتاویٰ حقانیہ: ۱۲۴/۳)

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب التسوية الصفوف: ۱۰۵/۱)(الفصل الثانى، رقم الح: ۱۰۹۴/مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک: ۳۵۵/۱۹ (ح: ۱۲۳۵۲)/مسند البزار، مسند أبى حمزة أنس بن مالک: ۳۸۷/۱۳ (ح: ۷۰۷۱)/ السنن الكبرىٰ للنسائى، الصف المؤخر: ۴۳۳/۱ (ح: ۸۹۴)/سنن النسائى، الصف المؤخر: ۹۳/۲ (ح: ۸۱۸)/مسند أبى يعلى الموصلى، قتادة عن أنس: ۴۵۰/۵ (ح: ۳۱۶۳)/صحيح ابن خزيمة، باب الأمر بأن يكون النقص والخلل فى الصف المتقدم: ۲۲/۳ (ح: ۱۵۴۶)/ صحيح ابن حبان، ذكر الأمر بإتمام الصف المقدم ثم الوقوف: ۵۲۸/۵ (ح: ۲۱۵۵)/ السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب إتمام الصفوف المقدمة: ۱۴۴/۳ (ح: ۵۱۹۱)/ شرح السنة للبغوى، باب فضل الصف الأول: ۳۷۴/۳ (ح: ۸۲۰)انيس)

عن أبى سعيد الخدرى أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى أصحابه تأخرًا فقال لهم: تقدموا فأتموا بى وليأتم بكم من بعد كم، لايزال قوم يتأخرون حتىٰ يؤخرهم اللّٰه. (رواه مسلم: ۱۸۲/۱)(كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها (ح: ۴۳۸)/سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة، باب صف النساء وكراهية التأخيرعن الصف الأول: ۹۵/۱ (ح: ۶۸۰)بيت الأفكار/سنن النسائى، باب الإمامة، الائتمام بمن يأتم بالإمام: ۴۱۸/۱ (ح: ۷۹۴)/سنن ابن ماجة، كتاب إمامة الصلاة، باب من يستحب أن يلى الإمام: ۱۱۲/۱ (ح: ۹۷۹) بيت الأفكار/مسند الإمام أحمد، مسند أبى سعيد الخدرى رضى اللّٰه عنه: ۲۲۶/۱۷ (ح: ۱۱۱۴۲) مؤسسة الرسالة/ صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة فى الصلاة، باب الأمر بالائتمام أهل الصفوف الأواخر بأهل الصفوف الأول: ۵۱/۳ (ح: ۱۶۱۲)المكتب الإسلامى/السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الصلاة، كراهية التأخرعن الصفوف المقدمة: ۱۴۶/۳ (ح: ۵۱۹۷)دارالكتب العلمية، انيس)

(۲) رد المحتار، مطلب فى جوازالايثاربالقرب: ۵۶۹/۱ (باب الإمامة، مطلب: فى الكلام على الصف الأول، انيس)

صف میں تنگی پیدا کرنا کیسا ہے:

سوال: اسی مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو بعض باوجود اس کے کہ صف اولیٰ میں جگہ نہیں ہوتی خواہ مخواہ صف اول میں گھس آتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب صف میں پچیس آدمی کی جگہ ہے اور اس میں ستائیس آدمی زبردستی کر کے ہو جائیں گے تو ان زائد کی وجہ سے صف بالکل ٹیڑھی ہو جائے گی اور نمازی آگے پیچھے ہو جاتے ہیں، علاوہ اس کے نمازیوں کو سخت تنگی وایذا ہوتی ہے تو آیا ان بعض زائد صاحبوں کو صف اول میں گھس آنے سے صف اول کا ثواب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

قال فی الدر المختار: وینبغی أن یأمرهم بأن یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناكبهم. (۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے مونڈھے برابر کریں، پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو پھر بموجب حکم مذکور اگلی صف میں کھڑا ہونا اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب ومسنون ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۴۰)

مسجد کے نیچے اور اوپر والے حصہ میں نماز کا حکم:

(۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے، یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد ومحراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے، جتنا نیچے کا۔

(۱) **الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳۱/۱، ظفیر**

(۲) **قال فی المعراج: الأفضل أن یقف فی الصف الأخر إذا خاف إیذاء أحد، قال علیه الصلوٰة والسلام: "من ترک الصف الأول مخافة أن یؤذی مسلماً أضعف له أجر الصف الأول" وبه أخذ أبو حنیفة ومحمد. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۳۲/۱، ظفیر) (مطلب: فی کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب، انیس)**

عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من ترک الصف الأول، مخافة أن یؤذی أحدا أضعف اللّٰه له أجر الصف الأول. (مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب من ترک الصف الأول مخافة أن یؤذی غیره: ۱۵۹/۲ (ح: ۲۰۳۶) دار الفکر، انیس)

من ترک الصف الأول مخافة أن یؤذی مسلما فصل فی الصف الثانی أو الثالث أضعف اللّٰه له آجر الصف الأول. (جامع الأحادیث، من إسمه أحمد: ۱۴۴/۲۰ (ح: ۲۱۷۳۹) / المعجم الأوسط للطبرانی: ۱۷۱/۱ (ح: ۵۳۷) دار الحرمین، انیس)

بڑی جماعت میں دروں کے بیچ میں نماز پڑھنا:

(۲) بڑی جماعت میں تیسری، یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں، کیاان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے؟

الجواب

(۱) اگراوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہےتو نیچے، یااوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو؛ یعنی محراب نہ ہوتو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں، سنتیں اورنوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں۔(۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہوجاتی ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۱۴۶/۳)

سخت دھوپ کی وجہ سے صف اول چھوڑنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں ایک حصہ پر چھت اور جنوبی حصہ بغیر چھت کا ہے، اب ایک بزرگ عالم دین لوگوں کو زبردستی دھوپ میں پہلی صف میں شمولیت پر مجبور کرتے ہیں کہ صف اول کی فضیلت زیادہ ہے، جب کہ دھوپ بھی شدید ہےتو اس صورت میں مقتدی کیا کریں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: فضل حلیم بونیر......۲۹/۷/۱۹۷۸ء)

الجواب

جب سخت دھوپ کی وجہ سے ترک جماعت جائز ہے،(۳) تو صف اول چھوڑنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا، البتہ جب دھوپ قابل برداشت ہوتو صف اول کی فضیلت حاصل کرنا چاہیے؛ **لأن من ابتلی ببلیتین فلیختر أهونهما،**(۴) **فافهم وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:۲۹۵/۲)

---

(۱) الصعود علٰی سطح کل مسجد مکروه ولهٰذا إذا اشتد الحر یکره أن یصلون بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحینئذٍ لایکره الصعود علٰی سطحه للضرورة،إلخ (الفتاویٰ الهندیة،الباب الخامس فی آداب المسجد،إلخ: ۳۲۲/۵،ط:سعید)

(۲) والاصطفاف بین الأسطوانتین غیر مکروه؛لأنه صف فی حق کل فریق.(مبسوط السرخسی،باب الجمعة: ۳۵/۲،ط:بیروت لبنان)(شروط الجمعة،انیس)

(۳) ولا(یجب الجماعة)علٰی من حال بینه و بینهامطروطین وبرد شدید،قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالٰی: (قوله: وبرد شدید)لم یذکرالحر الشدید أیضاً،ولم أرمن ذکره من علمائنا ...نعم قد یقال:لو ترک الإمام هٰذه السنة وصلٰی فی أول الوقت کان الحر الشدید عذر ،تأمل.(ردالمحتار: ۴۱۱/۱،باب الإمامة(مطلب:فی تکرار الجماعة فی الصف،انیس)

(۴) التفسیر المظهری: ۳۳/۱۰،مکتبة الرشدیة باکستان/روح المعانی: ۴۳۰/۲،دارالکتب العلمیة،انیس

قسم میں حانث ہونے والے کے ساتھ صف میں نماز پڑھنا جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بعد از نمازِ جمعہ مسجد میں حلف اٹھایا کہ فلاں کام کو کروں گا، اب وہ قسم کے خلاف کرے اور وہ کام نہ کرے، کیا اس کے ساتھ نماز با جماعت ایک صف میں جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: زردار خان حویلیاں ہزارہ......۱۴/۸/۱۹۷۲ء)

الجواب

اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ گناہ کی وجہ سے نیکی کو نقصان نہیں پہنچتا، (۱) اور گناہ کی وجہ سے کسی کا نیک کام سے روکنا گناہ ہے، لہٰذا اس خلاف وعدہ ہونے والے آدمی کی نماز درست ہے اور اس کو مسجد آنے سے روکنا اور صف سے نکالنا بڑا گناہ ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے، البتہ فساق کے ساتھ تعلقات قطع کرنا چاہیے؛ تاکہ وہ واپس اور تائب ہو جائے۔ فقط (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۲۹۶)

صفوں کا قبلہ کی جانب سے ٹیڑھا بچھانا:

سوال: مسجد کا پیش امام مسجد میں صفیں غیر رخ بچھاتا ہے، اگر کوئی مقتدی صف کو درست کرتا ہے تو خفا ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ صفیں درست ہیں؛ مگر صفیں بالکل ٹیڑھی ہوتی ہیں، جس کا خاکہ یہ ہے، قبلہ صحیح اس حالت میں نماز میں کراہت تو نہیں ہوگی؟

الجواب

صورت مذکورہ میں نماز تو سب کی ہو جاتی ہے؛ مگر امام کا بلا وجہ صفیں ٹیڑھی بچھانا اور اس پر اصرار کرنا موجب نقصان صلوٰۃ ہے اور باعث تشویش قوم، لہٰذا اس کو اس لغو حرکت سے احتراز کرنا چاہیے۔

(۱) قال الإمام نعمان بن ثابت: نقول: المسئلة مبينة مفصلة: من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطلة ولم يبطلها حتىٰ خرج من الدنيا، فإن اللّٰه تعالىٰ لايضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها حتىٰ مات مؤمناً فإنه فى مشيئة اللّٰه تعالىٰ إن شاء عذبه وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً.

قال الملا علي القاري في شرحه: و في اقتصار حكم الإمام الأعظم رحمه اللّٰه علىٰ الرياء والعجب دون سائر الآثام أشعار بأن باقي السيئات لا تبطل الحسنات؛ بل قال اللّٰه تعالىٰ: إن الحسنات يذهبن السيئات وذلك للحديث القدسي: سبقت رحمتي غضبي. (شرح القاري علىٰ الفقه الأكبر، ص: ۷۷-۷۸، الطاعات بشروطها مقبولة)

قال فی الخلاصة: فی القبلة المختار أنه ینظر إلیٰ غروب الشمس فی أقصر یوم فی الشتاء وإلی الغروب فی أطول یوم فی الصیف فیجعل ثلثی ذلک عن یمینه والثلث عن یساره ویصلی فیما بین ذلک. (۷۰/۱)(۱)

۲۲/رمضان ۱۳۴۱ھ۔(امدادالاحکام:۱۲۴/۲)

بوقت ضرورت پہلی صف خالی چھوڑنا:

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد کے قبلہ کی جانب شمال ومشرق کی طرف ایک دیوار ہے، جب کہ جنوب کی طرف کا حصہ خالی ہے؛ لیکن جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو بعض لوگ شدت گرمی کی وجہ سے جنوب کے حصے کی جانب نہیں کھڑے ہوتے اور مسجد کے امام صاحب لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ پہلے اس صف کو پورا کیا جائے؛ کیوں کہ اس کا ثواب زیادہ ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلی صف جو باہر کے حصے میں ہے اور مسجد کے اندر، جو دوسری، یا تیسری صف ہے، کیا یہ ثواب میں برابر ہیں، یا ان کے درمیان فرق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

پہلی صف دوسری صفوف سے افضل ہے، چاہے یہ دوسری صفوف مسجد کے ہال میں ہوں، یا باہر ہوں، چوں کہ شرعاً سخت دھوپ کی وجہ سے جماعت کا ترک کرنا مرخص ہے تو پہلی صف کا ترک کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا؛ تاہم پہلی صف کی دوسری صفوف کے مقابلہ میں افضلیت احادیث میں ثابت ضرور ہے۔

عن أبی هریرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: خیر صفوف الرجال أولها وشرها آخرها وخیر صفوف النساء آخرها وشرها أولها. (۲)(فتاویٰ حقانیہ:۱۲۰/۳)

---

(۱) قال شارحها ابن أمیر الحاج وذکر هذه العبارة فی الملتقط مع زیادة وهی وقال أبو منصور: ینظر إلی أقصر یوم فی الشتاء وإلی أطول یوم فی الصیف فیعرف مغربیهما ثم یترک الثلثین عن یمینه والثلث عن یساره ویصلی فیما بین ذلک وهذا استحباب والأول للجواز، آه. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۳۰۱/۱، دار الکتاب الإسلامی بیروت، انیس)

(۲) الصحیح لمسلم: ۱۸۲/۱، باب تسویة الصفوف (رقم الحدیث: ۴۴۰/مسند أبی داؤد الطیالسی، أبو صالح: ۱۶۱/٤ (ح: ۲۵۳۰)/مصنف ابن أبی شیبة، من قال: خیر صفوف النساء آخرها (ح: ۷۶۲۹)/مسند الإمام أحمد، مسند أبی هریرة (ح: ۷۳۶۲)/سنن الدارمی، باب أی صفوف النساء أفضل (ح: ۱۳۰٤)/سنن أبی داؤد، باب صف النساء وکراهة التأخر عن الصف (ح: ۶۷۸)/سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الصف الأول (ح: ۲۲٤)/ سنن النسائی، ذکر خیر صفوف النساء وشر صفوف الرجال (ح: ۸۲۰)/المنتقی لابن الجارود، باب صلاة الإمام علی دکان (ح: ۳۱۷)/صحیح ابن خزیمة، باب ذکر خیر صفوف الرجال وخیر صفوف النساء (ح: ۱۵۶۱) انیس)

امام سے بلاضرورت دور کھڑا ہونا:

سوال: ایک شخص مسجد میں آکر امام کی اقتدا میں نیت باندھ لیتا ہے؛ لیکن صف میں کھڑا نہیں ہوتا؛ بلکہ بعض اوقات امام کمرہ میں ہوتا ہے اور مقتدی برآمدہ میں کھڑے ہوکر امام کی اقتدا میں نماز پڑھتا ہے، ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر یہ شخص صفوں کو چھوڑ کر اکیلا امام کی اقتدا کرتا ہے تو اس کی نماز جائز ہے؛ لیکن خلاف اولی ہے۔

وفی الهندية: ولو اقتدى بالإمام فی أقصى المسجد والإمام فی المحراب فإنه يجوز، كذا فی شرح الطحطاوى. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۲۳/۳)

☆☆☆

(۱) الهندية،باب الإمامة: ۸۸/۱ (الفصل الرابع فی بيان ما يمنع صحة الاقتداء ومالايمنع/بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱٤٥/۱،دارالكتب العلمية بيروت/الجوهرة النيرة،باب صفة الصلاة: ٦٣/۱،المطبعة الخيرية/ حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،باب الإمامة: ۲۹۳/۱،دارالكتب العلمية بيروت،انيس

قال ابن عابدين رحمه الله:فإن المسجد مكان واحد،ولذا لم يعتبر فيه الفصل بالخلاء إلا إذا كان المسجد كبيرًا جدًا.(ردالمحتار على الدرالمختار،باب الإمامة: ٥٨٦/۱)(مطلب:الكافى للحاكم جمع كلام محمد فى كتبه التى هى ظاهرالرواية،انيس)

صف میں جگہ نہ ہوتو کہاں کھڑا ہو

صف پوری تھی ایک شخص آ کر پیچھے تنہا کھڑا ہوگیا تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز جماعت میں پوری صف بھری ہوئی ہے،ایک نمازی کوصف میں جگہ نہ ملی وہ تنہا کھڑا ہوگیا،نماز ہوئی، یانہیں؟ یا وہ جماعت میں شامل ہوا، یانہ؟ اگر دوسرے شخص کواپنی ہمراہی کے واسطے صف سے لینا چاہے تو کس جانب سے لے؟

الجواب

اگر وہ تنہا پیچھے کھڑا ہوگیا بوجہ اگلی صف میں جگہ نہ ہونے کے تو نماز اس کی بلا کراہت ہوگئی؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ کر اپنے برابر کھڑا کرلے، بشرطیکہ اندیشہ کسی کی فساد صلوٰۃ کا نہ ہو،مثلاً: یہ کہ وہ شخص، جس کو کھینچا جاوے، واقف ہو مسئلہ سے اوراس کے کھینچنے سے سمجھ جاوے کہ مجھے پیچھے ہونا مناسب ہے اوراختیار ہے کہ صف کے جس موقعہ سے چاہے کھینچے؛ لیکن قریب سے اچھا ہے اوراس زمانہ میں بوجہ عموماً ناواقف ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے تو نہ کھینچے؛ کیوں کہ نماز تنہا کی بھی ہوجاتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۴۸-۳۴۹)

صف مکمل ہونے کے بعد درمیان صف سے مقتدی مسبوق کے کسی کو پیچھے کھینچنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز با جماعت قائم ہے اور پہلی صف تمام ہوچکی ہے، اب یہ شخص صف میں کس مقام سے مصلی کو کھینچ کر اپنے ساتھ لاوے، اگر وسط صف سے

(۱) وقدمنا كراهة القيام في صف خلف صف فيه فرجة للنهي وكذا القيام منفردًا وإن لم يجد فرجةً بل يجذب أحدًا من الصف،ذكره ابن الكمال؛لكن قالوا:في زماننا :تركه أولٰى،فلذا قال في البحر:يكره وحده إلا إذا لم يجد فرجة.(الدر المختار)

والأصح ماروىٰ هشام عن محمد رحمه الله أنه ينتظر إلى الركوع،فإن جاء رجل وإلاجذب إليه رجلاً أودخل في الصف،ثم قال في القنية:والقيام وحده أولٰى في زماننا لغلبة الجهل على العوام،فإذاجره تفسد صلاته،آه، قال في الخزائن:قلت:وينبغي التفويض إلٰى رأى المبتلىٰ،فإن رأى من لايتأذى لدين أوصداقة زاحمه أوعالماً جذبه وإلا انفرد،آه، قلت: وهوتوفيق حسن اختاره ابن وهبان في شرح منظومته.(ردالمحتار،باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ١/٦٠٥)(إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولٰى،انيس)

کھینچے تو بظاہر ”ولاتذروا فرجات للشیطان“ کا خلاف لازم آتا ہے اور جو کنارہ صف سے کھینچے اور وہیں کھڑا ہوجاوے تو ”توسطوا الإمام“ کا خلاف ہوتا ہے اور جو کنارہ صف سے وسط صف میں لاوے تو حرکت زیادہ ہوتی ہے اور نیت باندھ کر کھینچنا بہتر ہے، یا خارج نماز سے کھینچے؟ فقط

الجواب

تصریح تو ملی نہیں،(۱) لیکن بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وسط صف میں سے کھینچ لے، رہا یہ کہ ”لاتذروا ،إلخ“ کے خلاف لازم آتا ہے، سوفرجات بند کرنے کا حکم اصطفاف کے وقت ہے اور اثنائے صلوٰۃ اگر کسی عارض ضروری سے درمیان میں فرجہ ہوجاوے تو ایسے فرجات کی کراہت کی کوئی دلیل نہیں، چناں چہ امام کا اگر وضوٹوٹ جاوے اور اس کو استخلاف کی حاجت ہو، یا کسی مقتدی کا وضوٹوٹ جاوے اور وہ چلا جاوے، ظاہر ہے کہ اس صورت میں فرجہ موجب کراہت نہیں، اسی طرح صورت مسئولہ میں بھی وہ عارض ضروری اقامت ہے سنت کی اور تحرز ہے قیام خلف الصّف وحدہ سے، لہٰذا کراہت نہ ہوگی، البتہ جو شخص اس کے بعد جماعت میں حاضر ہو، اس کو چاہیے کہ اس فرجہ کو بند کردے، گو مرور پیش مصلی لازم آوے؛ کیوں کہ ضرورت شرعی کے وقت یہ بھی مکروہ نہیں یہ تو تحقیق ہے، اس حکم جذب المصلی کی ؛لیکن درمختار وردالمختار میں مصرح ہے:

لکن قالوا: فی زماننا ترکہ أولٰی لغلبۃ الجھل علی العوام فإذاجرہ تفسد صلاتہ. (۶۷۶/۱)(۲)

(۱) شامی: ۵۳۱/۱، دربحث کراھیۃ قیام الإمام فی غیر المحراب میں تصریح موجود ہے، وعبارتہ: انتظر حتٰی یجئی أخر فیقفان خلفہ وإن لم یجئی حتٰی رکع الإمام یختار اعلم الناس بھٰذہ المسئلۃ فیجذبہ، ویفقان خلفہ، ولو لم یجد عالمًا یقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورۃ، آہ.

مجالس الابرار: ۳۰۲/، مجلس ۵۴۔ میں ہے: وإن لم یوجد فی الصف فرجۃ ینتظر إلی الرکوع فان جاء واحد یقوم أحدھما فی جنب الآخر بحذاء الإمام وإلا یجذب واحداً من الصف إلٰی نفسہ، فیقف فی جنبہ لکن الأولٰی فی زماننا القیام وحدہ بحذاء الإمام، إلخ، کذا فی مبسوط السرخسی: ۱۹۳/۱ .

حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آنے والا صف کے دائیں، یا بائیں جانب سے جس طرف ایسا جو اشارہ پانے سے ہٹ آئے، ایک کو لے کر وہیں پر پیچھے دونوں کھڑے ہوجائیں، اسے کھینچ کر درمیان میں نہ لائے، اگر دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہو تو تنہا کھڑا ہوجائے۔ (کفایت المفتی: ۱۰۴/۳، سعید احمد)

(۲) یعنی اس زمانہ میں ناواقفی عام ہے، پس کھینچنے میں احتمال ہے کہ وہ اپنی نماز خراب کرے گا، یا برا مانے گا؛ اس لیے جانے دے، نہ کھینچے۔ ولٰکن فی الخزائن: قلت: وینبغی التفویض إلٰی رائی المبتلی، فإن رأی من لایتأذی لدینہ أوصداقۃ زاحمہ أوعالمًا جذبہ والا انفرد آہ. قلت: أی الشامی: وھو توفیق حسن اختارہ ابن وھبان فی شرح منظومتہ اہ (الدر المختار مع ردالمحتار: ۶۰۵/۱، سعید أحمد) (کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب: إذا تردد الحکم بین سنۃ وبدعۃ کان ترک السنۃ أولٰی، انیس)

اور کھینچنا نیت باندھ کر اور قبل نیت باندھنے کے ہر طرح درست ہے۔

فی الهندية،الفصل الخامس من الباب الخامس من كتاب الصلاة:فجاء ثالث وجذب المؤتم إلٰی نفسه قبل أن يكبر للافتتاح حكی عن الشيخ الإمام أبی بكر بن ظفر أنه لايفسد صلاة المؤتم جذبه الثالث إلٰی نفسه قبل التكبير أو بعده،إلخ. والله أعلم

۲۲؍رمضان ۱۳۲۵ھ (امداد صفحہ:۹۳؍ج:۱)(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۳۸۹-۳۹۰)☆

صف اول میں جگہ نہ ہوتو تنہا شخص کیا کرے:

سوال: ایک صف مقتدیوں کی امام کے پیچھے ہے،اس میں بالکل جگہ اور مقتدی کی نہیں،اب جو شخص آوے تو کس جگہ کھڑا ہو،صف ثانی میں تنہا،یا صف اول سے کسی مقتدی کو لیوے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو؟ اگر صف اول سے لے تو کس جگہ سے،شروع صف سے یا اخیر سے،اگر اخیر سے لے گا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا،یا نہیں؟

الجواب

اگر صف میں جگہ نہیں ملی تو انتظار کرے؛ تاکہ دوسرا آجاوے،اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو جو کہ مسئلہ جانتا ہو،کھینچ لے،اگر ایسا شخص نظر نہ آوے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے پیچھے کھڑا ہو جاوے۔(۱)

☆ صف میں علاحدہ کھڑا ہونا:

سوال: نمازی کو صف سے علاحدہ تنہا کھڑا ہونا،باوجودیکہ صف میں فرجہ نہیں ہے،مکروہ ہے،یا کیا؟

الجواب

صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(حدیث میں ہے:عن علی بن شيبان أنه صلی الله عليه وسلم رأی رجلاً فردًا يصلی خلف الصف قال:فوقف عليه نبی الله صلی الله عليه وسلم حين انصرف وقال استقبل صلاتك،لا صلاة للذی خلف الصف. {رواه ابن ماجة}(كتاب إقامة الصلاة، باب صلاة الرجل خلف الصف وحده: ۱/۱۱۵(ح:۱۰۰۳)بيت الأفكار، انيس) اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لیے لے لے۔ ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے؛ تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہوجائے۔(قال فی الشامية:"وإن وجد فی الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتٰی يجیء آخر فيقفان خلفه،وإن لم يجیء حتٰی ركع الإمام يختار أعلم الناس بهٰذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه ولو لم يجد عالماً يقف بحذائه الإمام للضرورة،ولو وقف منفرداً بغير عذر تصح صلاته(باب الإمامة: ۱/۵۶۸)(مطلب:هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها،انيس) واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔(کفایت المفتی:۳/۱۴۵)

(۱) وكذا القيام منفردًا إن لم يجد فرجةً بل يجذب أحدًا من الصف ذكره ابن الكمال لكن قالوا:فی زماننا تركه أولٰی.(الدر المختار)والأصح ما روىٰ هشام عن محمد رحمه الله أنه ينتظر إلی الركوع فإن جاء رجل وإلا جذب إليه رجلاً أو دخل فی الصف،ثم قال فی القنية:والقيام وحده أولٰی فی زماننا لغلبة الجهل علی العوام.(ردالمحتار،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۰۵،ظفير)(مطلب:إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولٰی،انيس)

انتظر حتٰی یجئ اٰخر فیقفان خلفه وإن لم یجئ حتٰی رکع الإمام یختار أعلم الناس بهٰذه المسألة فیجذبه ویقفان خلفه، ولو لم یجد عالماً یقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة. (کذا فی ردالمحتار) (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۳۵-۳۳۶)

اگلی صف پر ہونے کے بعد اکیلا آدمی کیا کرے:

سوال: اگر کوئی شخص جماعت کھڑی ہونے کے بعد آئے اور تنہا ہو تو صف میں ملے کسی نمازی کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے واسطے پیچھے کو کھینچے تو نیت اول باندھے یعنی تکبیر تحریمہ اول کہے) یا بدون نیت (وتکبیر وتحریمہ) باندھے کھینچ لے اور اس کو اپنے برابر کھڑا کر کے نیت باندھے، اگر بدون نیت باندھے کھینچے گا تو تعلیم خارج تو نہ ہوگی؟

الجواب

آج کل کسی کو نہ کھینچے، نہ بعد تکبیر تحریمہ، نہ قبل تکبیر تحریمہ؛ بلکہ مسنون صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہو جائے اور تفرد خلف الصّف میں جو کراہت ہے، وہ جب کہ صف میں فرجہ ہو اور جب صف بھر گئی ہو، پھر تفرد میں کراہت نہیں، آج کل فتویٰ اسی پر ہے اور اگر کوئی مسئلہ جذب ہی پر عمل کرنا چاہے تو جذب جاہل میں فساد کا خوف ہے۔

قال فی ردالمحتار عن القهستانی عن الجلابی: أن المقتدی یتأخر عن الیمین إلٰی خلف إذا جاء آخر، آه، وفی الفتح: ولو اقتدٰی وأحد بأخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعد التکبیر، ولو جذبه قبل التکبیر لا یضره، آه. (۲)

قلت: ومسئلة المتفرد خلف الصف مثله والله تعالٰی أعلم

۱۹/ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ (امدادالاحکام: ۲/۱۵۲)

جب صف میں جگہ نہ ہو تو بعد میں آنے والا تنہا کھڑا ہو، یا کیا کرے:

سوال: جماعت میں پوری صف ہونے کے بعد اگر کوئی شخص آوے اور داہنی بائیں صف میں جگہ باقی نہ ہو تو بائیں جانب سے کسی مقتدی کو کھینچے، یا داہنی جانب سے، یا بیچ سے، اندیشہ فساد کی جگہ تو تنہا پیچھے کھڑا ہونا چاہیے؛ مگر جہاں اہل علم ہوں، وہاں کس طرف سے کھینچے؟

الجواب

جب صف میں جگہ نہ ہو تو تنہا صف میں کھڑا ہونا مکروہ تو ہے نہیں، جیسا کہ عالمگیری میں محیط سے بروایت محمد بن

(۱) باب الإمامة، مطلب کراهة قیام الإمام فی غیر المحراب: ۱/۵۳۱، ظفیر (هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها، انیس)

(۲) باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها: ۲/۳۰۹، دارالکتب العلمیة / فتح القدیر، باب الإمامة: ۱/۳۶۷، دارالفکر، انیس

شجاع وحسن بن زیادعن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور صف سے کسی کو کھینچنے میں اندیشہ ہے اور کھینچنا ضروری ہے نہیں، فقط اولی ہے، اس واسطے فقہا نے اب اس سے مطلقاً منع کردیا ہے اور تنہا کھڑا ہونے کو اولیٰ قرار دیا۔

فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: الأصح أنه ينتظر إلى الركوع فإن جاء رجل وإلا جذب إليه رجلاً ودخل في الصف، والقيام وحده أولىٰ في زماننا لغلبة الجهل فلعل إذا جره تفسد صلاته. (۱)

اوراس میں یہ تفصیل کہ اگر عالم بالا حکام ہوتو اس کو کھینچ لے، ورنہ نہیں، قیل کے ساتھ نقل کی ہے اور ایسے موقع پر اندیشہ فساد کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ عین اس وقت اس شخص سے فساد صلوٰۃ متوہم ہو، جس کو کھینچنا چاہتا ہے؛ بلکہ اس مسئلہ کو شائع کرنے سے اور اس پر عمل کرنے سے اندیشہ ہے کہ عوام اپنی نمازیں توڑلیں گے، غلبہ جہل سے اس طرف اشارہ ہے کہ گو قلیل مقدار میں عالم ہیں؛ مگر کثرت کے اعتبار کر کے سب جگہ یکساں عمل کریں گے۔ واللہ اعلم

باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی بنا بر جواز کسی عالم بالا حکام کو کھینچنا چاہے تو کس جگہ سے کھینچے تو اس کا جزئیہ تو ملا نہیں؛ لیکن قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع تک انتظار کرے کہ شاید کوئی نمازی آجاوے اور اگر نہ آوے تو درمیان سے کھینچے؛ کیوں کہ اس میں ایک ہی خرابی ہے کہ صف مقدم میں جگہ خالی رہے گی اور کنارہ سے کھینچنے میں اس کے علاوہ یہ بھی خرابی ہے کہ صف آخر درمیان سے شروع نہ ہوگی اور یہ جب ہے کہ دونوں جگہ عالم بالا حکام موجود ہوں، ورنہ جہاں ہو، وہیں سے گنجائش معلوم ہوتی ہے اور اسلم یہی ہے کہ تنہا کھڑا ہوجائے اور قواعد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کھینچنے کے بعد اگر کوئی شخص آجاوے تو جدید آنے والے کو چاہیے کہ صف مقدم میں جو جگہ خالی ہو، اس کو پر کرے۔ واللہ اعلم

احقر عبدالکریم۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۱۷/رمضان ۱۳۴۸ھ (امداد الاحکام: ۱۵۶/۲-۱۵۷)

اخیر نماز میں ایک شخص آیا اور صف میں جگہ نہیں ہے تو وہ کیا کرے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید وضو کر کے جماعت میں شریک ہونے کے لیے چلا، صف میں جگہ باقی نہیں ہے اور امام قریب ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر دے، زید اس حالت میں کیا کرے؟

الجواب

پیچھے کھڑا ہوکر شریک جماعت ہوجائے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۴/۳)

---

(۱) کتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة: ۳۰۷، دار الكتب العلمية، انيس

(۲) وإن لم يجئ حتى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهذه المسئلة فيجذبه و يقفان خلفه ولو لم يجد عالماً يقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة ولو وقف منفردًا بغير عذر تصح صلاته عندنا. (ردالمحتار: ۵۳۱/۱) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها، انيس)

صف میں جگہ نہ ہوتو آنے والا کہاں کھڑا ہو:

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶/جولائی ۱۹۳۱ء)

سوال: نماز باجماعت ہورہی ہے، کسی طرف جگہ نہیں ہے، باہر سے آنے والا اگلی صف میں سے بائیں سے آدمی کونکالے گا، یا دائیں سے؟ اگر باہر سے آنے والے کو بائیں والے پر یہ شک ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے، یا نہیں؟ اور دائیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر اگر دونوں کو نہیں نکال سکتا تو اکیلے نماز ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آدمی کو نکال لیا ہے تو پھر بیچ میں کھینچ کرلے جائے، یا وہیں پر دونوں پیچھے کی صف میں کھڑے ہوجائیں؟ کتنی رکعت تک وہ پیچھے کھینچ سکتا ہے؟

الجواب ———

آنے والے صف کے دائیں، یا بائیں جانب سے جس طرف ایسا آدمی ہو، جو اشارہ پانے سے ہٹ آئے، ایک کو لے کر وہیں پر پیچھے دونوں کھڑے ہوجائیں، اسے کھینچ کر درمیان میں نہ لائے، اگر دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہوتو تنہا پیچھے کھڑا ہوجائے، رکعت پہلی ہو، یا دوسری، یا تیسری، یا چوتھی سب کا حکم یہی ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۱۴۷)

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہوکر نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: صف سے علیحدہ کھڑے ہوکر اکیلا نماز پڑھنا درست ہے، یا نہ؟ اور نماز ہوگئی یا نہ؟

الجواب ———

نماز ہوگئی؛ مگر بلا عذر اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۵)

خلف الصّف منفرداً کھڑے ہونے کا حکم:

سوال: ایک مکتوب میں کسی سائل کو خلف الصّف منفرداً کھڑے ہونے کے متعلق یہ جواب تحریر فرمایا، منشاء سوال جواب سے ظاہر ہے۔ (خالد عفا اللہ عنہ)

---

(۱) قال في الشامية: "وإن وجد في الصف فرجه سدها، وإلا انتظر حتٰى يجيء آخر فيقفان خلفه، وإن لم يجيء حتٰى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهٰذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه، إلخ. (باب الإمامة: ۵٦٨/١)(كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها، انيس)

(۲) (وكذا (يكره) للمقتدى أن يقوم خلف الصفوف وحده إذا وجد فرجة في الصفوف. (الفتاویٰ الهندية كشوري: ١٠٦/١، ظفير)(الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، انيس)

الجواب ــ

صف کے پیچھے منفرداً کھڑا ہونا مکروہ ہے؛(۱) لیکن فقہانے مبتلا بہ کی رائے پرمحمول کیا ہے، اگر یہ سمجھے کہ اندیشہ فساد کا ہے تو تنہا کھڑا ہوجائے اور اگر یہ دیکھے کہ صف اولیٰ میں کوئی دوست، یاواقفِ مسائل شامل ہے تو اس کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کردے، وہ پیچھے ہٹ آئے، اس میں نماز کے فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔(۲)

خلیل احمد عفی عنہ۔(فتاویٰ مظاہر علوم:۱/۹۸)

درمیان نماز میں شامل ہونے والا کس طرف کھڑا ہو:

سوال (۱) نماز میں جماعت کے درمیان آنے والا شخص کس طرف کھڑا ہو، دائیں یا بائیں؟

درمیان نماز میں آنے والا جس حال میں امام کو پائے شریک ہوجائے:

(۲)　کوئی فرض نماز ہورہی ہو تو پیچھے آنے والا شخص پہلے چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پڑھے گا، یا جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱)　جماعت کی نماز شروع ہوجانے کے بعد ملنے والا شخص صف کی دائیں اور بائیں دیکھ کر جس طرف لوگ کم ہو، اس طرف جاکر مل جائے۔(۳)

(۲)　اگر درمیان نماز میں کوئی آئے تو امام کو جس حال میں پائے، اس کے ساتھ شریک ہوجائے، جب امام سلام پھیردے تو جتنی رکعات نماز چھوٹ گئی ہے، اسے ادا کرے۔(۴) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ قاضی مجاہد الاسلام:۸۱)

---

(۱)　يكره للمقتدى أن يقوم خلف الصف وحده. (منية المصلى: ۱۰۸، مطبع مجتبائى)(كتاب الصلاة، انيس)

(۲)　ولو جاء والصف متصل انتظر حتى يجئ الآخر فإن خاف فوت الركعة جذب واحدًا من الصف إن علم أنه لايؤذيه و إن اقتدى به خلف الصفوف جاز. (البحر الرائق: ۱/ ۳۷٤، مصرى، خالد عفاالله عنه)(باب الإمامة، انيس)

(۳)　حدیث میں ہے:

”وسطوا الإمام وسدوا الخلل“. (سنن أبى داؤد: ۱/ ٤۳۹)(كتاب الصلاة، باب مقام الإمام من الصف: ۱/ ۹٥ (ح: ٦۸۱) بيت الأفكار، انيس)

اور ردالمختار میں ہے:

”و متى استوى جانباه يقوم عن يمين الإمام إن أمكنه رد المحتار، باب الإمامة: ۲/ ۳۱۰، طبع بيروت)(مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟، انيس)

(۴)　إعلاء السنن: ٤/ ۳۳٤

پچھلی صف میں کوئی آدمی اکیلا ہوتو اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچنے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہورہی ہو اور صف میں جگہ نہیں تو وہ شخص کس جگہ کھڑا ہو، بہشتی گوہر میں مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ صف میں سے ایک آدمی کو کھینچ لے تو کس جانب سے کھینچے؟

الجواب

آج کل چونکہ جہالت عام ہے، اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ نماز خراب ہوجائے؛ اس لئے کسی کو کھینچنا مناسب نہیں تنہا پچھلی صف میں مجبوراً کھڑا ہوجائے، جیسا کہ خود حضرت مولانا موصوف دام مجدہم نے بہشتی گوہر میں اس کی تصریح فرمادی ہے اور اگر آدمی سمجھ دار مسائل جاننے والے ہوں اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کرلے گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں جانب سے کسی کو کھینچ لے اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امدادالمفتین:۲۹۴/۲)

پہلی صف مکمل ہوئے بغیر دوسری صف میں کھڑا ہونا:

سوال: ایک مسجد ہے جس میں پہلی صف میں ۲۵ آدمی کھڑے ہوسکتے ہیں؛ لیکن صرف ایک ہی پنکھا ہے، جو بیچ میں لگا ہے، گرمی شدت کی ہے، کیا ایسی صورت میں کہ ہوا سب کو لگے، پہلی صف کو پورا نہ کرکے مقتدی دوسری صف بنالیں؛ یعنی کل ۲۰، ۲۲ ہی نمازی ہیں، چھوٹی چھوٹی دوصف میں کھڑے ہونے پر سب کو ہوا مل جائے گی اور نماز بھی سکون سے ادا کی جاسکتی ہے؟

هو المصوب

ضرورت کی بناپر مقتدی حضرات دوصف بناسکتے ہیں۔

"ولهم نصب متول وجعل نصب متول وجعل المسجدين واحدأوعكسه لصلاة لا لدرس". (۱)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲۴۰/۲-۲۴۱)

☆☆☆

(۱)　الدرالمختارمع ردالمحتار: ۴۳۷/۱ (كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها،انيس)

جماعت میں شامل شخص کہاں کھڑا ہو

اگر صرف ایک، یا دو مقتدی ہوں تو کہاں کھڑے ہوں:

سوال: اگر ایک امام ہو اور دو یا ایک مقتدی تو وہ مقتدی برابر کھڑے ہوں، دائیں بائیں، یا پیچھے؟

الجواب

دو مقتدی پیچھے کھڑے ہوں، [ایک مقتدی ہے تو امام کے دائیں جانب]۔(۱) فقط

(بدست خاص، ص:۱۴)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۶۶)

پہلے سے امام کے بغل میں صرف ایک شخص ہو، جب اور لوگ آئیں تو کیا کریں:

سوال: امام کے داہنی طرف ایک مقتدی ہے، بعد میں چند اشخاص اور آ گئے اور امام کے پیچھے بفاصلہ سجود، صف باندھی، نماز صحیح ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

جب امام کے ساتھ ایک آدمی داہنی طرف تھا پھر اور آ گئے تو مقتدی کو یا امام کو اپنی جگہ چھوڑنی ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا اور بعض مقتدی فاصلہ صف کھڑے ہو گئے تو نماز مع الکراہت جائز ہے۔

شامی جلد اول: **ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف كره إجماعاً**.(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۳۷)

جو مقتدی امام کے برابر کھڑا ہے جب دوسرا مقتدی آ جائے تو کیا کرے:

سوال: دو مرد جن میں ایک مقتدی اور دوسرا امام ہے تیسرا مردان کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے، اس تیسرے آدمی نے نیت باندھنے سے پہلے اس مقتدی کو جو امام کے پاس کھڑا ہوا ہے، پیچھے اپنے برابر کر کے نیت باندھ

(۱) عن ابن عباس قال: قمت ليلة أصلي عن يسار النبي صلى الله عليه وسلم فأخذ بيدي أو بعضدي حتى أقامني عن يمينه وقال بيده: من ورائي. (صحيح البخاري، باب ميمنة المسجد والإمام، رقم الحديث: ۷۲۸، انيس)

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۱، ظفير

لی، بعد سلام کے اس مقتدی نے جس کو پیچھے ملایا تھا، یہ کہا کہ میری نماز نہیں ہوئی۔ (امام کے آگے بڑھنے کی جگہ نہ تھی) تو ایسی صورت میں ایک مقتدی کا دوسرے مقتدی کو پیچھے اپنے برابر لے لینا جائز ہے، یا نہیں؟

دوسرے کو پیچھے کرنے میں نیت باندھ کر کرنا افضل ہے، یا بلانیت باندھے؟ بعض کہتے ہیں کہ نیت باندھ کر اگر پیچھے گیا تو اسے پیچھے ہٹانے والے مقتدی کو حرکات نماز میں کرنی پڑتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر بلانیت باندھے پیچھے ہٹایا تو ہٹنے والے کی نماز جاتی ہے؛ کیوں کہ نماز میں ہٹنے میں ایسے شخص کے اشارہ پر چلا، جو نماز میں داخل نہیں ہے، بعض کہتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ امام آگے بڑھے، یا نہ بڑھے؟ ان کے ہی برابر شامل ہوجائے، پیچھے ہٹانے کی ضرورت نہیں، شامل ہونے والا خواہ ایک ہو، یا چند؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فی ردالمحتار: فی الفتح: ولو اقتدیٰ واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعد التکبیر ولو جذبه قبل التکبیر لایضره، إلخ، والذی یظهر أن ینبغی للمقتدی التأخر إذا جاء ثالث، فإن تأخر وإلا جذبه الثالث إن لم یخش إفسادصلاته، فإن اقتدی عن یسار الإمام یشیر إلیهما بالتأخر وهو أولٰی من تقدمه؛ لأنه متبوع ولأن الإصطفاف خلف الإمام من فعل المقتدین لا الإمام، فالأولٰی ثباته فی مکانه وتأخر المقتدی. (ردالمحتار، مصری: ۱/ ٤٢٠)(۱)

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں مقتدی اول کو چاہئے کہ جب دوسرا مقتدی آ گیا تو خود پیچھے ہٹ جائے اور اگر وہ پیچھے نہ ہٹے تو اس دوسرے مقتدی کو پیچھے کھینچ لے خواہ نیت باندھے اور تکبیر کہنے سے پہلے کھینچے، یا بعد، دونوں صورتوں میں کوئی نقصان کسی کی نماز میں نہیں آتا، البتہ اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص بوجہ جہالت کے نماز توڑ دے گا تو اس کو نہ کھینچے؛ بلکہ امام کی بائیں جانب کھڑا ہوجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین: ۲/ ۲۹۳-۲۹۴)

دو آدمی نماز پڑھ رہے ہوں تو تیسرا آدمی کہاں کھڑا ہو:

سوال: اگر دو آدمی نماز فرض پڑھ رہے ہوں اور تیسرا آدمی بعد میں شریک ہوجائے تو وہ امام کو آگے بڑھا دے، یا اسی صف میں تیسرا آدمی نماز میں شریک ہوجائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تیسرے آدمی کو امام کے بازو میں کھڑا ہوجانا چاہیے، اگر امام چاہے خود آگے بڑھ جائے، یا دونوں مقتدیوں کو پیچھے ہٹا دے اور اگر تیسرے آدمی نے امام کو بڑھا دیا تو یہ بھی جائز ہے، بالخصوص جب تین آدمی پڑھ رہے ہوں تو یہ آدمی امام

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها، انیس

کو آگے بڑھا کر شریک جماعت ہو اور اگر جگہ نہ ہو تو دونوں مقتدیوں کو پیچھے کھینچ لے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بشیر احمد، رجب ۱۳۸۹ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۳۲-۴۳۳) ☆

اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو اور پھر دوسرا آ جائے تو کیا کرے:

سوال: اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی نماز پڑھتا ہو اور دوسرا اور آ جائے، یا جماعت کی پوری صف بھر گئی ہو اور ایک نمازی بعد کو آوے تو اس کو اگلی صف میں سے ایک مقتدی کو کھینچنا ضروری ہے، یا صرف جائز؟

الجواب

اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے، پھر دوسرا آ جاوے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہو جاوے اور دونوں امام

(۲) والذی یظهر أنه ینبغی للمقتدی التأخر إذا جاء ثالث،فإن تأخر وإلاجذبه الثالث إن لم یخش إفساد صلاته،فإن اقتدٰی عن یسار الإمام یشیر إلیهما بالتأخر،فالأولٰی ثباته فی مکانه و تأخر المقتدی (ردالمحتار،باب الإمامة:۲/۳۰۹)(کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها،انیس)

واضح رہے کہ امام کو آگے بڑھانا، یا مقتدی کو پیچھے ہٹانا، اس صورت میں ہے، جب کہ اس کا امکان ہو اور امام قعدۂ اخیرہ میں نہ ہو، اگر تقدیم وتاخیر ممکن نہ ہو، یا امام قعدۂ اخیرہ میں ہو تو پھر تیسرا شخص امام کے بائیں جانب کھڑا ہو جائے گا، ان دونوں صورتوں میں تقدیم وتاخیر نہیں ہے۔[مجاہد]

وهٰذا کله عند الإمکان وإلا تعین الممکن والظاهر أیضًا أن هٰذا إذا لم یکن فی القعدة الأخیرة وإلا اقتدٰی الثالث عن یسار الإمام ولا تقدم ولاتأخر".(ردالمحتار:۲/۳۰۹)(کتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها،انیس)

☆ دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے کہ تیسرا آیا تو امام آگے بڑھے، یا مقتدی پیچھے ہٹے:

سوال: امام ومقتدی صرف دو آدمی ہیں؛ اس لئے برابر کھڑے ہوتے ہیں، اب تیسرا آدمی اور آ گیا، اب امام آگے بڑھے، یا مقتدی پیچھے ہٹے؟

الجواب

اس حالت میں امام آگے بڑھے، یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں؛ لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے، بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے، کما فی الشامی: وهو أولٰی من تقدمه؛لأنه متبوع،إلخ.(وفیه إشارة إلٰی أن الزائد لوجاء بعد الشروع یقوم خلف الإمام ویتأخر المقتدی الأولٰی،إلخ،والذی یظهر أنه ینبغی للمقتدی التأخر إذا جاء ثالث، إلخ، فإن اقتدٰی عن یسار الإمام یشیر إلیهما بالتأخر وهو أولٰی من تقدمه؛لأنه متبوع ولأن الاصطفاف خلف الإمام من فعل المقتدیین لا للإمام فالأولٰی ثباته فی مکانه وتأخر المقتدی،إلخ.(ردالمحتار،باب الإمامة: ۱/۵۳۱،ظفیر)(کتاب الصلاة،مطلب:هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها، انیس) فقط(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۵۲-۳۵۳)

کے پیچھے ہوجاویں اوراس میں یہ شرط لکھی ہے کہ اگراس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہوتو اس کو پیچھے کو ہٹادے، ورنہ نہ ہٹاوے۔اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہٹ جاوے گا اور اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو،اسی طرح صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کا حکم ہے،اگر صف میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے ہٹانے سے بے تکلف پیچھے ہٹ جاوے تو ایسا کرے، ورنہ تنہا کھڑا ہوجاوے،جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل مذکور ہے،فلیراجع۔

والذی یظهر أنه ینبغی للمقتدی التأخر إذا جاء ثالث فإن تأخر وإلاجذبه الثالث إن لم یخش إفساد صلاته،فإن اقتدیٰ عن یسار الإمام یشیر إلیهما بالتأخر،وهو أولیٰ من تقدمه؛لأنه متبوع (إلیٰ)وهٰذا کله عند الإمکان وإلا تعین الممکن،إلخ.(۱)

وفی الدرالمختار:ولوصلیٰ علیٰ رفوف المسجد إن وجد فی صحنه مکاناً کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجةٌ،إلخ.(۲)

عبارت درمختار سے یہ واضح ہے کہ ایک مقتدی کا تنہا کھڑا ہونا صف کے پیچھے اس وقت مکروہ ہے کہ اگلی صف میں جگہ ہو،اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اگلی صف بھری ہوئی ہوتو پیچھے تنہا کھڑا ہوسکتا ہے۔

ہاں!اولیٰ یہ ہے کہ صف میں سے ایک شخص پیچھے چلا جاوے اوراگر یہ آنے والا کسی کو آگے سے کھینچے تو یہ بھی جائز ہے،اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فی الشامی:لوجذبه آخر فتأخر الأصح لا تفسد صلاته،إلخ.(۳)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۵۸-۳۵۹)

مقتدی کے کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: زید فجر کی نماز پڑھا رہا ہے اورصرف ایک دوسرا شخص مقتدی ہے، جوحسب قواعد شرعیہ زید سے بالکل داہنی جانب قریب ہے،دوسری رکعت کی قرأت ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آیا اور شامل جماعت ہونا چاہا،چونکہ پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقعہ نہیں تھا؛اس لیے مقتدی ثانی نے زید سے ان الفاظ میں کہا کہ آپ ایک قدم

(۱) رد المحتار،باب الإمامة:۱/۵۳۱ (کتاب الصلاة،مطلب:هل الإساء ة دون الکراهة أو أفحش منها،انیس)

یہ جوکہا:"هٰذا کله عند الإمکان وإلا تعین الممکن"اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر مقتدی کے پیچھے آنے کی جگہ ہے،تب تو مقتدی پیچھے ہٹ آویں اوراگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ہےتو پھر امام کو آگے کو بڑھنا چاہئے اوراگر اس کی بھی گنجائش نہیں ہےتو دوسرا مقتدی امام کے بائیں کھڑا ہوجاوے ذرا پیچھے ہٹ کر جیسا کہ پہلا مقتدی کھڑا ہے۔واللہ اعلم (ظفیر الدین غفرلہ)

(۲) الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار،باب الإمامة:۱/۵۳۲،ظفیر

(۳) رد المحتار،باب الإمامة:۱/۵۳۳،ظفیر (مطلب فی الکلام علی الصف الأول،انیس)

آگے بڑھ جایئے، چنانچہ زید نے ایک قدم بڑھ کر بدستور قرأت جاری رکھی اور نماز ختم کردی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہوگئی؛ کیوں کہ مقتدی کو بجائے کہنے کے اشارہ ہاتھ سے کرنا چاہئے تھا؛ اس لیے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں بعض فقہا کا قول فساد نماز کا ہے؛ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی، واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہیے تھا؛ لیکن بہرحال نماز ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸/۳)

کیا صحن میں جماعت کرانے کا ثواب مسقّف حصہ کے برابر ہے:

سوال　کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ آیا ایک مسجد ہے، اس کے چاروں طرف فرش ہے، گول قسم پر ہر جگہ مسجد کے قبضہ میں ہے، کسی کا حق نہیں، جیسے فرش پاک صاف ہوتے ہیں، کبھی جماعت سردی گرمی کی وجہ سے جنوب کی طرف سے کبھی جماعت مغرب کی طرف کبھی شمال کی طرف تو ان فرشوں پر جماعت کرانے کی فضیلت مسجد کے بیچ جیسی ہے، یا گھروں جنگلوں میں جیسی ہے، تشریح فرمایئے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲)　دوسرا مسئلہ ایک امام اور ایک ہی مقتدی جماعت کراتے ہیں، وہ قدرے برابر ہوتے ہیں، پھر دوسری، یا تیسری رکعت، یا پہلی ہی رکعت میں ایک مقتدی اور آ گیا تو فرمایئے: امام آگے چل کر جگہ مصلی میں جاوے، یا مقتدی پیچھے ہٹ کر مقتدی کے ساتھ ہووے، تحریر فرمادیں شرعا کیا حکم ہے؟ آپ کی کمال مہربانی ہوگی۔

الجواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اگر یہ فرش داخل مسجد ہے اور اس کو برائے نماز پڑھنے کے علی التابید وقف کردیا گیا تو اس پر نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کے بیچ جیسا ہوگا، ہاں! اگر جماعت کرنی ہے تو مسجد، یا اس کے صحن کے بیچ میں امام کھڑا ہو؛ تاکہ دونوں طرف کے

---

(۱)　ثم نقل تصحيح عدم الفساد في مسئلة من جذب من الصف فتأخر. (الدر المختار)

وعبارة المصنف في المنح بعد أن ذكر: لوجذبه آخر فتأخر الأصح لا تفسد صلاته وفي القنية: قيل لمصل منفرد تقدم فتقدم بأمره أو دخل رجل فرجة الصف فتقدم المصلي حتى وسع المكان عليه فسدت صلاته، وينبغي أن يمكث ساعة ثم يتقدم برأي نفسه، وعلله في شرح القدوري بأنه إمتثال لغير أمر الله تعالى، أقول ما تقدم من تصحيح صلاة من تأخر ربما يفيد تصحيح عدم الفساد في مسئلة القنية؛ لأنه مع تأخره بجذبه لاتفسد صلاته. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۳۳/۱، ظفير) (مطلب في الكلام على الصف الأول، انيس)

مقتدی تقریباً برابر برابر ہوں، یہ افضل و بہتر ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے اور اگر یہ فرش نماز کے لئے علی التابید وقف نہ ہوتو اس پر نماز پڑھنے کا ثواب اندرون مسجد پڑھنے کے ثواب کے برابر نہ ہوگا۔

(۲) دونوں طرح جائز ہے، ہاں اگر آگے جگہ نہ ہوتو مقتدی کو پیچھے ہٹ جانا چاہیے اور اگر پیچھے جگہ نہ ہوتو امام کو آگے بڑھ جانا چاہیے اور اگر آگے پیچھے دونوں طرف جگہ ہوتو امام کو آگے ہو جانا چاہیے اور اگر وہ آگے نہ ہوتو مقتدی پیچھے ہٹ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ، الجواب صحیح: محمود عفا اللہ عنہ، ۲۵/ ذو القعدہ ۱۳۸۷ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/ ۲۵۲-۲۵۳)

☆ ☆ ☆

(۱) والذی یظهر أنه ینبغی للمقتدی التأخر إذا جاء ثالث فإن تأخر وإلا جذبه الثالث إن لم یخش إفساد صلاته فإن اقتدیٰ عن یسار الإمام یشیر إلیهما بالتأخر وهو أولیٰ من تقدمه؛ لأنه متبوع ولأن الاصطفاف خلف الإمام من فعل المقتدیین لا للإمام فالأولیٰ ثباته فی مکانه وتأخر المقتدی، إلخ. (ردالمحتار: ۱/ ۵۶۸، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها، دار الفکر بیروت، انیس)

مقتدی کا امام کے ساتھ کھڑا ہونا

مقتدی کا امام کی صف میں ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: زید عید کا امام ہے، جس وقت زید عید کی نماز پڑھاتا ہے، زید کی داہنی جانب بکر ایک بالشت پیچھے اور عمر زید کی بائیں جانب ایک بالشت پیچھے اور باقی نمازی بدستور کھڑے ہوتے ہیں تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز ہوجاتی ہے، مگر یہ ہیئت خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے۔

درمختار میں ہے:

"فلو توسط إثنين كره تنزيهًا".

پھر آگے لکھا ہے:

"ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف كره إجماعاً". (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۶)

عیدین میں امام کے برابر ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نماز عیدین میں قصداً امام کی برابر کسی قدر پیچھے کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے، اس کی نماز میں اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ خرابی ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

برابر کھڑے ہونے والے شخص کی نماز میں جبکہ وہ امام سے کچھ پیچھے ہوتا ہے اور دیگر مقتدیان کی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آتا، نماز سب کی صحیح ہے؛ لیکن بلا کسی ضرورت خاص مثل تنگی مکان وغیرہ کے ایک شخص کو جماعت سے علاحدہ ہوکر تنہا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے، اچھا نہیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۷) ☆

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۳۱، ظفير.

(۲) (ويقف الواحد محاذياً) أى مساوياً (ليمين إمامه) ولا عبرة بالرأس بل بالقدم، فلو صغيرًا فالأصح مالم يتقدم أكثر قدم المؤتم لا تفسد، إلخ، (والزائد) يقف (خلفه) ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف كره إجماعاً.
(الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۲۹، ظفير)

==

قلت مکان کی وجہ سے امام کے پیچھے ایک آدمی کھڑا رہ سکتا ہے:

سوال: ریل گاڑی میں جگہ کی قلت کی وجہ سے دو سیٹوں کے درمیان میں آگے امام کھڑا رہے، اور برابر اس کے پیچھے ایک مقتدی کھڑا رہے تو درست ہے، یا اکیلے ہی نماز پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب ــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز درست ہوگی، اور اکیلے نہ پڑھیں؛ بلکہ جماعت کر لینا چاہیے، عذر کی وجہ سے اکیلے آدمی کے لیے امام کے پیچھے کھڑے رہنے میں حرج نہیں ہے۔

لأن قیام الواحد خلف الإمام مکروہ تنزیھاً. (کما صرح فی الدر المختار: ۴۱۹/۱، علی ہامش ردالمحتار) **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم** (محمود الفتاویٰ: ۴۴۲/۱)

بوجہ بارش صرف چار انگل پیچھے صف درست ہے، یا نہیں:

سوال: امام کی برابری میں چار انگل پیچھے، جیسا کہ ایک مقتدی کھڑا رہتا ہے، صف بنانا بسبب عذر بارش، یا گرمی کے، حالاں کہ صحن کشادہ ہے، یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

درست ہے۔ فقط (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۱/۳)

☆ امام کے برابر کھڑے ہونے سے نماز ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص جماعت میں سے ہٹ کر امام کی برابر جا کھڑا ہوا، اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نماز اس شخص کی بھی ہوگئی، جو امام کے برابر کھڑا ہو، بشرطیکہ امام سے آگے نہ ہو جاوے، قدم کچھ پیچھے رہے؛ لیکن بلاضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں ہے کہ جماعت میں سے نکل کر تنہا امام کی برابر کھڑا ہو۔ (ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف کرہ إجماعاً (الدر المختار) أی للمؤتم لیس علی الإمام منھا شئ ویتخلص من الکراھة بالقھقریٰ إلیٰ خلف إن لم یکن المحل ضیقًا علیٰ ظاھر إلخ. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۳۱/۱، ظفیر) (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: ھل الإساءة دون الکراھة أو أفحش منھا، انیس) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۶/۳)

(۱) فلو قاموا علی الرفوف والإمام علی الأرض أو فی المحراب لضیق المکان، لم یکرہ لو کان معه بعض القوم فی الأصح وبه جرت العادة فی جوامع المسلمین. (الدر المختار)

وظاھرہ أنه لا یکرہ و لو بلا عذر. (ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا: ۶۰۵/۱، ظفیر) (مطلب: إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان إذا ترک السنة أولیٰ، انیس)

امام ومقتدی کے درمیان فاصلہ

اقتدا کے شرعی حدود کیا ہیں:

سوال(۱) اقتدا کے لیے شرعی کیا حدود مقرر ہیں،حسب ذیل صورتیں قلمی میں سے کون سی صورت جائز ہےاور کون سی نہیں؟

(۲) امام بلند مقام پر ہے اور مقتدی پست میں،خواہ یمین،خواہ یسار،خواہ خلف،اس کی پھر دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ امام سے قریب ہوں،خواہ درمیان میں دیوار وغیرہ حائل ہو،یا نہ ہو۔ دوسری یہ کہ امام سے دور ہوں،خواہ دیوار وغیرہ حائل ہو،یا نہ ہو۔

(۳) امام نیچے کے مقام پر ہے اور مقتدی اوپر اس کی حسب بالا چار شکلیں۔

(۴) ان دیار افریقہ میں اکثر مکانات کا زیریں حصہ فرش کاٹ اور چوبیں کا ہوتا ہے اور اس کے نیچے زمین تک قد آدم کی برابر کم وبیش مجوف ہوتا ہے،ایسی صورتوں میں اس جماعت خانہ کے زیریں حصہ میں بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں،یا نہیں؟

(۵) مسجد کے متصل رہنے والا،یا دور رہنے والا؛ مگر ایسا کہ تکبیرات انتقالات وغیرہ سن سکتا ہے،ایسا شخص اپنے مکان میں اقتدا کر سکتا ہے،یا نہیں؟ مریض،بیمار،معذور،یا مقیم،اس میں کون سی صورت جواز کی ہے؟

الجواب

(۱-۲) امام اگر تنہا اونچے،یا نیچے مقام پر ہو تو مکروہ ہے اور اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی ہوں تو پھر کسی حال میں کراہت نہیں ہے،دور اور نزدیک جب کہ صفوف متصل ہوں،دونوں درست ہیں۔(۱)

درمختار میں ہے:

لو كان معه بعض القوم في الأصح.(۲)

اس سے پہلے یہ عبارت ہے:

(و) كره (التربع) الخ (انفراد الإمام على الدكان) للنهي وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بمادونه،

(۱) إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً.(الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار،باب الإمامة : ۵۳۱/۱،ظفير)

(۲) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار،باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ۶۰۵/۱

إلـخ،(وكـره عـكسـه)فـي الأصح وهٰذا كله (عند عدم العذر،الخ،فلو قاموا على الرفوف والإمام على الأرض أوفي المحراب لضيق،المكان لم يكره لو كان معه بعض القوم.(۱)

(۳) اس میں بھی یہی جواب ہے کہ اگر امام کے ساتھ بعض مقتدی ہیں تو حصہ زیریں میں کھڑا ہوکر اقتدا کرنا درست ہے۔(۲)

(۴) مکان میں سے اقتدا امام کی جو مسجد میں ہے نہیں کرسکتا، مگر بصورت اتصال صفوف کہ مسجد سے مکان تک برابر صفوف مقتدیوں کی ہوں تو اس صورت میں اقتدا درست ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۵۵-۳۵۶)

مقتدی امام سے کتنے فاصلہ پر کھڑا ہو:

سوال: مقتدی امام سے کتنے فاصلہ پر کھڑے ہوں؟

الجواب ــــــــــــــــ

مقتدی امام سے اتنے فاصلہ پر کھڑے ہوں کہ بے تکلف ان کا سجدہ ہوجاوے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۳۷)

امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ کی حد:

سوال: امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ کتنا ہوسکتا ہے؟ اسی طرح نماز جنازہ میں امام اور میت کا درمیانی فاصلہ کتنا ہوسکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر نماز کھلے میدان یا بہت بڑی مسجد میں پڑھی جائے تو امام اور مقتدیوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں ہونا چاہیے، جس سے بیل گاڑی آسانی سے گذر جائے؛ بلکہ صفوں کو متصل ہونا چاہیے، اگر چھوٹی مسجد میں نماز پڑھی جائے تو بہتر یہی ہے کہ صفیں متصل ہوں؛ لیکن اگر صفوں کے درمیان کچھ فاصلہ رہا تو بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔

(ويمنع من الاقتداء) ...(طـريـق تجري فيه عجلة)آلة يجرها الثور(أونهرتجري فيه السفن) ...(أو خلاء)أي فضاء (في الصحراء)أوفي مسجد كبيرجدًا كمسجد القدس.(۴)

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها:۱/۶۰۵۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار،باب الإمامة :۱/۵۳۱،ظفیر۔

(۳) ويـمنع من الاقتداء صف النساء،إلخ، وطريق تجري فيه عجلة إلخ أونهر تجري فيه السفن أوخلاء في الصحراء،إلخ، يسع صفين فأكثر إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً،إلخ.(الدرالمختار علی هامش رد المحتار،باب الإمامة: ۱/۵۳۱،ظفیر)

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۲/۳۳۰-۳۳۲ (كتاب الصلاة،باب الإمامة،انیس)

جنازہ امام کے سامنے،قبلہ کی جانب اور امام سے قریب ہونا چاہیے،امام اور جنازہ کے درمیان فاصلہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی،۲۸/۶/۱۴۱۲ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۳۳-۴۳۴)

امام ومقتدی کے درمیان کا فاصلہ:

سوال: گھر،یا جنگل اور مسجد میں امام اور مقتدی کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

الجواب

اگر امام محراب میں ہو اور مقتدی اطراف مسجد میں،تو نماز جائز ہے؛ کیوں کہ مسجد بمنزلہ مکان واحد کے ہے،باوجودیکہ اطراف بعید ہی کیوں نہ ہوں اور کمرہ کا بھی حکم یہی ہے اور جنگل میں دو صفتوں کے فاصلے کی اجازت ہے۔

السراج المنیر میں ہے:

قدرما ينبغي أن يكون بين الإمام والقوم في الصحراء مايسمح فيه الصفان وعليه الفتوىٰ كما في الغاثية والبيت كالمسجد مع تباعدأطرافه كبقعة الواحدة في حق الإقتداء و هو الأصح كمافي القنية وخزانة المفتين،إنتهىٰ.

اور قنیہ میں ہے:

قيل: المسافة التي تمنع الإقتداء في الصحراء تمنعه في البيت والأصح أنه يجوزفي البيت كالمسجد،إنتهى.(۲)

اور سراجیہ میں ہے:

لواقتدى من أقصى المسجد بالإمام وهوعند المحراب جاز،إنتهىٰ(۳)(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۲۳-۲۲۳)

مقتدی وامام کے درمیان فاصلہ:

سوال: مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

(۱)　(ووضعه)...(إمام المصلى)وكونه للقبلة،إلخ.(الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار: ۱۰٤/۳) (كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،انيس)

(۲)　قنية المنية لتتميم الغنية،باب في الإقتداء وما منعه: ۲۲/۱،مخطوطة ملك سعود،انيس

(۳)　ولواقتدىٰ بالإمام في أقصى المسجد والإمام في المحراب،جاز.(بدائع الصنائع،فصل في شرائط أركان الصلاة: ۱٤٥/۱،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

الجواب

بیچ میں صف کا فاصلہ چھوڑیں اور کچھ تحدید نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳٫۳۴۷)

صفوں کے درمیان کتنا فصل رہے:

سوال: دوصفوں کے درمیان کتنا فاصلہ زیادہ سے زیادہ رکھا جاسکتا ہے؟

(۲) امام اور مقتدی کے درمیان کتنا فصل ہونا چاہیے؟

(۳) صفوں میں بڑے آگے اور بچے پیچھے کھڑے ہونا چاہیے، ان کو کتنا پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اور یہ حکم کب تک ہے، امام کی تکبیر تک، یا سلام تک، یا اقامت تک؟ اس لیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے مسبوق ہوتے ہیں اور نابالغ طلبہ مدرک۔

کیا اگر بچے جو تکبیر کے وقت بڑوں کے پیچھے کھڑے ہوں، اس کے بعد پھر بڑے آکر ان کو پیچھے ہٹا سکتے ہیں؟

هو المصوب

(۱-۲) دریافت کردہ صورت میں دوصفوں کے درمیان اتنی جگہ رہنی چاہیے، جس سے رکوع اور سجدہ آسانی سے ہوسکے۔

۳۔ صفوں میں بڑوں کی صف آگے ہوگی اور بچوں کی پیچھے، صفیں شروع میں ہی لگائی جائیں گی، البتہ نماز شروع کرنے کے بعد بڑوں کی شرکت کا امکان ہو تو بچوں کی صف اندازے کے ساتھ پیچھے لگائی جائے؛ تاکہ بڑے اگر صف میں کھڑے ہوسکیں تو وہ کھڑے ہوجائیں اور بچے بڑوں کے پیچھے ہوں۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲٫۲۲۵-۲۲۶)

☆ ☆ ☆

(۱) والزائد يقف خلفه. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱٫۵۳۰، ظفير)
اس قدر فصل ہو کہ مقتدی کا سر رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے امام سے نہ ٹکرائے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

صفوں کی ترتیب

بچوں سے متعلق صفوف کے چند مسائل:

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے عرض ہے کہ میں بہت ہی مؤدبانہ التماس کے ساتھ مندرجہ ذیل سوالات آپ کی خدمت اقدس میں ارسال کرر ہا ہوں، جن کے جوابات کی روشنی میں مسجد کے مصلی حضرات کی عمومی طور پر اور مسجد کے متولی حضرات کی خصوصی طور پر رہنمائی ممکن ہوگی، آپ کے جوابات کے لیے میں؛ بلکہ سب کے سب مصلی بہت بہت ممنون اور مشکور ہوں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خصوصی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ (آمین)

(۱)　عام طور پر کتنی عمر کے بچے (لڑکے) مسجد میں فرض نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(۲)　فرض نماز کی ادائیگی کے لیے بچوں کی (لڑکوں کی) صف کہاں بنانی چاہیے؟

(۳)　عام طور پر کتنی عمر کے بعد بچے (لڑکے) بڑوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں؟

(۴)　اگر چھوٹی عمر کے لڑکے بڑوں کے ساتھ صف میں شامل ہو جائیں تو کیا اس طرح بڑوں کی نماز ضائع ہو جائے گی؟ اگر واقعی اس طرح نماز ضائع ہوتی ہے تو کس حد تک؟

(۵)　کوئی مصلی دیر سے آیا، جماعت کھڑی ہو چکی تھی، اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا نماز ادا کر رہا ہے تو کیا وہ مصلی چھوٹے بچے کو کھینچ کر پیچھے کی قطار میں لا سکتا ہے؟

(۶)　کیا کوئی والد، یا نگہبان چھوٹے لڑکے کو پہلی صف میں، یا اس کے بعد کی صف میں اپنے ساتھ کھڑا کر سکتا ہے؟ ایک عالم کی رائے کے مطابق ایسے کرنا کوئی مکروہ فعل نہیں۔

(۷)　کیا یہ ایک مناسب دلیل ہے کہ بچوں کو بڑوں کے ساتھ صف میں کھڑا کیا جائے؛ کیوں کہ جب ان کو الگ پچھلی صف میں کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ شرارتیں کر کے بڑوں کی نماز میں مخل ہوتے ہیں اور ان کی توجہ کو ہٹانے کا سبب بنتے ہیں؟

(۸)　انتظامیہ کمیٹی یا امام صاحب کے لیے یہ کس حد تک ضروری ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کریں کہ جماعت خانہ (مسجد) میں بچوں کی صف سب سے آخر میں بنائی جائے، یا بڑوں کی صفوں کے بعد ایک یا دو قطاریں بچوں کے لیے مختص کر دی جائیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱)　ایسے بچے جونماز اور وضو وغیرہ کی تمیز رکھتے ہیں اور آداب مساجد سے واقف ہوکر اس کی بجا آوری کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے اور جو بچے نماز وضو وغیرہ کی تمیز نہیں رکھتے اور آداب مسجد کی بجا آوری کی صلاحیت نہیں رکھتے، ان کو مسجد میں لانا درست نہیں۔(۱)

(۲)　صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ نابالغوں کی مستقل صف بالغین کی صف سے پیچھے ہو، وہ بالغین کی صف میں نہ کھڑے ہوں؛ البتہ اگر نابالغ تنہا ہوتو وہ بالغین کی صف میں ہی کھڑا ہوگا۔(۲)

(۳)　صفوں کی ترتیب میں شریعت نے بلوغ اور عدم بلوغ کو ملحوظ رکھا ہے، عمر کو ملحوظ نہیں رکھا، اگر لڑکا بالغ ہوتو وہ بڑوں کی صف میں شامل ہوگا۔

(۴)　چھوٹی عمر کے لڑکوں کے بڑوں کے ساتھ شامل ہو جانے کی وجہ سے بڑوں کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔(۳) ایک بچہ ہونے کی صورت میں اس کو بڑوں کے ساتھ کھڑا کرنے کا حکم کتابوں میں صراحۃً موجود ہے، اگر نابالغ بچہ کے بڑوں کے ساتھ صف میں شامل ہونے سے بڑوں کی نماز خراب ہوجاتی تو یہ حکم نہ دیا جاتا۔

(۵)　اگر ایک ہی چھوٹا بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا ہوکر نماز ادا کر رہا ہے تو اس کا یہ عمل شرعاً درست ہے؛ اس لیے کہ یہی حکم ہے، بعد میں آنے والا مصلی اسکو کھینچ کر پیچھے کیوں لائے گا؟

(۶)　اگر چھوٹے بچوں کی صف مستقل بنی ہوئی ہے تو والد، یا نگہبان کو ایسا کرنا مناسب نہیں؛ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے چھوٹے بچہ کو اپنے ساتھ پہلی، یا اس کے بعد کی صف میں کھڑا کیا تو یہ گناہ نہیں۔

(۷)　جی ہاں! ''احسن الفتاوی'' میں ہے: ''اگر صرف ایک ہی نابالغ لڑکا ہوتو اس کو بالغوں کے ساتھ ہی کھڑا کیا جائے، اگر نابالغ لڑکے زیادہ ہوں تو ان کو پیچھے کھڑا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں؛ مگر اس زمانہ میں لڑکوں کو مردوں کی صفوف ہی میں کھڑا کرنا چاہیے؛ کیوں کہ دو یا زیادہ لڑکے ایک جگہ جمع ہونے سے اپنی نماز خراب کرتے ہیں؛ بلکہ بالغین کی نماز میں بھی خلل پیدا کرتے ہیں''۔

قال العلامة الرافعي رحمه الله تعالىٰ: (قوله ذكره في البحر بحثاً) قال الرحمتي رحمه الله: ربما يتعين في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال؛ لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدّى ضررهم إلىٰ إفساد صلاة الرجال، انتهىٰ. (۴)

---

(۱)　ماخوذ از احسن الفتاوی: ۲۸۰/۳

(۲-۳)　ماخوذ از فتاوی محمودیہ: ۲۹۷/۱۶

(۴)　التحرير المختار: ۷۳/۱، احسن الفتاوی: ۲۸۰/۳

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''جو بچے بالکل کم عمر ہوں ان کو تو مسجد میں لانا ہی جائز نہیں، نابالغ بچوں کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کی الگ صف بالغ مردوں کی صف سے پیچھے ہو؛ لیکن آج کل بچے جمع ہو کر زیادہ اودھم مچاتے ہیں؛ اس لیے مناسب یہی ہے کہ بچوں کو ان کے اعزہ اپنے برابر کھڑا کر لیا کریں، بچوں کو سمجھانا چاہیے اور پیار ومحبت وشفقت سے ان کو نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ بتانا چاہیے، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا''۔

مزید ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر بچہ ایک ہو تو اس کو بالغ مردوں کی صف میں ہی کھڑا کیا جائے اور اگر بچے زیادہ ہوں تو ان کی الگ صف بالغ مردوں سے پیچھے ہونی چاہیے اور یہ حکم بطور وجوب نہیں، بطور استحباب ہے؛ تاہم اگر بچے اکھٹے ہو کر نماز میں گڑ بڑ کرتے ہوں، یا بڑا مجمع ہونے کی وجہ سے ان کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہیے؛ تاکہ ان کی وجہ سے بڑوں کی نماز میں خلل نہ آئے اور یہ حکم ان بچوں کا ہے، جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں، ورنہ زیادہ چھوٹی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/۲۲۲)

(۸) اوپر کے جوابات میں اس کی تفصیل آچکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۱۰/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ، الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۴۲-۴۴۶)

پندرہ برس کی عمر کا لڑکا بالغ ہے، اسے بڑوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہیے:

(۱) کتنی عمر کے لڑکے کو نماز کی صف میں بڑوں کے ساتھ پڑھنا چاہئے؟

اندھوں کے لئے صف میں کوئی مخصوص جگہ نہیں:

(۲) اندھوں کو نماز کی صف میں کہاں پر رہنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) نابالغ لڑکوں کو بالغ کی صف کے پیچھے کھڑا رہنا چاہیے، پندرہ برس کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہیں، اگر نابالغ لڑکا ایک ہی ہو تو بالغ کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔(۱)

(۱) والسنة أن يصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء لما مر من حديث أنس رضى الله عنه... ثم الترتيب بين الرجال والصبيان سنة لا فرض، هو الصحيح، أما بينهم وبين النساء ففرض عندنا. (غنية المستملى الكبير: ٥٢١)

عن أبى مالك الأشعرى قال: لا أعلمكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يكبر إذا رفع وإذا وضع وكان يسلم عن يمينه وعن يساره وكان يليه الرجال ثم الصبيان ثم النساء. (الحجة على أهل المدينة، باب التشهد: ١/١٤٢، عالم الكتب بيروت، انيس)

(۲) اندھوں کے لیے صف میں کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے، ہر جگہ صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
ابوالمحاسن محمد سجاد کان اللہ لہ، ۶/۵/۱۳۴۵ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱/۴۸)

باشعور بچہ کہاں کھڑا ہو:

سوال: ایک ۱۳/سال کا لڑکا جو تنہا پچھلی صف میں نماز پڑھ رہا تھا، مگر کسی صاحب نے انہیں اگلی صف میں کھڑا کر دیا، جس میں دیگر مصلیان تھے اور ان کے بازو میں خود آگے کرنے والے صاحب نے امام کی اقتدا کی تو مسئلہ بالا میں کسی نماز میں کوئی خرابی پیدا ہوئی، یا نہیں؟ جب کہ وہ تیرہ سالہ لڑکا جماعت والی صف اور آگے کرنے والے صاحب کے در میں حائل رہا؟

هو المصوب

صورت مسئولہ میں نماز میں خرابی نہیں پیدا ہوئی۔

نوٹ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے، آپ نے اپنے داہنی جانب کھڑا کر لیا، اس وقت حضرت ابن عباس بالغ نہ تھے۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۲۳۴)

حافظ لڑکے کا نمازیوں کی پہلی صف میں شریک ہونا:

سوال: اگر کوئی لڑکا جس کی عمر ۱۳/سال ہے اور وہ قرآن ختم کر چکا ہے، ساتھ ہی ساتھ ایک پارہ کا حافظ بھی ہے تو کیا ایسا لڑکا نمازیوں کی پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

هو المصوب

اگر بالغ ہے تو صف میں کھڑا ہوگا اور اگر نابالغ ہے تو پیچھے کھڑا ہوگا،(۳) لڑکے کا بیان لے کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۲۲۷-۲۲۸)

---

(۱) نابینا مقتدی مرد ہو تو مردوں کی صف میں اور عورت ہو تو عورتوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہئے، بینا، یا نابینا ہونے کا کوئی اثر اس حکم پر نہیں پڑتا۔(مجاہد)

(۲) صحيح البخاري، كتاب الجماعة والإمامة، باب إذا لم ينو الإمام إن يوم ثم جاء فأمهم (رقم الحديث: ٦٦٧)

(۳) قال أبو مالك الأشعري: ألا أحدثكم بصلاة النبي صلى الله عليه وسلم قال: فأقام الصلاة وصف الرجال وصف الغلمان خلفهم ثم صلى بهم. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب مقام الصبيان من الصف (رقم الحديث: ٦٧٣)/ السنن الكبرىٰ للبيهقي، باب الرجال يأتمون بالرجل ومعهم صبيان (ح: ٥١٦٥) انيس)

ایک بالغ مقتدی کے ساتھ کئی نابالغ مقتدی کیسے کھڑے ہوں:

سوال: جماعت میں ایک مقتدی بالغ ہو اور باقی لڑکے نابالغ ہوں تو کس طرح کھڑے ہوں؟

الجواب

سب لڑکے مقتدی کے پاس کھڑے ہوں اگر قریب بلوغ ہوں اور سب چھوٹے ہوں تو مقتدی امام کے برابر اور لڑکے پیچھے کھڑے ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۳۰۱)

صفوف میں شیوخ، نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کی ترتیب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز میں صفوف بنانے میں پہلی صف میں بڑی عمر والے، پھر نوجون، پھر بچے اور آخر میں عورتیں کھڑی ہوں گی، اس کا شرعی ثبوت کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: ولی اللہ، تبوک سعودی عرب......۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ)

الجواب

یہ مسئلہ درست ہے، حدیث شریف میں وارد ہے:

"لیلنی منکم أولوا الأحلام والنهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم". (رواه مسلم)(۱)

پس اہل علم اور اہل عقل درجہ بدرجہ صفوف بنائیں گے، مثلاً: اولاً مرد بالغ، ثانیاً نابالغ وغیر ذلک۔ (۲) وہو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۹۷-۲۹۸)

بالغ جاہلوں کی صف نابالغ کے پیچھے ہوگی یا آگے:

سوال: عیدین یا دوسری نمازوں میں کتنی عمر تک کے نابالغ بچے صف میں ساتھ کھڑے ہوسکتے ہیں؟ بالغین جاہل ہوں تو ان کو پچھلی صف میں کر کے نابالغوں کو آگے کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

---

(۱) مشکوۃ المصابیح: ۹۸/۱، باب تسویة الصف، الفصل الأول (رقم الحدیث: ۱۰۸۹)/عن أبی مسعود قال: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یمسح مناکبنا فی الصلاة ویقول: استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم، لیلنی منکم اولوا الأحلام والنهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم. (الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف وإقامتها: ۳۲۳/۱، دار إحیاء التراث العربی بیروت (ح: ٤٣٢) انیس)

(۲) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه تعالیٰ: الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء. (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ٤٢٢/١، باب الإمامة)/ کذا فی منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک، فصل فی الجماعة: ١٦٩/١، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة قطر، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نماز جماعت میں سنت یہ ہے کہ بالغ لوگ آگے رہیں اور بچے پیچھے، یا ایک ہی صف ہوتو بچے بائیں طرف کھڑے کئے جائیں، اسی طرح عمل کرنا چاہیے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۰/۱۰/۱۳۶۷ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۹۴/۲)

نابالغ بچہ تنہا صف میں کس جگہ کھڑا ہو:

سوال: نابالغ، یعنی لڑکا اگر اکیلا ہوتو صف اول میں بالغوں کے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھے، یا پیچھے تنہا کھڑا ہوکر پڑھے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر تنہا ہوتو بائیں جانب صف میں کھڑا ہوجاوے۔(۲)

(بدست خاص، ص:۵۲)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۵۷)

بالغوں کی اگلی صف پوری نہ ہواور پیچھے نابالغوں کی صف پوری ہوتو بعد میں آنے والا کہاں ملے:

سوال: امام کے پیچھے آدمیوں کی جماعت قلیل ہے اور اس کے پیچھے لڑکوں کی جماعت کثیر ہے، یعنی نابالغ لڑکوں کی اگر مسبوق آدمی بالغ اگلی جماعت میں ملنا چاہے تو لڑکوں کی جماعت کو کس طرح رکھے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر لڑکوں کے آگے جا کر، یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جاوے اور بالغوں کی جماعت میں شریک ہوجاوے اور اگر کچھ ممکن نہ ہواور لڑکوں کی ہی جماعت میں کھڑا ہوجاوے تب بھی نماز صحیح ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۳۸/۳-۳۳۹)

---

(۱) (ویصف) ... (الرجال) ظاهره يعم العبيد (ثم الصبيان) ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف".(الدر المختار، باب الإمامة:۳۰۹/۲-۳۱۴)

(۲) وكان عبدالله بن مسعود رضي الله عنه يقيم أحدهما عن يمينه والآخر عن يساره حتى يكونوا ثلاثة سوى الإمام فيقومون خلفه ويروى ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم.(شرح مختصر الطحاوي للجصاص، باب الإمامة:۷۵/۲، دارالبشائر الإسلامية، انيس)

(۳) فلو شرعوا و في الصف الأول فرجة خرق الصفوف.(ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۳۲/۱، ظفير)(مطلب: في كراهة قيام الإمام في غير المحراب، انيس)

بچوں کی صف سے ہوکر آگے جاسکتا ہے، یانہیں:

سوال: مقدم صف میں ۵/ یا ۶/ رجال ہیں اور دوئم صف صبیان کی ہے، جس میں پندرہ یا سولہ لڑکے ہیں؛ یعنی لڑکوں کی صف نے رجال کی صف کو یمین ویسار سے گھیر لیا ہے۔ اب جو مرد آوے وہ اطفال کے آگے سے مرور کرنے کے سوا اگلی صف میں شامل نہیں ہوسکتا، تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب

مرد آنے والا اس صورت میں اطفال کے آگے کو مرور کرکے شامل صف رجال ہوجاوے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۵۴)

نابالغ بچوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا:

سوال: نابالغ لڑکے جماعت میں شریک ہوجاتے ہیں تو اورمقتدیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے، یانہیں؟

الجواب

أخرج ابن أبی شیبة عن أبی مالک الأشعری أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أقام الرجال یلونه وأقام الصبیان خلف ذلک، من شرح الهدایة للعینی. (۱)

وفی البحر الرائق: الصبی الواحد لا یکون منفرداً عن صف الرجال بل یدخل فی صفهم وأن محل هٰذا الترتیب إنما هو عند حضور جمع من الرجال وجمع من الصبیان فحینئذٍ تؤخر الصبیان. (۲)

عبارات مذکورہ اور عام کتب فقہ کی عبارات مشہورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا خلاف سنت ہے، خواہ نماز جمعہ ہو، یا دوسری نمازیں، نماز جمعہ میں جس شخص کے پاس لڑکے کھڑے ہوں، اس کو چاہیے کہ انہیں پیچھے ہٹائے، یا صف سے علاحدہ کسی جگہ کھڑا کردے، ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ (امداد المفتین: ۲/۲۹۳)

بالغ کے ساتھ نابالغ اگر صف میں آملے تو کوئی حرج تو نہیں ہے:

سوال: ایک لڑکا نابالغ اگر جماعت کی داہنی طرف، یا بائیں طرف آکر نماز میں شریک ہوا، یا درمیان صف میں بالغین کے ساتھ آکر کھڑا ہوگیا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا، یانہیں؟

الجواب

اگر ایک نابالغ ہے تو صف میں کھڑا ہو۔

---

(۱) البنایة شرح الهدایة، کیفیة ترتیب الصفوف فی الصلاة: ۲/۳٤٦، انیس

(۲) البحر الرائق: ۱/۳۷۵، کتاب الصلاة، باب الإمامة

ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۶/۳)

نابالغ تنہا کہاں کھڑا ہو:

سوال: نابالغ لڑکا اگر تنہا ہو تو اکیلا مردوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہو، یا مردوں کی صف میں شریک ہو جائے؟

الجواب

اکیلا لڑکا مردوں کی صف میں شریک ہو جائے۔ (کذا فی الشامی) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۸/۳)

نابالغ جب تنہا ہو، بالغوں کی صف میں کھڑا ہوگا:

سوال: اگر زید کی عمر تیرہ سال کی ہو چکی ہے تو اس کو جماعت اول میں کھڑا کرنے سے جب کہ جماعت ثانی میں کوئی شخص موجود نہ ہو، کسی کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں آئے گا؟

الجواب

اس صورت میں جب کہ وہ لڑکا اکیلا ہے اس کو جماعت اولیٰ میں شامل کرنا چاہیے، اس سے کسی کی نماز میں کچھ نقص نہ آوے گا۔ (کذا فی الشامی) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۹/۳)

لڑکے جب ایک سے زیادہ ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں:

سوال: دو شخص جوان ہیں اور چار پانچ لڑکے ہیں جماعت میں لڑکے برابر کھڑے ہوں، یا پیچھے؟

الجواب

اس صورت میں لڑکے پیچھے کھڑے ہوں۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۰/۳)

نابالغ کی صف کہاں ہو:

سوال: اگر دو تین بالغ ہوں اور تین چار نابالغ بچے ہوں، تو ایک ہی صف میں علی الترتیب کھڑے ہوں، یا بالغین ایک صف میں اور بچے دوسری صف میں پیچھے کھڑے ہوں؟

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳٤/۱، ظفیر

(۲-۳) ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳٤/۱، ظفیر الدین غفرله)

(۴) یصف، إلخ، الرجال، إلخ، ثم الصبیان ظاهره تعددهم. (الدر المختار)

وکذا لو کان المقتدی رجلاً وصبیاً یصفهما خلفه. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳٤/۱، ظفیر) (مطلب الکلام علی الصف الأول، انیس)

الجواب

نابالغ لڑکے جب کئی ہوں تو بالغین سے پیچھے کھڑے ہوں، ایک صف میں نہ کھڑے ہوں۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/ ۳۴۷۔۳۴۸)

نابالغ لڑکے صف میں کہاں کھڑے ہوں:

سوال: نابالغوں کو صف اول میں کھڑا ہونا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

نابالغ اگر ایک ہوتو اس کو صف کے ایک طرف کھڑا ہونا چاہیے، زیادہ ہوتو پیچھے کھڑے ہوں، صف کے بیچ کھڑے ہونے کا حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۱)

نابالغ کا پہلی صف میں ہونا اور بالغ کا پیچھے، یہ درست ہے، یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص اپنے ساتھ نابالغ لڑکے کو صف اول میں کھڑا کرتا ہے اور دوسرے بالغ آدمی اس لڑکے کے پیچھے صف ثانی میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کی نماز میں کراہت ہوگی، یا نہیں؟ اور تحریمی ہوگی، یا تنزیہی اور تمام صف کی نماز مکروہ ہوگی، یا کسی خاص کی؟

الجواب

طریق سنت یہ ہے کہ لڑکوں کی صف بالغین کے پیچھے ہو؛ لیکن درمختار میں ہے کہ اگر ابتدا جماعت میں ایک ہی لڑکا نابالغ ہو تو اس کو مردوں کی صف میں داخل کر دیا جائے۔

عبارت درمختار کی یہ ہے:

(ثم الصبیان)ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف. (۲)

اور شامی میں کہا کہ صاحب بحر نے اس بارے میں حدیث انس رضی اللہ عنہ "**فصففت أنا و الیتیم و رائه**" (۳) سے استدلال کیا ہے۔ پس اس حدیث اور روایت درمختار سے معلوم ہوا کہ اگر ایک نابالغ لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو

(۱) ولو اجتمع الرجال و الصبیان إلخ یقوم الرجال أقصٰی مایلی الإمام ثم الصبیان. (الفتاویٰ الهندیة، مصری، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام و المأموم: ۱/ ۸۳، انیس)

(۲) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۳٤، ظفیر

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۳٤، ظفیر (مطلب الکلام علی الصف الأول/ موطأ الإمام مالک بروایة محمد بن حسن الشیبانی، باب الرجلان یصلیان جماعة: ۷۳ (ح: ۱۷۸) قاهره، انیس)

بالغ کی صف میں شامل کرلیا جاوے اور اگر نابالغین متعدد ہوں تو ان کو بالغین کی صف سے پیچھے کھڑا کیا جاوے۔

بہرحال یہ معلوم ہوگیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہوگیا اور دونوں طرف اس کے بالغین کھڑے ہوگئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آئی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۱-۳۴۲)

امرد کو صف میں کھڑا کرنا کیسا ہے:

سوال: زید کو ایک لڑکے نابالغ امرد سے محبت ہے اور وہ اس کو باوجود اور نابالغ لڑکوں کے جماعت میں بالغین کی اپنے پاس کھڑا کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

امرد لڑکے صبیح الوجیہ کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہانے فسادِ صلوٰۃ کا حکم فرمایا ہے، اگرچہ اصح عدمِ فسادِ صلوٰۃ ہے اور نظر بالشہوۃ کو اس کی طرف حرام لکھا ہے، پس نماز میں ایسے لڑکے کو برابر کھڑا کرنا نہیں چاہیے۔ (۱)

اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صف مردوں کے پیچھے ہونی چاہیے اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے۔ (۲)

لیکن جو صورت سوال میں درج ہے، اس صورت میں کسی طرح اور کسی حالت میں اس لڑکے کو برابر کھڑا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۴۱)

بے ریش لڑکوں کی شرکت پہلی صف میں:

سوال: بے ریش لڑکوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے؛ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کی برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔

---

(۱) (ومحاذاة الأمرد الصبيح)المشتهى(لايفسدها على المذهب)تضعيف لما فى جامع المحبوبى ودررالبحار من الفساد لأنه فى المرأة غيرمعلول بالشهوة بل بترك فرض المقام.(الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،باب الإمامة : ۵۳۹/۱)

(ولايجوزالنظرإليه بشهوة كوجه أمرد)فإنه يحرم النظرإلٰى وجهها و وجه الأمرد إذا شك فى الشهوة. (الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار،باب شروط الصلاة،مطلب فى النظرإلٰى وجه الأمرد: ۳۷۷/۱ ، ظفيرصديقى)

(۲) يصف،إلخ،الرجال،إلخ،ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف.(الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار،باب الإمامة: ۵۳۴/۱ ،ظفير)

درمختار میں ہے:

ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحداً دخل الصف،وھکذا فی الشامی. (۱)فقط(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳؍۳۶۲)

کیا اکیلا نابالغ بالغ کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب بالغین کی صف میں جگہ موجود ہوتو کیا نابالغ جب اکیلا ہو، بالغین کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: کرک استاذ ہجرت بنو۔۔۔۲۰؍۱۱؍۱۹۷۵ء)

الجواب

یہ نابالغ بالغ کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے۔(کمافی الدرالمختار)(۲) وہوالموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲؍۲۹۴)

عیدین اور تراویح میں بالغ اور بچوں کی کثرت کی صورت میں صف کی درستگی کی ترتیب:

سوال(۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز پراور رمضان المبارک کے بکثرت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس پچیس ہوجاتی ہیں، حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خنثیٰ، پھرعورتیں، پھر لڑکیاں، یہ توجب ہوسکتا ہے کہ شروع میں قسم وار افراد موجود ہوں اور ہرقسم اپنی صف میں ختم ہوجائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں، بچے وغیرہ توزیادہ ہوتے ہی ہیں، اگر مرد بہت زیادہ ہوں، کچھ شروع میں آئے ہوئے نہ ہوں اوراخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دو سے ہٹاہٹا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے، یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچادیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر، یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

مسجد میں بچوں کونماز کے لیے بھیجنا، جب کہ بچے بڑوں کی نماز خراب کردیتے ہوں:

(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لیے بھیجتا ہوں، جب چند لڑکے جمع ہوجاتے ہیں تو جماعت میں گاہے ہنس بھی پڑتے ہیں، ان پر بعد نماز آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں، کوئی جوشیلا تھپڑ بھی ماردیتا ہے، بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا کرو، تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو، کیا کیا جاوے؟

(المستفتی:۷۴۶، نورمحمد صاحب ہیڈ ماسٹر، جونڈلہ ضلع کرنال، ۱۷؍ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۱؍فروری ۱۹۳۶ء)

(۱) الدرالمختار علیٰ ہامش ردالمحتار،باب الإمامة: ۱/ ۵۳٤،ظفیر

(۲) قال الحصکفی:ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحداً دخل الصف.(الدرالمختار علیٰ ہامش ردالمحتار: ۱/ ۴۲۲،مطلب فی الکلام علی الصف الأول)

الجواب

(۱) یہ حکم ابتدائے نماز کا ہے، مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں، اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے، لڑکے درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی، ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے، دو یا زیادہ ہوں تو ان کی صف علاحدہ پیچھے کردی جائے۔(۱)

(۲) بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں لانا چاہئے، ان کی کسی شرارت اور ہنسی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے؛ مگر سختی سے مارنا، یا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔(۲) (کفایت المفتی: ۱۳۵/۳-۱۳۶)

دو نمازیوں کے بیچ میں ایک نابالغ ہے، وہ کہاں کھڑا ہو:

سوال: اگر جماعت میں صرف دو شخص ہوں، ایک بالغ اور ایک نابالغ تو ان دونوں کو امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہونا چاہیے۔

الجواب

اگر ایک امام کی اقتدا ایک بالغ مرد اور ایک نابالغ لڑکا کرنا چاہے تو دونوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے، ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی کیا ترتیب ہونا چاہیے، اس کی صراحت میری نظر میں نہیں گزری، عباراتِ فقہا دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بالغ کو امام کے محاذ میں کھڑا ہونا چاہیے، جیسا کہ بحر میں ہے: ”**وینبغي أن يكون بحذاء الإمام من هو أفضل**“. (۳) اور نابالغ لڑکے کو مقتدی کے داہنے ہاتھ پر کھڑا ہونا چاہیے، بشرطیکہ کسی تیسرے نابالغ کے جماعت میں شرکت کا ظن نہ ہو اور اگر کسی بالغ کے شریک جماعت ہونے کا ظن ہو تو لڑکے کو بائیں طرف کھڑا

(۱) قال في التنوير وشرحه: ”ويصف الرجال، ثم الصبيان، ظاهره تعددهم فلو واحدا دخل الصف، ثم الخناثى، ثم النساء. (باب الإمامة: ۵۷۱/۱)

وفي الشامي: إن المرأة تفسد صلوٰة رجلين من جانبها: واحد عن يمينها وواحد عن يسارها. وكذا تفسد صلاة من خلفها إلخ. (باب الإمامة، في الكلام على الصف الأول: ۵۷۳/۱)

(۲) وفي حظر الاختيار: أنه يؤمر بالصوم والصلاة وينهى عن شرب الخمر ليألف الخير ويترك الشر. (الدر المختار)

قال الشامي قوله قلت: ... أن الصبي ينبغي أن يؤمره بجميع المأمورات، وينهى عن جميع المنهيات ،اهـ. (الدر المختار مع الرد، كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱) (انیس)

(۳) ترجمہ: امام کے محاذ میں اس شخص کو کھڑا ہونا چاہئے، جو مقتدیوں میں افضل ہو۔ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، وقوف المأمومين في الصلاة خلف الإمام: ۳۷٤/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انیس)

ہونا چاہیے، جو ثواب کے لحاظ سے کمتر جگہ ہے اور اگر دونوں امام کے محاذی ہوں، اس طور سے کہ نصف حصہ امام کی پشت کا بالغ کے حصہ جسم کے محاذی ہو اور نصف حصہ نابالغ کے حصۂ جسم کے محاذی ہو اور بالغ کے محاذات امام کے داہنے ہاتھ کی طرف سے ہو اور نابالغ کے بائیں ہاتھ کی طرف سے ہو تو بھی جائز ہے اور اسی طریقہ پر میں نے اکابر علمائے فرنگی محل کا عمل دیکھا ہے۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ، ص:۱۵۶-۱۵۷)

مخنث مردوں کی صف میں کھڑا ہونا:

سوال: خنثیٰ مردوں کے درمیان نماز میں کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب

نماز درست ہو جائے گی، اسد نہ ہوگی۔

"ومحاذاة الخنثٰى المشكل لا تفسد صلاته" إلخ. (۱)**والله أعلم وعمله أتم**

مفتی محمد شاکر خان قاسمی پونہ۔ (فتاویٰ شاکر خان:۱/۱۲۱-۱۲۲)

خنثیٰ کا مقام بچوں کی صف کے پیچھے ہے:

سوال: ہجڑے کی امامت جائز نہیں تو اس کا صف اول میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجوب باسم ملهم الصواب

اگر خنثیٰ میں مردانہ علامت زیادہ ہوں تو صف اول میں کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر زنانہ علامات زیادہ ہوں تو عورتوں کی صف میں کھڑا ہوگا، اگر دونوں علامات برابر ہوں تو اس کا مقام بچوں اور عورتوں کی صف کے درمیان ہے؛ یعنی بچوں کے پیچھے اور عورتوں سے آگے۔

قال في التنوير: (فيقف بين صف الرجال والنساء).

وفي ردالمحتار: إذ لو وقف مع الرجال احتمل أنه أنثٰى أومع النساء احتمل أنه رجل. (۲)

وفي التنوير، ويصف الرجال ثم الصبيان ثم الخناثٰى ثم النساء. (۳)**فقط والله أعلم**

۹/ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۲۷۶)

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية: ۱/ ۹۰ (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، انيس)

(۲) ردالمحتار، كتاب الخنثٰى: ۵/ ۵۱٤، انيس

(۳) الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكلام على الصف الأول: ۱/ ۵۳٤، انيس

مجبوری میں عورتوں کا مردوں سے پیچھے کے بجائے نچلی منزل میں کھڑی ہونا:

سوال: رمضان میں پنج وقتہ نماز کے ساتھ تراویح کی نماز بھی باجماعت ہوتی ہے(علما ومفتیان کرام نے بعض اعذار کی وجہ سے اجازت دے رکھی ہے) گھر کی مستورات بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوکر نماز پڑھتی ہیں، فی الحال اس جگہ کی مرمت جاری ہے اور مرد حضرات بنگلہ کے ٹیرس پر نماز باجماعت پڑھ رہے ہیں، دوسرے مالہ پر آفسیں ہیں، جورات کو بند ہو جاتی ہیں، کیا عورتیں نیچے پہلے مالہ پر اسی امام کی اقتدا میں عشا اور تراویح پڑھ سکتی ہیں؟

منشاء سوال یہ ہے کہ عورتیں جماعت میں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں، یہ حکم ہے، یہاں پیچھے کے بجائے نیچے کھڑی ہورہی ہیں تو کیا یہ مجبوری میں جائز ہے؟

(مستفتی: عبدالرزاق رامپوری، پونہ، ۲؍رمضان ۱۴۲۵ھ)

الجواب

عورتوں کا مردوں کے پیچھے کھڑی ہونے کا حکم، اس صورت میں ہے، جب کہ سطح زمین پر مردوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہی ہوں، البتہ مذکورہ صورت میں جب کہ وہ نیچے کے مالہ پر کھڑی ہوکر مرد کی اقتدا کر رہی ہیں تو یہ جائز ہے اور ان کی نماز تراویح صحیح ہوگی، بشرطیکہ امام کے انتقالات کا انہیں علم ہو اور وہ امام سے پیچھے رہیں، غفلت میں کہیں آگے نہ بڑھ جائیں۔

"وإن كان الذين فوق الظلة بحذائهم من تحتهم نساء جازت صلاة من كان على الظلة، كذا في فتاوىٰ قاضي خان". (۱)

"ولو قام علٰى سطح المسجد واقتداء بإمام في المسجد إن كان للسطح باب في المسجد ولا يشتبه عليه حال الإمام يصح الاقتداء، وإن اشتبه عليه حال الإمام لا يصح" إلخ. (۲) **والله أعلم وعمله أتم**

مفتی محمد شاکر خان قاسمی پونہ (فتاویٰ شاکر خان: ۱۲۲/۱-۱۲۳)

☆ ☆ ☆

(۱) الفتاوٰی الهندية، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحته الاقتداء ومالايمنع: ۸۷/۱، انیس

(۲) الفتاوٰی الهندية، الباب الخامس في الإمامة: ۸۸/۱